بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانو! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو

سنہ ۱۳۵۴ھ

انوار آفتاب صداقت

سنہ ۱۹۳۵ء

مصنفہ

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ سنی حنفی نقشبندی صادقی
کورٹ انسپکٹر پولیس (پنشنر) لودھیانہ

کتب خانہ سمنانی اندرکوٹ
میرٹھ نے شائع کیا

کے پنجہ ضلالت سے نجات پائیں۔ سو الحمد للہ کہ یہ کام ازل میں مکرم جناب قاضی صاحب موصوف کے نام تحریر ہو چکا تھا۔ اس لئے قاضی صاحب نے نہایت عرق ریزی سے ان مسائل کو بدلائل عقل و نقل کما حقہ ثابت کر دکھلایا۔ اور فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کی برسوں کی خفیہ خباثت کو ایسا ظاہر کیا۔ کہ مزید براں ممکن ہی نہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزا فی الدارین۔ آمین

فقیر (ابو الفرید) خوشی محمد عفی عنہ حنفی نقشبندی خطیب مسجد کیمپ جالندھر

جو ہے خوشی خدا کی وہ ہے خوشی محمد — ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۸ ہجری

(۲۳) تقریظ حضرت مولینا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ نکودر ضلع جالندھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انوار آفتاب صداقت ہوئی طلوع — اب مردنی سی چہرۂ دشمن پہ چھا گئی

کہتے ہیں اہل حق یہ مخالف کو دیکھ کر — اے نجدیان ہند قیامت ہے آ گئی

یہ کتاب جو آفتاب انوار صداقت کے نام سے ظلمت کدۂ عالم پر آفتاب بن کر ضو افگن ہونے کو ہے اور جس کے مضامین کی بلند پردازی مصنف کے زور تخیل کی رہین منت ہے اس قابل ہے کہ اس کو اختلافی مسائل میں حکم دے کر عمل پیرا ہوں۔ اس نیاز مند نے مختلف مقامات سے اس کو دیکھا اور موافق عقائد و عمل اہل حق پایا۔ یہ اس کا مخصوص فضل ہے۔ جس نے عالی جناب قاضی صاحب کو اس سعادت عظمٰی کے لئے منتخب فرمایا۔ ؎ فضل احمد نے لکھی فضل محمد سے کتاب ٭ کیسے باریک مضامین ہیں اللہ اللہ ٭ حررہ فقیر سید محمد حنیف چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ خطیب جامع مسجد و مفتی نکودر۔ ۱۲ ؍ اگست ۱۹۲۰ء

تقاریظ علماء کرام ہندوستان

(۲۴) تقریظ اعلیٰحضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حضور پر نور حافظ قاری حاجی مولینا و بالعلم والفضل مولینا مولوی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قادری دام ظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی فضل احمد علی العلمین جمیعا و اقامہ یوم القیمۃ للمذنبین شفیعا و

بعثہ رحمۃ للعلمین وکان فضل احمد ملاذ اللائذین ومعاذ العائذین فی الدنیا ویوم الدین
فمن لاذ بہ فقد لاذ بملاذ کریم ومن عاذ بہ فقد عاذ بمعاذ عظیم ومن حاد عنہ فقد باد
وحاد الحناد جھنم وبئس المھاد وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ حبیبہ المصطفیٰ والشفیع الرفیع المرتجیٰ وعلی
آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ دائما ابدا الی یوم الدین وسرمدا دھر الداھرین ولعن الکفرۃ الآبیۃ
خصوصا النجدیۃ الوھابیۃ لاسیما الشیطانیۃ الکذابیۃ فانھم لعدائہم وسبھم اعداء اللہ ورسولہ
خصماء فیھم یسبون اللہ والرسول ویقولون فی انفسھم لولا یعذبنا اللہ بما نقول حسبھم جھنم یصلونھا فبئس المصیر
لایغرون اللہ شیئا واللہ بما یعملون بصیر ۔ فقیر غفر المولی لہ تقریر نے مولینا المکرم ذی اللطف والکرم
حامی سنت ماحی بدعت راشد ارشد مولوی قاضی فضل احمد ادام اللہ بفضل احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم وکرم ومجد کی یہ کتاب انوار آفتاب صداقت خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی ان کے
ثبات علی الیقین ۔ وصلابت فی الدین واعانت مھتدین واہانت مفسدین پر حمد الٰہی بجالایا ودعا الحمد فی
الاولی والآخرۃ ہم واھل التقوی واھل المغفرۃ جعل اللہ سعیہ مشکورا وذنبہ مغفورا وعدوہ
فی الدین مقھورا ولقی السنۃ نضرۃ وسرورا ونصرھم فی الدارین فضلا وفرا وجعل الوھابیۃ قوما
بورا وجعل عملھم ھباء منثورا ۔ یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اور اصول و فروع
وہابیت کی قامع ہے کانہ علی الوھابیۃ سقر لاتبقی ولا تذر جمع فارعی واستقصی فما ابقی من
غث ولا سمیم ولا رخیص ولا ثمیم ۔ انصاف خیر الاوصاف ہے ۔ اگر وہ پیش نظر ہو تو راہ صاف
ہے ۔ مردود پر سو رد کئے جائیں ۔ اور ایک ہی لاجواب ہے تو اسی قدر کافی اعتراض مطرود کے سو جواب دیئے
جائیں ۔ اور ایک ہی قاطع ہو تو اتنا ہی وافی نہ کہ جہاں قواطع وافر لوامع متکاثر ۔ اصح الکتب
بعد کتاب اللہ صحیح امام بخاری علیہ رحمۃ الباری ہے ۔ اس کے بھی شواہد و متابعات میں التزام
اصول نہ تراجم و تعلیقات میں مراعات شرط موصول تو سخت بے انصافی ہوگی ۔ اگر کہیں کہیں سے
کچھ زوائد یا نوازل لے کر ان پر الٹے سیدھے اعتراض کریں ۔ اور اس کا نام جواب رکھیں ۔ بلکہ
کل کلام سے گلو خلاص ہوں تو عہدہ برآ ہوں وانی لھم ذلک واللہ لا یھدی الوھابیۃ
الی طریق الصلاح ۔ فقیر اپنے تمام اخوان اہلسنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی
سفارش خیر کرتا ہے سو من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منھا ۔ رزقنا اللہ شفاعۃ المصطفیٰ
فی الاولی والآخرۃ ویوم القضاء صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وآلہ وصحبہ احسن رضا آمین ۔ والحمد للہ
رب العلمین ۔ قالہ بفمہ وامر برقمہ العبد الفقیر احمد رضا القادری البریلوی ۔

میرے مکان سے دور ہے۔ باجماعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن آپ کہئے کہ بحالت امید واری اضطراری اور بے قراری مدرسہ سرکاری میں ایک وقت کی جماعت بھی نصیب میں نہیں۔ بلکہ سرے سے نمازیں ہی چھٹ ہیں۔ پھر وہی آیت شریف یقولون جافوا جهم ما لیس فی قلوبهم آپ پر وارد ہے۔

سوال (۱۶) قاضی صاحب نے عدالت میں شاہ اسحٰق صاحب دہلوی نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمتہ اور تمام علمائے دیوبند مثل مولانا قاسم علی و محمود حسن و رشید احمد و خلیل احمد و محمد اشرف علی صاحبان (ہمیشہ رہیں برکتیں انکی) کو کافر اور سنت و جماعت سے خارج جانتا ہوں لکھایا ہے۔ کیا آپ اس بیان کے ساتھ متفق ہیں۔ اگر نہیں تو پھر قاضی صاحب کے حق میں شرعاً کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟

جواب (۱۶) میں نے جو کچھ کچہری میں لکھوایا ہے وہ صحیح ہے۔ ہاں کچہری میں تو میں نے لکھوایا تھا۔ کہ دیوبندیوں کو میں اہلسنت و جماعت سے خارج سمجھتا ہوں لیکن انکی تکفیر میں فتاوے حرمین شریفین سے ہو چکے ہیں وہ صحیح ہیں۔ اور اب جو میں نے اپنی کتاب میں تحقیقات کی ہے۔ اس سے اور بھی صاف ہو گیا ہے کہ واقعی وہ جن کے عقائد فہرست مشتہرہ اور میری اس کتاب میں درج ہیں۔ واقعی کافر ہیں۔ اور جو شخص ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور یہی فتاوی عرب و عجم کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تو آپ اور آپکے مولوی گالیاں دیں۔ توہین کریں عیب لگائیں تب تو آپ لوگوں کی خوشی ہو۔ اور جب ان کے کفر و ارتداد کو ان کی تحریروں۔ اور کتابوں اور فتووں سے ظاہر کیا جائے۔ تو آپ کے گھر میں ماتم ہو جائے۔ اور نوحہ کرنے لگ جائیں۔ آپ ان کے مسلمان بنانے کی فکر کریں۔ یا خدا توفیق دے تو خود مسلمان بن جاؤ۔ ورنہ روز حشر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روبرو جہنم میں دھتکارے جاؤ گے۔

سوال (۱۷) جو شخص باوجود نقشبندی اور حنفی ہونے کے قیام میلاد کو ضروری جانے اور تارک قیام پر ملامت کرے اسکے پیچھے نماز ناجائز سمجھے۔ اور ہر مجلس میلاد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانے اور آپکے عالم الغیب ہونیکا اعتقاد رکھے۔ ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا حکم ہے

جواب (۱۷) تمام سنی حنفی نقشبندی قادری چشتی سہروردی اور مالکی شافعی حنبلی میلاد شریف اور قیام کو مستحسن اور فرض کفایہ جانتے ہیں۔ اور بعض نے سنت اور واجب اور فرض کفایہ لکھا ہے جو اپنی جگہ بحث میلاد شریف میں درج ہو چکا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا پکا مسلمان اور پکا باایمان و ایقان سنی حنفی اور محب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ یہی شرعاً اس کیلئے حکم ہے۔

ILM E GAIB, HAZIR O NAZIR, MUKHTAR-E-KUL WAGAIRA KA AQEEDA SHAIO ME MAUJOOD HAI RAZAKHANI MOLVI KI GAWAHI.

کھاتے ہوں گے لہٰذا ہم مسلمان ہیں اور ہمارے مسلمان ہونے میں کیا شک ہے تو جو جواب آپ اس کو دیں گے وہ ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں آپ بھی ہمیں مشرک سمجھتے ہیں اور کہیں تو دیوبندی بریلوی کا ذبیحہ کھاتے ہوں گے لہٰذا آپ اپنا شرک والا فتویٰ واپس لیں ظاہر ہے قصاب ہر مذہب کے ہوتے ہیں۔ دیوبندی بریلوی شیعہ مرزائی ضروری تو نہیں قصاب ایک ہی مذہب کے ہوں اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ جن قصابوں کو گستاخانہ عبارتوں کا علم ہے اس کے باوجود ان عبارتوں کو صحیح سمجھتے ہیں وہ کافر ہیں ان کا ذبیحہ مردار ہے۔

سرفراز صاحب اپنی کتاب "ارشاد الشیعہ" میں بھی شیعہ حضرات کی تکفیر کرتے ہیں نیز جن عقائد کی وجہ سے دیوبندیوں کی معتبر کتاب **تقویۃ الایمان** میں کفر و شرک کے فتوی جات دیے گئے ہیں وہ تمام شیعہ میں موجود ہیں مثلاً علم غیب حاضر ناظر مختار کل استمداد وغیرہ یہ تمام عقائد شیعہ کے اندر موجود ہیں جو وہابیوں کے نزدیک کفر کی علت ہیں اور حکم علت کی وجہ سے دائر ہوتا ہے لہٰذا جب وہ آپ کے نزدیک کافر ہیں تو ان کا ذبیحہ بھی مردار ہوگا تو کیا وہابی ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کبھی بھی نہیں کھاتے ہیں ایسا ہرگز ممکن نہیں تو کیا اپنے تکفیر والے فتوے سے رجوع کریں گے کیا وہابیوں کے رشتہ داروں میں شیعہ عقائد کے حامل نہیں پائے جاتے۔ کیا قربانی عقیقہ وغیرہ پر گوشت نہیں لیتے دیتے اپنے اکابر کے سر سے کفری بوجھ اتارو تو آپ کے بس میں نہیں ایسی الغویات سے ان کا ایمان ثابت نہیں ہو سکتا۔ ہو سکے تو اپنے عقائد سے توبہ کر کے سنی ہو جاؤ دنیاوی عزت اور جھوٹے وقار کی خاطر اپنے آپ کو (علوا دنی النار) کا مستحق بنانا بڑے خسارے کا سودا ہے۔

کیا واقعی دیوبندی شرک و بدعت سے متنفر ہیں

سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ خان صاحب کی مخالفت کی وجہ صرف یہی ہے کہ اکابر دیوبند تو حید و سنت کے شیدائی اور شرک و بدعت سے سخت متنفر ہیں اور پھر سرفراز صاحب بادصبا

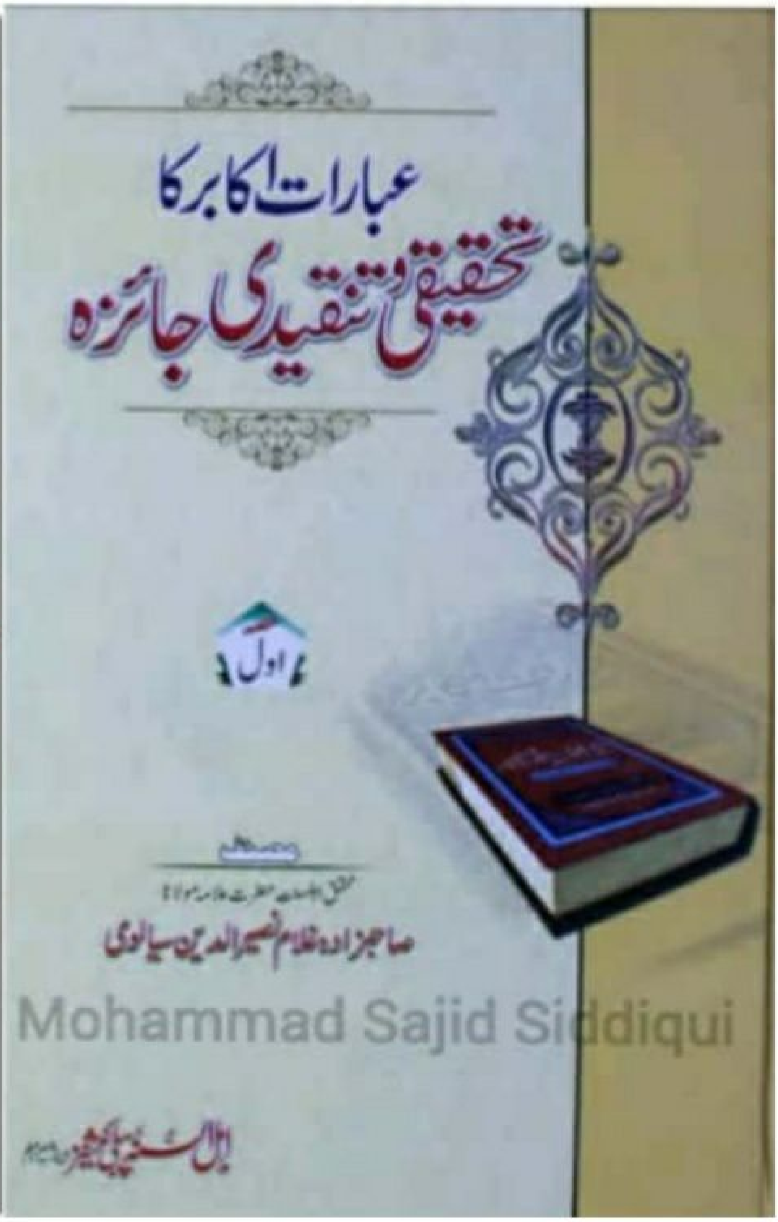

Mohammad Sajid Siddiqui

Scanned by CamScanner

الحمد للہ والصلوٰۃ علی نبیہ کہ کتاب ہدایت مآب

الموضوعات کبریٰ مشہور بہ

موضوعات کبیر

از تصنیف

ملا علی قاری

سنہ ۱۳۰۴ھ

حنفی

مترجم اردو

باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی لاہور مطبوع گردید

اسعد بن الحضیر ما هی باول برکتکم یا آل ابی
بکر قالت فبعثنا البعیر الذی کنت علیه فوجدنا
العقد تحته قال ومن هذا ای ومن هذا القبیل
حدیث تلقیح الثمر وقال ما اری لو ترکتموه لا یضره
شیئا فترکوه فجاء شیصا فقال انتم اعلم بدنیاکم
رواه مسلم عن عائشة وقد قال تعالی (قل لا اقول
لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب **فقال**
ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر) ولما
جری لام المومنین عائشة ما جری ورماها اهل الافک
لم یکن یعلم حقیقة الامر حتی جاءه الوحی من الله تعالی
ببرائتها وعند هؤلاء الغلاة انه علیه السلام کان
یعلم الحال وانه غیرها بلا ریب فی استشار الناس فی
فراقها ودعا ریحانة فسألها فهو یعلم الحال و
قال لها ان کنت المت بذنب فاستغفری الله وهو
یعلم علما یقینا انها لم تلم بذنب ولا ریب ان الحال
هؤلاء علی هذا الغلو اعتقادهم انه یکفر عنهم
سیئاتهم ویدخل الجنة وکلما غلوا کانوا اقرب الیه
واخص به فهم اعصی الناس لامره واشدهم مخالفة
لسنته وهؤلاء فیهم شبه ظاهر من النصاری غلوا
فی المسیح اعظم الغلو وخالفوا شرعه ودینه اعظم
المخالفة والمقصود ان هؤلاء یصدقون بالاحادیث
المکذوبة الصریحة ویحرفون الاحادیث الصحیحة
والله ولی دینه فیقیم من یقوم له بحق النصیحة
فصل ویشبه هذا ما وقع فیه الغلط من
حدیث ابی هریرة خلق الله التربة یوم السبت

اسعد بن الحضیر نے ای آل ابی بکر کی یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے
کہا عائشہ نے ہم نے اس اونٹ کو اوٹھایا جسپر میں تھی تو ہار اوسکے نیچے سے
نکلا کہا اور اسی قبیل سے ہے یہ حدیث کھجوروں کی جفتی کرانیکے فرمایا آنحضرت
نے میں نہیں جانتا اگر تم اسکو چھوڑ دو تو کچھ ضرر ہو پھر لوگوں نے چھوڑ دیا
اور حال ابتر ہوا فرمایا تم دنیا کی کاموں کو مجھسے زیادہ جانتے ہو مسلم
نے عائشہ سے روایت کی ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے (کہہ میں تمہارے
لئے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کی خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا)
اور فرمایا (اگر میں غیب جانتا تو میں خیر بہت جمع کرتا) اور جب ام المومنین
عائشہ سے واردات گذری اور اہل افک نے انکی حق میں طعن تشنیع کیا آن
حضرت حقیقت امر کی نہ جانتے تھے تا کہ وحی اوسکی برأت کا اللہ تعالی سے
نازل ہوا۔ اور ان غالیوں کے نزدیک آنحضرت حال جانتے تھے اور اسکو
تغیر کر دیا اور آدمیوں سے اوسکے فراق کی بابت مشورہ لیا اور اونکی
(لونڈی) ریحانہ کو بلا کر پوچھا حالانکہ خود جانتے تھے اور کہا اگر تونے
گناہ کیا ہے تو اللہ تعالی سے بخشش طلب کر اور خود یقینا جانتے تھے
کہ اسنے گناہ نہیں کیا اور شک نہیں ہے کہ ان لوگوں کا اعتقاد
باوجود اس غلو کے یہ ہے کہ ہماری برائیاں دور ہوتی ہیں اور جنت
میں داخل ہونگے اور جسقدر ہم غلو کرینگے اسیقدر قریب اور
مخصوص تر ہونگے حالانکہ وہ اس امر میں سب آدمیوں سے زیادہ نافرمان
ہیں اور سنت کی بہت مخالف ہیں اور انمیں نصاری کا شبہ ظاہر ہے
اسلئے کہ انہوں نے عیسی علیہ السلام پر بہت غلو کیا ہے اور اوسکی شریعت اور
دین کے بہت مخالف ہو گئے مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ واہی تباہی حدیثوں کی تصدیق
کر لیتے ہیں اور احادیث صحیحہ کی تحریف کرتے ہیں اللہ اپنے دین کا والی
ہے قائم رکھے اوسکو جو حق نصیحت کرنیکے لئے کھڑا ہوا ہے **فصل**
اس سے مشابہ ہے وہ جس میں غلطی واقع ہوئی ہے جیسے حدیث
ابو ہریرہ کی کہ اللہ تعالی نے شنبہ کی دن خاک کو پیدا کیا ہے

لہٰذا حضور علیہ السلام کو علم غیب ماننا شرک ہے۔

جواب: غیب جاننا بھی خدا کی صفت ہے حاضر چیزوں کا جاننا بھی خدا کی صفت ہے۔ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ اسی طرح سننا دیکھنا زندہ ہونا سب خدا کی صفات ہیں۔ تو اگر کسی کو حاضر چیز کا علم ماننا یا کسی کو سمیع یا بصیر یا حی ماننا ہر طرح شرک ہوا۔ فرق یہ ہی کیا جاتا ہے کہ ہمارا سننا دیکھنا زندہ رہنا خدا کے دینے سے ہے اور حادث ہے۔ خدا کی یہ صفات ذاتی اور قدیم پھر شرک کیسا؟ اسی طرح علم غیب نبی عطائی اور حادث اور متناہی ہے۔ رب کا علم ذاتی قدیم اور کل معلومات غیر متناہیہ کا ہے نیز یہ شرک تو تم پر بھی لازم ہے۔ کیونکہ تم حضور علیہ السلام کے لیے علم غیب مانتے ہو بعض ہی کا سہی۔ اور خدا کی صفت میں کُلًّا و بعضًا ہر طرح شریک کرنا شرک ہے۔ نیز مولوی حسین علی صاحب واں بھچراں والے جو مولوی رشید احمد صاحب کے خاص شاگرد ہیں۔ اپنی کتاب بلغۃ الحیران زیر آیت یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ میں لکھتے ہیں کہ خدا کو ہر وقت مخلوقات کے اعمال کا علم نہیں ہوتا۔ بلکہ بندے جب اعمال کر لیتے ہیں۔ تب علم ہوتا ہے۔ اب تو علم غیب خدا کی صفت رہی ہی نہیں۔ پھر کسی کو علم غیب ماننا شرک کیوں ہوگا۔

اعتراض (۳) حضور علیہ السلام کو علم غیب کب حاصل ہوا۔ تم کبھی تو کہتے ہو کہ شب معراج منہ میں قطرہ ٹپکایا گیا اس سے علم غیب ملا اور کبھی کہتے ہو کہ خواب میں رب کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت حضور علیہ السلام کے شانہ پر رکھا۔ جس سے تمام علوم حاصل ہوئے۔ کبھی کہتے ہو کہ قرآن تمام چیزوں کا بیان ہے۔ اس کے نزول ختم ہونے سے علم غیب ملا۔ اس میں کونسی بات درست ہے۔ اگر نزول قرآن سے پہلے علم مل چکا تھا تو قرآن سے کیا ملا۔ تحصیل حاصل محال ہے۔

جواب: حضور علیہ السلام کو نفس علم غیب تو ولادت سے پہلے ہی عطا ہو چکا تھا کیونکہ آپ ولادت سے قبل عالم ارواح میں نبی تھے۔ كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَاءِ اور نبی کہتے ہی اس کو ہیں جو غیب کی خبر دے۔ مگر ماکان ومایکون کی تکمیل شب معراج میں ہوئی۔ لیکن یہ تمام علوم شہودی تھے کہ تمام اشیاء کو نظر سے مشاہدہ فرمایا۔ پھر قرآن نے ان ہی دیکھی ہوئی چیزوں کا بیان فرمایا اسی لیے قرآن میں ہے۔ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کا بیان۔ اور معراج میں ہوا فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَّعَرَفْتُ دیکھنا اور ہے بیان کچھ اور۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر ان کو تمام چیزیں دکھا دیں۔ بعد میں

Marfat.com

۳۴۲۵

اُ

الحمد للہ

مسئلۂ علم غیب میں اعلیحضرت مجدد دین و ملت جناب مولنا مولوی احمد رضا خاں صاحب

نور اللہ مرقدہ کا ایک مبارک ارشاد مسمی بنام تاریخی

خالص الاعتقاد

۱۳۲۸

جسمیں ایکسو ۱۲۰ بیس عبارات ائمۂ دین و علمائے معتمدین سے ان امور کا روشن ثبوت دیا کہ (۱) انبیاء و اولیا علیہم الصلاۃ والثنا کو علوم غیب عطا ہوئے (۲) عرش تا فرش شرق تا غرب روز اول تا روز آخر کے کائنات انپر روشن کیے گئے (۳) آیات نفی سے یہ مراد (۴) تکفیر فقہا کا یہ مفاد (۵) وہابی افترا و انکار د (۶) منکران علم غیب پر قرآن عظیم نے فتوائے کفر دیا (۷) اسکے جواب میں اسمعیل دہلوی و جناب گنگوہی صاحب وہابیہ نے علما و اولیا و ائمۂ اہل بیت و صحابہ و انبیا و خود سید الانبیا یہانتک کہ خود حضرت کبریا کو کافر و مشرک بنا دیا مع تمہید مسمی بنام تاریخی

رماح القہار علی کفر الکفار

۱۳۲۸

جسمیں بارہ غایۃ المامول وہابیہ کے مکر اور سیف المصطفی کی بیچیائیوں کا ذکر ہے جس نے کسی عاقل کے نزدیک وہابیہ کو قابل خطاب نہ رکھا

مطبع اہلسنت و جماعت بریلی میں طبع ہوا

بار سوم ۵۰۰ جلد

قیمت فی نسخہ ۳

باہتمام جناب مولنا مولوی حاجی حکیم ابو العلا امجد علی صاحب اعظمی رضوی مہتمم شائع ہوا

تاویل کا مسئلہ اہلسنت کا خلافیہ ہے متاخرین نے تاویل اختیار کی پھر اس سے نہ یہ گمراہ ہوئے نہ وہ کہ اجرا علی الظاہر
بعنی مذکور کرتے ہیں جسکا حاصل صرف آمنا کہ امنا بہ کل من عند ربنا بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب
کی ہے اسمیں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں (۱) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے بے اُسکے بتائے
ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا (۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ
والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا (۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا علم اوروں
سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں (۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ
ہے جسمیں اُسکے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لیے
نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۂ ابلیس ہے (۵) زید و عمرو ہر بچے پاگل چوپائے
کو علم غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور انکا منکر انمیں ادنے شک لانیوالا
قطعاً کافر یہ قسم اول ہوئی (۶) اولیائے کرام نفعنا اللہ تعالی ببرکاتہم فی الدارین کو بھی کچھ علوم غیب
ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیہم الصلاۃ والسلام معتزلہ خذلہم اللہ تعالی کہ صرف رسولوں کے لیے
اطلاع غیب مانتے اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا علوم غیب میں اصلا حصہ نہیں جانتے گمراہ
و بتدع ہیں (۷) اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو غیوب
خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزارہا احادیث متواترۃ
المعنی کا منکر اور بد مذہب خاسر ہے یہ قسم دوم ہوئی (۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تعیین وقت
قیامت کا بھی علم ملا (۹) حضور کو بلا استثنا جمیع جزئیات خمس کا علم ہے (۱۰) جملہ مکنونات قلم و مکتوبات لوح
بالجملہ روز اول سے روز آخر تک تمام ماکان و مایکون مندرجۂ لوح محفوظ اور اس سے بہت زائد کا علم ہے جسمیں
ماورائے قیامت تو جملہ افراد خمس داخل اور دربارۂ قیامت اگر ثابت ہو کہ اُسکی تعیین وقت بھی درج لوح
ہے تو اُسے بھی شامل ورنہ دونوں احتمال حاصل (۱۱) حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حقیقت روح
کا بھی علم ہے (۱۲) جملہ متشابہات قرآنیہ کا بھی علم ہے یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ انمیں خود علمائے اہلسنت

اہلسنت مختلف رہے ہیں جسکا بیان بعونہ تعالیٰ عنقریب واضح ہوگا انہیں تثبت نافی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی
ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہوسکتا جبکہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان رکھتا ہو اور ان پانچ کا انکار اُس مرض
قلب کی بنا پر نہ ہو جو وہابیہ قاسم اللہ تعالیٰ کے نجس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضائل
سے جلتے اور جہانتک بنے تنقیص و کمی کی راہ چلتے ہیں فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولاھل السنۃ
من اللہ احمد رضا آمین اب وہابیہ کی سکاریاں دیکھیے اولاً جب انھیں معلوم ہوا کہ سرکار اعظم مدینہ
طیبہ میں مفتی شافعیہ کو باتباع اہل ظاہر بعض مسائل قسم سوم میں خلاف ہے جسکا اپنا خلاف تو مسائل قسم
اول میں تھا انکار ضروریات دین و توہین حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کرکے خود
انھیں مفتی شافعیہ وجملہ مفتیان کرام ہر دو حرم محترم کے روشن فتووں سے کافر مرتد مستحق لعنت ابد ٹھہر
چکے تھے جھٹ سب سے ہلکی قسم سوم میں خلاف لا ڈالا۔ دو فائدے سوچکر ایک یہ کہ جب مسئلہ خود اہلسنت
کا خلافیہ ہے تو ادھر بھی عبارات علما ملا جائینگی ناواقفوں کے سامنے غل مچانیکی گنجائش تو ہوگی دوسرے
سب سے بڑا جل یہ کہ مفتی صاحب سے کوئی تحریر ہاتھ آسکیگی جسے بزور زبان و زور بہتان حسام الحرمین کا
معاوضہ ٹھہرا سکیں اور گلے پھاڑ کر چیخنا شروع کیا کہ علم غیب میں مناظرہ کر لو ہے کی بھوتوں سے کہیے کہ مسائل
قسم اول تو اصل الاصول مسائل علم غیب ہیں جنکے تم تو اُنکے منکر ہو کر باجماع علمائے حرمین شریفین کافر
ٹھہر چکے ہو انھیں چھوڑ کر سب سے ہلکے مسائل قسم سوم کی طرف کہاں رہے جاتے ہو جو خود ہم اہلسنت کے خلافیہ
ہیں پہلے مسلمان تو ہو لو پھر کسی فرعی مسئلہ کو چھیڑو اسکی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی ملعون معاذ اللہ عزوجل
کے لیے ہمارے ہی سے ہاتھ پاؤں آنکھ کان گوشت پوست استخوان سے مرکب مانے اور جب اہل اسلام اسکی
تکفیر کریں تو علما و علیہم میں مسئلہ خلافیہ تاویل و تفویض میں بحث کی آڑ لے اُس سے یہی کہا جائیگا کہ ایسی
کے منہ سے تو تو صراحۃً اُس قدوس متعالی عز جلالہ کو اپنا سا جسم مانکر کافر ہو چکا ہے تجھ سے اور اس مسئلہ
خلافیہ اہلسنت سے کیا علاقہ۔ دجال کے گدھے پہلے آدمی تو بن مسلمان تو ہو پھر تفویض و تاویل پوچھیو۔
مسلمانو ان جہنمیوں کے علم غیب ہے کا یہ حاصل ہے تعساً لھم واضل اعمالھم ثانیاً مش خویش پر نعوذ باللہ
کا مسئلہ ایک بے تھوڑ مخصوص آنم ہاثوم زنگی کا نور ہے سوم کو ذکر کر سفر میں بعون اللہ تعالیٰ خائب و خاسر و ذلیل

دوسری مصیبت

له ماثوم مجرم
سزا یافتہ کو خدا کو
کیفر کردار تک پہنچانا ہے
۱۲ منہ

ازاختة الغیب لسیف الغیب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

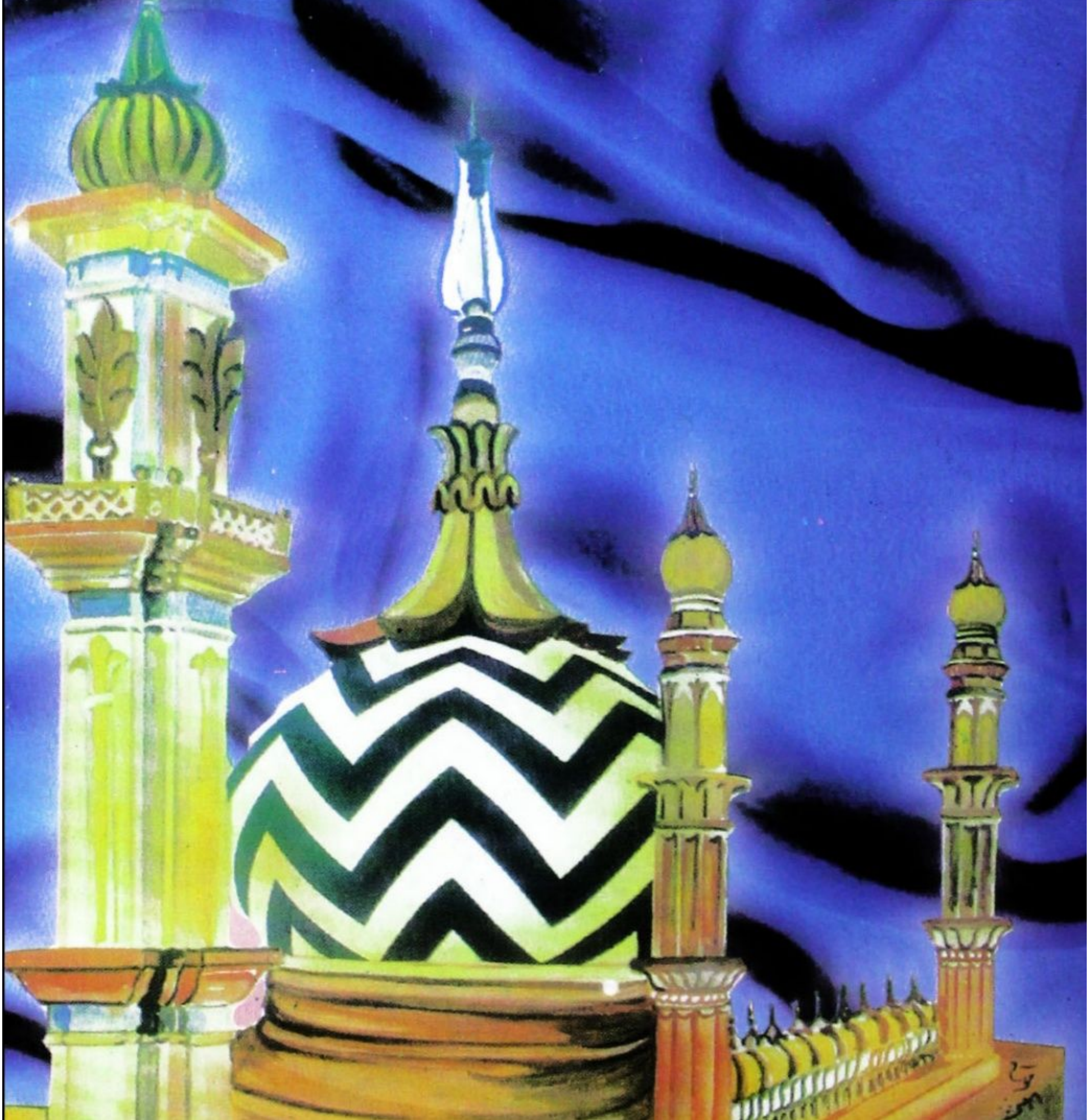

اللہ اکبر معاذ اللہ من شرہ۔

الجواب اللہ عزوجل گمراہی و بےحیائی سے پناہ دے، فقیر نے انباء المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مختصر جملوں میں ان شبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی دے دیا مگر وہابیہ اپنی خرافات سے باز نہیں آتے، الدولۃ المکیہ میں بیان ابین ہے، میں پھر تذکیر کردوں کہ انشاء اللہ العزیز بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم سنی ایسے لاکھ شبہے ہوں تو سب کا جواب خود دے لے، فقیر نے قرآنِ عظیم کی آیاتِ قطعیہ سے ثابت کیا کہ قرآنِ عظیم نے ۲۳ برس

Marfat.com

بتدریج نزول اجلال فرما کر اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون یعنی روزِ اول سے آخر تک کی ہر شئے ہر بات کا علم عطا فرمایا اور اصول میں مبرہن ہوچکا کہ آیاتِ قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث آحاد بھی مسلم نہیں ہوسکتی اگرچہ سنداً صحیح ہو تو مخالف قرآنِ عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اس پر چار باتوں کا لحاظ لازم :-

اوّل : وہ آیت قطعی الدلالۃ یا ایسی ہی حدیثِ متواتر ہو۔

دوم : واقعہ تمامی نزولِ قرآن کے بعد کا ہو۔

سوم : اس دلیل سے رأساً عدم حصولِ علم ثابت ہو کہ مخالف مستدل ہے اور محل دلول میں اس پر جزم محال اور وہ منافی حصولِ علم نہیں بلکہ اس کا مثبت و مقتضی ہے

چہارم : صراحۃً نفیِ علم کرے ورنہ بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطعِ طمعِ جواب کے لئے بھی ہوتا ہے اور نفیِ حقیقتِ ذاتیہ، نفیِ حقیقتِ عطائیہ کو مستلزم نہیں، اللہ عزوجل روزِ قیامت رسولوں کو جمع کرکے فرمائے گا ماذا اجبتم تم جو ہمارے پاس ہدایت لے کر گئے انہوں نے تم کو کیا جواب دیا؟ سب عرض کریں گے لاعلم لنا ہمیں کچھ علم نہیں۔

ان شبہات اور ان کے امثال کے رد کو یہی چار جملے بس ہیں اور یہاں امرِ پنجم اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اول سے قیامِ قیامت تک یعنی ان حوادث سے جو لوحِ محفوظ میں ثبت ہیں کہ انہیں کے احاطہ کا دعویٰ ہے۔ امور متعلقہ ذات و صفات و ابد وغیرہ نامتناہیات سے ہو تو بحث سے خروج اور دائرۂ جنون و سفاہت میں صریح ولوج ہے، ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہابیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں: کَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝

اب یہیں ملاحظہ کیجئے اولاً چاروں شبہے امرِ اول سے مردود ہیں ان میں کونسی آیت یا حدیث متواتر قطعی الدلالۃ ہے، ثانیاً دوسرا اور چوتھا شبہ امرِ دوم سے

تفسیر مظہری

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی

مولانا سید عبد الدائم الجلالی

دار الاشاعت

وقت ابتدائی دور تھا آپ کی نزولی حالت کا آغاز تھا بظاہر آپ کو اپنی حالت انقطاعی محسوس ہوئی آپ نے خیال کیا کہ کیا میں اللہ سے بالکل کٹ گیا اور مخلوق کی طرف میرا رخ ہو گیا اس خیال کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوئی کہ وحی کے عارضی رک جانے کا یہی زمانہ تھا اس لئے آپ کو سخت ترین رنج تھا یہاں تک کہ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کئی بار اس ارادے سے نکلے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ ﷺ کو گرادیں لیکن جب بھی نیچے گرنے کے ارادہ سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے جبرئیل نے ندا دی محمد ﷺ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی بے چینی کو دیکھ کر ہی کہا تھا کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ سے خفا ہو گیا ہے رسول اللہ ﷺ اس حالت کے زائل ہو جانے کے خواستگار تھے جس میں خالق سے انقطاع اور مخلوق کی طرف میلان ہو گیا تھا اور جس کو حضور ﷺ نے اللہ کی طرف سے بالکل ترک اور خفگی سمجھ لیا تھا اور اسی کا آپ کو رنج تھا اور دل سے خواہش مند تھے کہ اللہ سے دوامی تعلق اور بلا حجاب وصل قائم رہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں آیت مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ فراقی حالت جو تم کو پیش ہے ترک تعلق اور ناراضگی نہیں کہ آپ ﷺ رنجیدہ ہوں بلکہ یہ کمال عروج و وصل ہے اگرچہ ظاہر میں نزول و فراق ہے تمہاری ہر دوسری حالت پہلی حالت سے بہتر ہی ہوگی تمہارے احوال میں ضعف اور سستی نہیں آئے گی بالآخر دوسری زندگی میں تم کو غیر منقطع وصل اور دیدار حاصل ہو جائے گا وہاں نہ تبلیغ کا حکم ہوگا نہ خلق کی طرف تمہاری توجہ نہ فراق کی تکلیف اور دنیا و آخرت میں اللہ تم کو تمہاری پسندیدہ اور محبوب چیز عنایت فرمائے گا۔

وَوَجَدَکَ اور اللہ نے تم کو پایا (یا جان لیا) اس کا عطف اَلَمْ یَجِدْکَ کے معنی پر ہے کیونکہ اَلَمْ یَجِدْکَ (لفظاً منفی اور معنیً مثبت ہے اور اس) کا معنی بھی وجدک ہے پس عطف خبر پر ہو گیا انشاء پر نہیں ہوا۔

ضَآلًّا علامات نبوت اور احکام شریعت سے بے خبر اور ان تمام علوم سے لاعلم جن کو جاننے کا ذریعہ سوا نقل کے (کسی طور پر عقل) نہیں اسی مفہوم کی مثل آیت وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ اور آیت مَاکُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ کا مفہوم ہے۔ حسنؒ، ضحاکؒ اور ابن کیسانؒ نے یہی تفسیر کی ہے ابوالضحیٰ کی روایت سے حضرت ابن عباسؓ کا قول آیا ہے کہ (آیت کا مطلب اس طرح ہے) تم بچہ تھے چھوٹے تھے خوبصورت تھے مکہ کے نوجوانوں میں نا قابل ذکر تھے حلیمہ نے تم کو دودھ پلایا تھا پھر دودھ چھڑا کر تمہارے دادا عبدالمطلب کے پاس تم کو واپس دینے لائی تھی۔

سعید بن المسیبؒ نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے قافلہ میں ابو طالب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے۔ ایک تاریک رات میں جبکہ آپ اونٹنی پر سوار جا رہے تھے اچانک آپ کی اونٹنی کی مہار ابلیس نے پکڑ کر راستہ سے اس کا رخ موڑ دیا فوراً حضرت جبرئیل نے آکر ابلیس پر پھونک ماری کہ وہ حبش میں جا گرا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو قافلہ کی طرف لوٹا دیا۔

بعض نے کہا وَجَدَکَ ضَآلًّا کا یہ معنی ہے کہ تم اپنے نفس سے بھی واقف نہ تھے۔ بعض صوفیہ نے اس طرح تشریح کی کہ اللہ نے تم کو عاشق محب پایا تمہارا عشق حد سے آگے بڑھ چکا تھا جذب کی حالت کو ضلال بطور کنایہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ مجذوب اکثر غلط راستہ پر پڑ جاتا ہے (گویا ضَآلًّا سے مراد ہے مجذوب) حدیث میں آیا ہے کسی چیز کی محبت تم کو اندھا بہرا کر دیتی ہے پس آیت میں مسبب (ضلال) سے سبب (جذب) مراد ہے جیسا کہ آیت میں آیا ہے اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ اللہ نے آسمان سے رزق اتارا یعنی بارش (رزق مسبب ہے بارش سبب) حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ (حضرت یعقوبؑ) کے متعلق کہا تھا اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اور اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ (یعنی عشق یوسف کی کھلی ہوئی اور پرانی دیوانگی)

مصر کی عورتوں نے عزیز مصر کی بیوی کے متعلق کہا تھا تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ

حجۃ الاسلام مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب و بدر السلام حضور مفتی اعظم قبلہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: صبح پیلی بھیت جانا ہے۔ اَلْاَ سَدُّ الْاَ سْعَدُ الْاَ شَدُّ الْاَ رْ شَدُ مولانا شاہ وصی احمد علیہ رضوان الصمد کا ابھی وصال ہو گیا ہے اور فرمایا وہ دنیا سے کیا رخصت ہوئے بلکہ میرا داہنا ہاتھ مجھ سے جدا ہو گیا اور میری کمر ٹوٹ گئی۔ (۱)

فائدہ:

سبحان اللہ! سبحان اللہ! چودھویں صدی کے مجدد، نائب غوث اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بریلی شریف میں ہیں۔ مگر خبر رکھتے ہیں شر قپور کی، علم رکھتے ہیں پیلی بھیت کی، ٹیلی فون کا انتظام ہے نہ موبائیل فون کا اور اللہ کے ولی شر قپور سے روانہ ہوئے ادھر بریلی میں اعلیٰ حضرت ان کے تشریف لانے کی خبر دیتے ہیں۔ اللہ کے محبوب بندے کا وصال پیلی بھیت میں ہو رہا ہے اور اسی وقت اعلیٰ حضرت بریلی میں خبر وصال سنا رہے ہیں۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکرین، بددین کہاں ہیں آئیں اور ان کے عاشق و غلام کے علم غیب کو ملاحظہ کریں۔ کہ جب ان کے غلاموں کے علم کا یہ حال ہے جو علم کہ ان کے آقا و مولیٰ تاجدار مدینہ، سرور قلب و سینہ کا عطیہ و صدقہ ہے تو خود نور مجسم، سید عالم، فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

بن طلب کے من کی مراد حاصل:

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ عید الفطر کے چار پانچ دن باقی تھے۔ میرے بھائی قناعت علی کو خیال آیا کہ اس مرتبہ میرے پاس نئے کپڑے

(۱) تجلیات صفحہ ۹۹

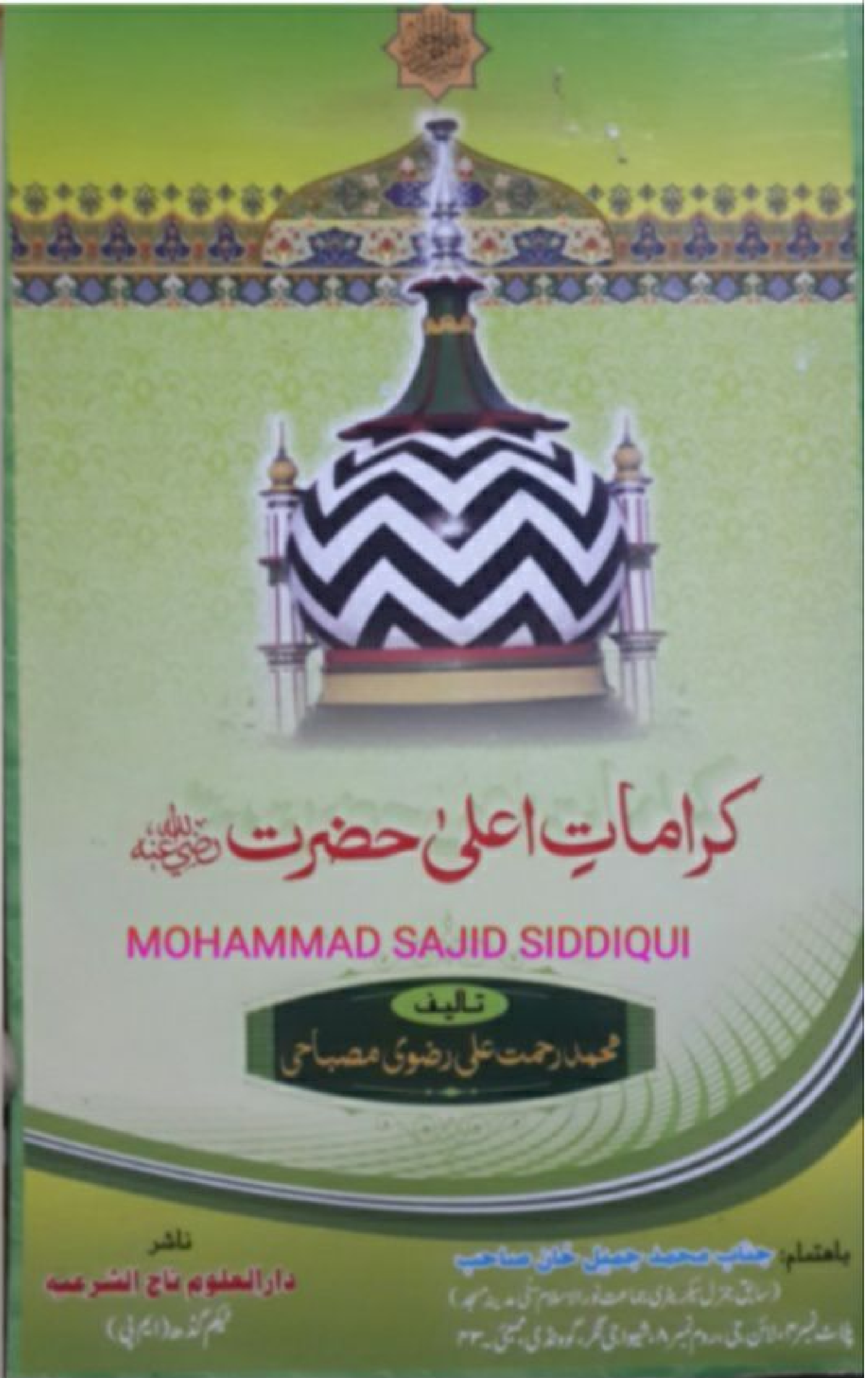

فضلِ قدیر

ترجمہ

جلد ۲

تفسیرِ کبیر

تصنیف
امام فخر الدین محمد بن عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
محقق العصر
مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی

مرکز تحقیقات اسلامیہ
۹- جامعہ اسلامیہ لاہور، میلاد اسٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

اٹھارویں دلیل: فرشتے انسان سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور زیادہ علم والا دوسرے پر افضل ہوتا ہے لہٰذا فرشتے افضل ہوں گے

یہ قول کہ فرشتے انسان سے زیادہ علم والے ہیں، پر دلیل یہ ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے معلم ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے

عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ (پ ۲۷ النجم ۵) انہیں سخت قوتوں والے طاقتور نے سکھایا

اور معلم کا متعلم سے زیادہ علم والا ہونا ضروری ہے۔

علوم کی دو اقسام

پھر علوم کی بھی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم: علوم جنہیں بذریعہ عقل حاصل کیا جاتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم ان میں کوتاہی نہیں ہو سکتی نہ حضرت جبریل علیہ السلام سے اور نہ حضرت محمد ﷺ سے اس لیے کہ یہاں تقصیر جہل ہے اور یہ معرفت الٰہی میں رکاوٹ ہے۔

رہا مخلوقات الٰہیہ کی کیفیات، ان میں موجود عجائبات کا علم، عرش، کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ، طبقات آسمانی، انواع اور مشاہدہ زیادہ ہے تو ان کا علم بھی اکثر و اتم ہوگا۔

دوسری قسم: علوم جن تک رسائی سوائے وحی الٰہی کے کسی کی نہ ہو، نہ حضرت محمد ﷺ اور نہ کسی نبی علیہ السلام کو۔ ہاں ان کا علم حضرت جبریل امین کے واسطے سے ہوگا تو آپ حضور ﷺ کو حضرت جبریل امین پر فضیلت دینا محال ہے۔ حضرت جبریل امین، اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان واسطہ ہے تو یہ تمام سابقہ شرائع اور موجودہ شریعت کے عالم ہیں اور یہ شرائع ملائکہ اور ان کے احکام و ذمہ داریوں سے بھی آگاہ ہیں اور حضرت محمد ﷺ ان سے آگاہ نہیں۔

تو ثابت ہوا حضرت جبریل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ سے علم زیادہ رکھتے ہیں، اس ثبوت کے بعد لازم کہ جبریل امین آپ سے افضل ہوں۔ ارشاد الٰہی ہے

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ کہہ دیجئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں

(پ ۲۳ الزمر ۹)

سوال: ملائکہ کا بشر سے زیادہ علم والا ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے۔ دلیل یہ ہے کہ ملائکہ نے اس کا اعتراف کیا، حضرت آدم علیہ السلام ان سے علم زیادہ رکھتے ہیں، ارشاد الٰہی ہے:

کیا عطائی علم غیب کا تعلق کمالات نبوت سے ہے؟؟؟ اگر ہے تو بے شرم انسان شرم سے ڈوب مرو جو کہتے ہیں کہ شیطان کو بھی علم غیب حاصل ہے ، دیکھ تیرے رضا خانی کیسی کیسی گستاخی کر بیٹھے

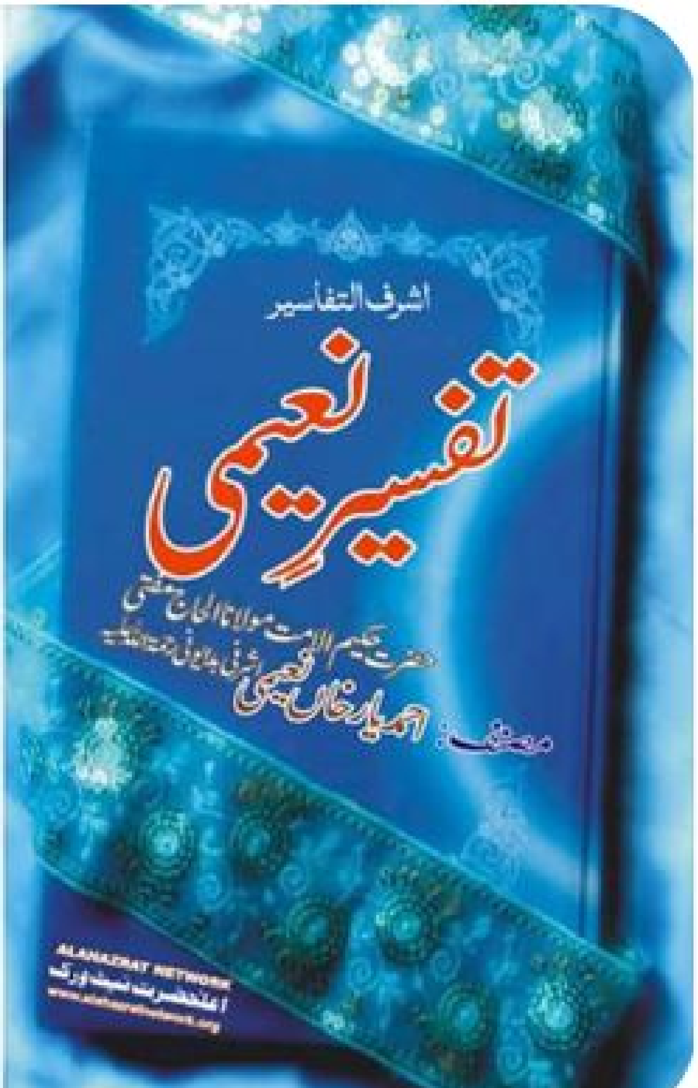

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

تبیان القرآن

تفسیر

جلد چہارم

الاعراف ۰ الانفال

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی - ۳۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

ناشر

فرید بک سٹال، ۳۸ - اردو بازار، لاہور - ۲

علم غیب عطا ہوتا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ علم الغیب وارد ہے کمافی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح للملا علی القاری بلکہ خود حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے کان یعلم علم الغیب مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔ کشاف میں ہے المراد به الخفي الذي لا ينفذ فيه ابتداء الا علم اللطيف الخبير ولهذا لا يجوز ان يطلق فيقال فلان يعلم الغيب (غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جس میں ابتداءً صرف اللہ تعالیٰ کا علم نافذ ہوتا ہے۔ اس لیے مطلقاً یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص غیب کو جانتا ہے)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور اقدس ﷺ قطعاً بے شمار غیوب وماکان ومایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا' جس طرح حضور اقدس ﷺ قطعاً عزت وجلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز وجلیل نہ ہے نہ ہو سکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ غرض صدق وصورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی' امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں کم من معتقد لا يطلق القول به خشية ايهام غيره مما لا يجوز اعتقاده فلا ربط بين الاعتقاد و الاطلاق (کتنے عقائد ایسے ہیں جن کا مطلقاً قول نہیں کیا جاتا۔ مبادا ان کے غیر کا وہم کیا جائے جن کا اعتقاد جائز نہیں ہے' اس لیے کسی چیز کا اعتقاد رکھنے اور اس کا اطلاق کرنے میں کوئی تلازم نہیں ہے) یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطا کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں وانما لم يجز الاطلاق في غيره تعالى لانه يتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فيكون مناقضا واما اذا قيد وقيل اعلمه الله تعالى الغيب او اطلعه عليه فلا محذور فيه (اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے علم غیب کا اطلاق کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ علم کا تعلق ابتداءً ہے' تو یہ قرآن مجید کے خلاف ہو جائے گا لیکن جب اس کو مقید کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹' ص ۸۱' مطبوعہ دار العلوم امجدیہ' کراچی)

WWW.NAFSEISLAM.COM

نیز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

علم ما فی الغد (کل کا علم) کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی الغد تھا (کل کا علم تھا) وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی خبر کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تصریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمتہ اللہ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

(ملفوظات ج ۳' ص ۴۴' مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور شیخ شبیر احمد عثمانی دونوں نے ہی یہ تصریح کی ہے کہ علوم اولین و آخرین کے حامل ہونے اور بکثرت غیوب پر مطلع ہونے کے باوجود نبی ﷺ کو عالم الغیب کہنا اور آپ کی طرف علم غیب کی نسبت کرنا ہر چند کہ از روئے لغت اور معنی صحیح ہے لیکن اصطلاحاً صحیح نہیں ہے۔

علمائے حنفیہ کا نبی ﷺ کا علم غیب ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ

ابن الہمام الحنفی لکھتے ہیں: فقہا حنفیہ نے صریحاً تکفیر کی ہے اس شخص کی جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی ﷺ علم غیب جانتے تھے کیونکہ اللہ فرماتا ہے: قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۔ (كتاب المسامرة للكمال بن أبي شريف بشرح المسايرة للعلامة الكمال بن الهمام۔ صفحہ202)۔

كتاب المسامرة

للكمال بن أبي شريف بشرح المسايرة للعلامة

الكمال بن الهمام في علم الكلام

رحمهم الله

وعلى المسايرة أيضا حاشية للشيخ زين الدين بن قاسم الحنفي وضعناها في

صلب الصحيفة عقب المسامرة مفصولا بينهما بجدول

وجعلنا التعقيبة للكتاب الاول

(تنبيه)

كل من أراد هذا الكتاب من خارج القطر فليخابر الشيخ فرج الله زكي

الكردي بالجامع الازهر الشريف بمصر

ومحل بيعه بمصر عند شكر الله أفندي بجوار أجزخانة اسكولاب بالموسكي

(حقوق الطبع محفوظة للملتزم)

(الطبعة الاولى)

بالمطبعة الكبرى الاميرية ببولاق مصر المحمية

سنة ١٣١٧

هجرية

(بالقسم الادبي)

علم بعض المسائل لعدم الخطور) أي خطور تلك المسائل ببالهم (فأما اذا خطرت) لهم (فلا بد من علمهم بها) أي بأحكامها (واصابتهم فيها ان اجتهدوا) بناء على الراجح أن للانبياء أن يجتهدوا مطلقا وعليه الاكثر أو بعد انتظار الوحي وعليه الحنفية واختاره المصنف في التحرير فاذا اجتهدوا فلا بد من اصابتهم (ابتداء أو انتهاء) لان من قال كل مجتهد مصيب أو منع الخطأ في اجتهاد الانبياء خاصة فهم مصيبون عنده ابتداء ومن جوز الخطأ في اجتهادهم قال لا يقرون عليه بل ينبهون فهم مصيبون عنده إما ابتداء حيث لم يتقدم خطأ وإما انتهاء حيث نبهوا على الصواب فرجعوا اليه (وكذا علم المغيبات) أي وكعدم علم بعض المسائل عدم علم المغيبات فلا يعلم النبي منها الا ما أعلمه الله تعالى به أحيانا (وذكر الحنفية) في فروعهم (تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبي يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله) والله أعلم (الاصل العاشر) في اثبات نبوة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم (نشهد أن محمدا رسول الله أرسله الى الخلق أجمعين) بالهدى ودين الحق (خاتم النبيين وناسخا لما قبله من الشرائع) والخلق بمعنى المخلوقين لان الرسالة الى من يعقل من الانس والجن قال بعض العلماء والى الملائكة نقل ذلك الشيخ الامام أبو الحسن السبكي وصرح الامام الرازي في تفسير قوله تعالى تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا بعدم دخول الملائكة في عموم من بعث

وهذا معنى قول القاضي البيضاوي وقوله هذا ربي على سبيل الفرض فان المستدل على فساد قول يحكيه على ما يقوله الخصم ثم يكر عليه بالافساد وبهذا يجاب عن قول صاحب الامالي قوله لا أحب الآفلين مشكل غاية الاشكال لان الدال على عدم الهية الكوكب ان كان التغير فقد وجد قبل الافول ولا معنى لاختصاصه به وان كان الغيبة عن البصر فيلزم في حق الله تعالى وان كان كونها انتقل من كمال وهو العلو الى نقصان فقد كان ناقصا عند الاشراق وأيضا قلنا فلما تعلم له قبل الافول أنه يأفل وانه

صلى

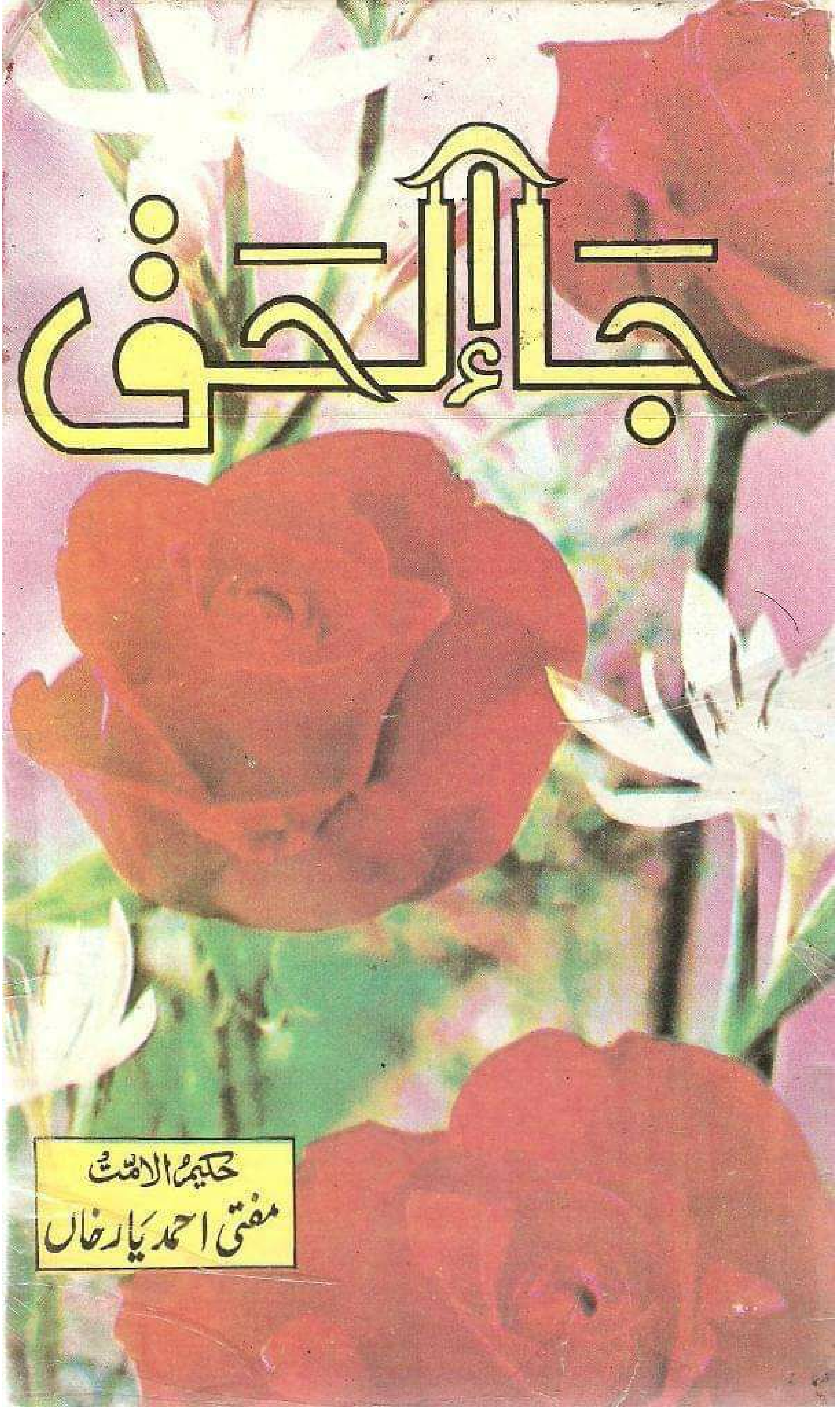
جاء الحق
حکیم الامت
مفتی احمد یار خاں

ضبط بھی دیتا ہے کر دیکھتے ہیں مگر بے مرضی الٰہی راز فاش نہیں کرتے ہیں اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ہماری یہ تقریر اگر خیال میں رہی تو بہت مفید ہوگی۔ انشاءاللہ۔

اعتراض (۸) حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے بعض ازواج کے گھر شہد ملاحظہ فرمایا۔ اس پر حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ آپ کے دہن پاک سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔ تو فرمایا کہ ہم نے مغافیر نہیں استعمال فرمایا۔ شہد پیا ہے۔ پھر حضور نے اپنے پر شہد حرام کر لیا۔ جس پر یہ آیت اتری لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ معلوم ہوا کہ اپنے دہن پاک کی بو کا بھی علم نہ تھا کہ اس سے بو آرہی ہے یا نہیں۔

جواب:۔ اس کا جواب اسی آیت میں ہے۔ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ اے حبیب یہ حرام فرمانا آپ کی بے خبری سے نہیں بلکہ ان معترض ازواج کی رضا کے لیئے ہے بیڑا اپنے منہ کی بو غیب نہیں محسوس چیز ہے ہر صحیح الدماغ محسوس کر لیتا ہے کیا دیو بندی انبیاء کے حواس کو بھی ناقص ماننے لگے ان کے حواس کی قوت کو مولانا نے بیان فرمایا ؎

نطق آب و نطق خاک و نطق گل ❊ ہست محسوس از حواس اہل دل

فلسفی کو منکر حنانہ است ❊ از حواس اولیاء بیگانہ است!

اعتراض (۹) اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا تو خیبر میں زہر آلود گوشت کیوں کھا لیا۔ اگر جانتے ہوئے کھایا تو یہ خودکشی کی کوشش ہے۔ جس سے نبی معصوم ہیں۔

جواب:۔ اس وقت حضور علیہ السلام کو یہ بھی علم تھا کہ اس میں زہر ہے اور یہ بھی خبر تھی کہ زہر ہم پر بحکم الٰہی اثر نہ کرے گا۔ اور یہ بھی خبر تھی کہ رب تعالےٰ کی مرضی یہ ہی تھی کہ ہم اسے کھالیں تاکہ بوقت وفات اس کا اثر لوٹے اور ہم کو شہادت کی وفات عطا فرمائی جاوے راضی برضا تھے۔

اعتراض (۱۰) اگر حضور علیہ السلام کو علم غیب تھا تو بیر معونہ کے منافقین دھوکے سے آپ سے ستر (۷۰) صحابہ کرام کیوں لے گئے انہیں وہاں لے جا کر شہید کر دیا۔ اس آفت میں انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں پھنسایا۔

جواب:۔ جی ہاں حضور علیہ السلام کو یہ بھی خبر تھی کہ بیر معونہ والے منافقین ہیں اور یہ بھی خبر تھی کہ یہ لوگ ان ستر صحابہ کو شہید کر دیں گے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خبر تھی کہ مرضی الٰہی یہ ہی ہے اور ان ستر کی شہادت

ارشاد : تو اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول نہ مانا جائے۔ قرآنِ عظیم ایک حرف نہیں چل سکتا تاوقتیکہ احادیث اور آئمہ کے قول کو نہ مانا جائے۔

آئمہ سے مراد

عرض : آئمہ سے مراد آئمہ تفسیر ہیں؟

ارشاد : ہاں۔

آئمۂ تفسیر کون ہیں؟

عرض : بہت مقامات پر آئمہ تفسیر کا قول نہیں مانا جاتا ہے مثلاً قاضی بیضاوی نے یا اور آئمہ مثلاً خازن وغیرہ نے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کو مخصص بتایا ہے!

ارشاد : قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ آئمہ تفسیر نہیں۔ کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں کتاب لکھ دینا اور بات۔ آئمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین عظام و تبع تابعین میں بھی اعاظم (یعنی زیادہ بلند مرتبہ حضرات) کی تخصیص ہے۔

(پھر اصل جواب کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا:) قرآنِ عظیم میں یہ فرمایا ہے کہ توریت میں ہم نے "تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" نازل کی تھی۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ تفصیل ہمیشہ باقی رکھی جائے گی تو اب اس کا "تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" ہونا تو قطعی مگر اس کا "تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" رہنا یہ ظنی اور خبرِ آحاد بھی مفیدِ ظن اور ظن ظن کا مقابل ہوسکتا ہے۔ جب خبرِ آحاد سے ثابت ہوگیا کہ توریت میں "تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" نہ رہی تو مان لیا گیا۔

عرض : حضور! اسی طرح قرآن کو فرمایا گیا ہے "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (پ ۱۴، النحل ۸۹) یہ نہیں فرمایا گیا کہ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ باقی رہے گا تو علم مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ[1] کس طرح ثابت ہوگا؟

ارشاد : بلاشبہ اگر اس کے خلاف کسی حدیث میں آیا ہوکہ "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" باقی نہ رہا تو مان لیا جائے گا لیکن خلاف آنا تو درکنار احادیثِ صحیحہ میں اس کی تائید ہی آئی ہے۔ الغرض مطلقاً علمِ غیب کا منکر کافر ہے کہ وہ سرے ہی سے ثبوت کا منکر

[1] : جو ہو چکا یا ہوگا اس کا علم۔

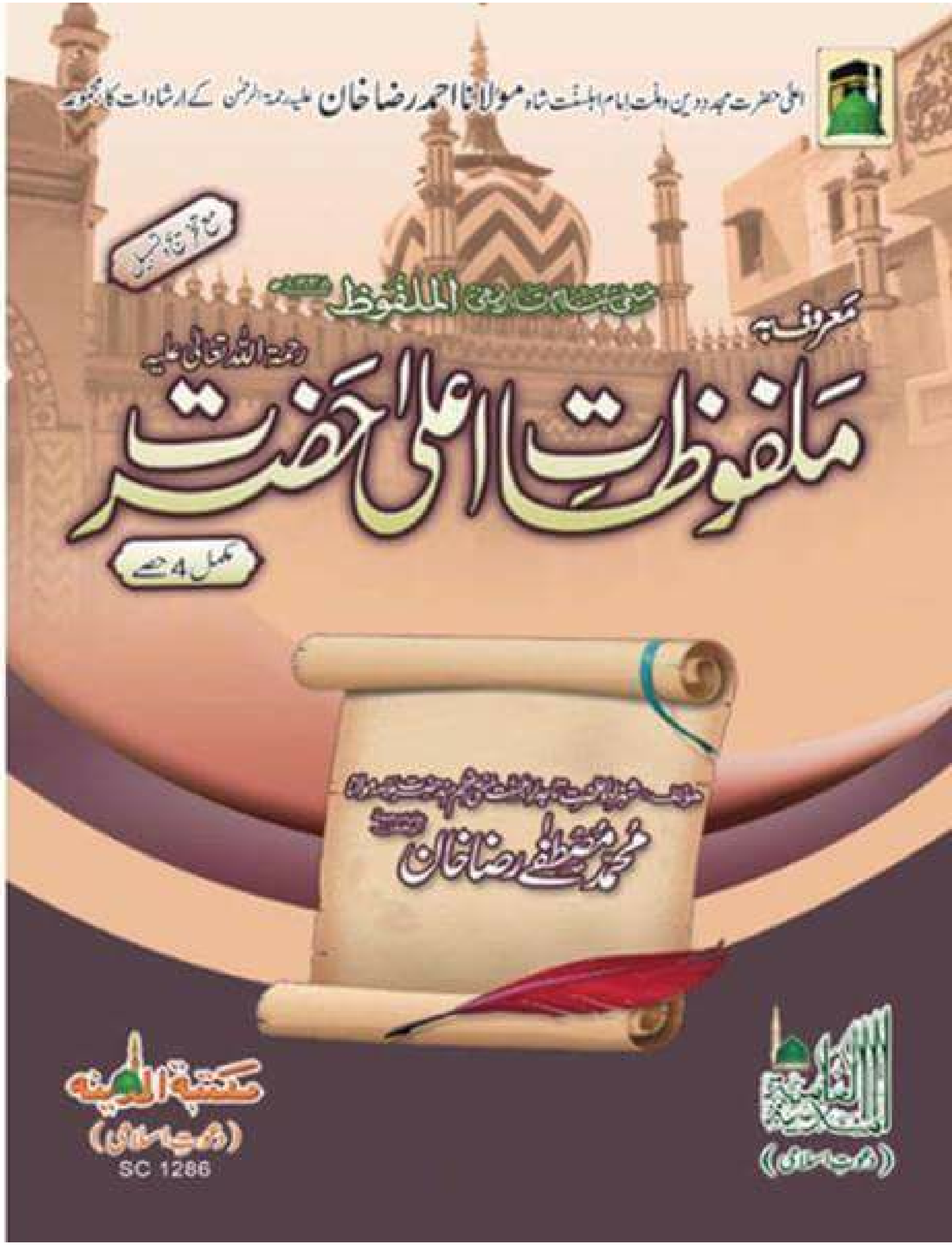

انت بمسمع من في القبور ۔ موتے کون ہیں اجسام قبور میں کون ہیں۔ وہی اجسام تو پھر اجسام ہی کے سننے سے انکار ہوا اور وہ یقیناً حق ہے (پھر فرمایا) خود ام المومنین کا طرز عمل سماع موتی کو ثابت کر رہا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ میرے حجرہ میں دفن ہوئے۔ میں بغیر چادر اوڑھے ہوئے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی انما هو زوجی میرے شوہر ہی تو ہیں پھر میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی انما هو زوجی و ابی میرے شوہر اور باپ ہی تو ہیں پھر جب عمر دفن ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے۔ حیاء من عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر کی شرم سے۔ تو اگر ارواح کا سمع و بصر نہ مانتیں تو پھر حیا عمر کے کیا معنی۔

(پھر فرمایا) تین باتوں میں ام المومنین کا خلاف مشہور ہے اور ان تینوں میں غلط فہمی ایک یا تو یہی سماع موتے کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں اور اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے۔

دوسرے معراج جسدی کے بارہ میں انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہے ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہیں گیا۔ حالانکہ آپ معراج منامی کے بارہ میں فرما رہی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی اس وقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ تھیں بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھیں اسے اس پر محمول کرنا سراسر غلط فہمی ہے۔

تیسرے علم ما فی الغد کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی الغد تھا وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے۔ خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔

۱ سماع موتی میں حضرت عائشہ کس سماع کا انکار فرماتی ہیں۔

۲ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس معراج سے انکار فرماتی ہیں۔

۳ علم ما فی الغد کے بارے میں حضرت عائشہ کس علم کا انکار فرماتی ہیں۔

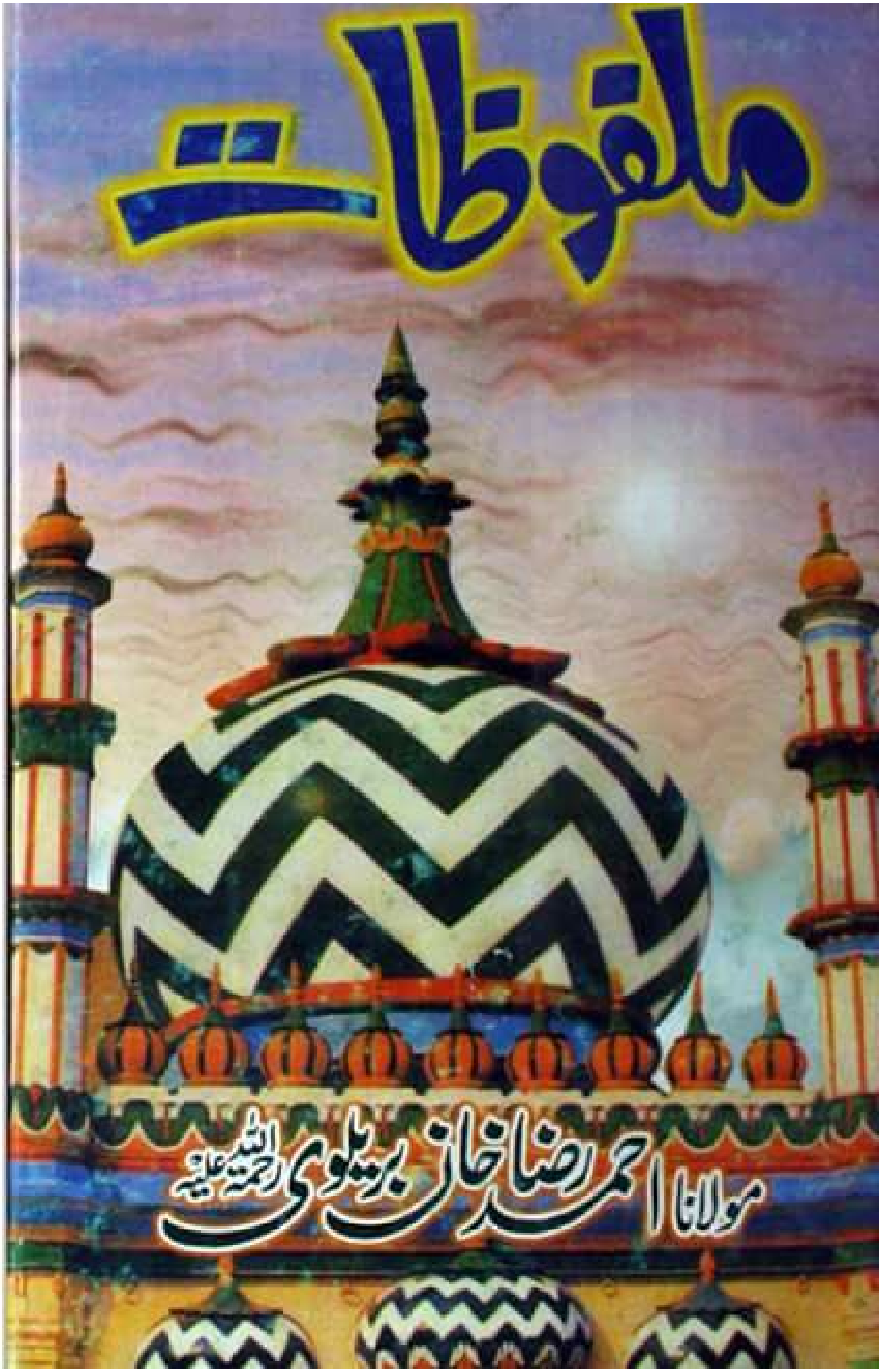

ILM E GAIB ALLAH KE LIYE KHAS HAI

AWR KUFFAR AAPNE MABOODA NE BATILE KE LIYE MAANTE THE

JIS TRAH AAJ KAL BARELVI MAANTE HAIN

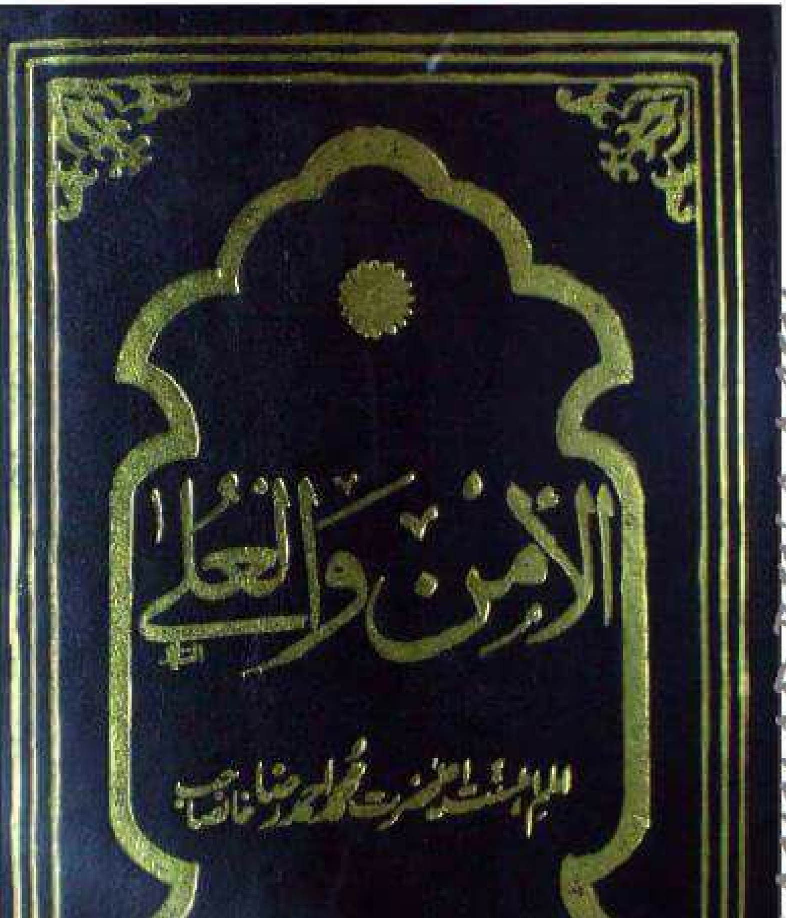

حکم دیا کریوں کہے کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی جس میں اللہ عزوجل کا نام اقدس نام
پاک رسول سے تعظیماً مقدم ہے حالانکہ حدیث شریف میں ہے خود حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبے میں یوں فرمایا کرتے مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ
رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ جس نے اللہ و رسول کی اطاعت
کی وہ راہ یاب ہوا اور جس نے اُن دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔
اَبُوْدَاؤدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ نیز ابن
شہاب زہری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ روایت کیا اس میں
بعینہٖ وہی الفاظ ہیں کہ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَقَدْ غَوٰی جس نے ان دونوں کی نافرمانی
کی گمراہ ہوا رَوَاہُ اَیْضًا عَنْہُ مُرْسَلًا حدیث آئندہ سے بتوفیق اللہ تعالیٰ اس فقیر کی مدد
تائید و تقریر ہوتی ہے نا منتظر ثالثاً وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الٰہی
عزوجل ہے شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے لمعات میں اس طرف ایما فرمایا اقول اور وہ
بیشک وجیہ ہے جس طرح بغیر اللہ عزوجل کی مشیت کو ملائے ہوئے یوں کہنا کہ میں یوں کردوں
گا مکروہ ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ
اللّٰہُ ہرگز نہ کہنا کسی چیز کو کہ میں کل ایسا کرنے والا ہوں مگر یہ کہ خدا چاہے۔ علم غیب بالذات
اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودانِ باطل وغیرہم کے لئے مانتے تھے
لہٰذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے
سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے یہ دوسرا احتمال ہے کہ علما نے اس حدیث میں ذکر
فرمایا اس تقدیر پر بھی ممانعت ادب کلام کی طرف ناظر ہے نہ یہ کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو بتعلیم الٰہی غیب پر اطلاع کا عقیدہ ممنوع ہو شرک تو در کنار جو اُس طائفہ کا
مقصود ہے۔ ھٰکَذَا یَنْبَغِی التَّحْقِیْقُ وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ حدیث ۱۶۹:
محمد بن اسحٰق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو حمزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت

MUHAMMAD BIN QASIM

LIKHNE WAALA AALA HAZRAT AHMAD RAZA BARELVI

GHAR KO AAG LAG GAYI GHAR KE CHIRAG SE

NABI SAW KO ILME GAIB NAHI THA

PEER MAHER ALI SHAH SAHAB KEHTE HAIN QAYAMAT KAB AAEGI IS BAARE ME NABI SAW NE LA ILMI BAYAN FARMAAYI

MUHAMMAD BIN QASIM

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى۔ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○

ترجمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور یقیناً انہوں نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے

شمس الہدایہ

فی اثبات

حیات المسیح علیہ السلام

تصنیف لطیف

زبدۃ المحققین رئیس العارفین مولانا حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ

حسب ایماء

معدن صدق و صفا مخزن حلم و حیا سیدنا حضرت پیر غلام محی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

○

باہتمام

حضرت شاہ عبدالحق شاہ صاحب مدظلہ العالی

○

میں کہتا ہوں ناظرین کو ماقبل سے واضح ہو گیا کہ علامات بینہ فی الاحادیث ظہور میں نہیں آتے۔ اور مسیح بن مریم جو نبی وقت ہوا ہے اور جس کا وعدہ نزول کا احادیث میں مذکور ہے وہ کہاں آیا۔ بہ مثیل کا مراد لینا احادیث سے پہلے معلوم کر چکے ہیں کہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور یہ جو لکھا ہے کہ قیامت سات ہزار سال سے پہلے نہیں آ سکتی۔ "میں کہتا ہوں کہ یہ سات ہزار سال کی تحدید جو آپ نے لگا دی یہ منافی ہے۔ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ کے اور ان احادیث کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا علمی بیان فرمائی اور اس حدیث معراج کے جس میں عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر معاہدہ رب کا کیا۔ بخاری میں عمرؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ذکر ابتداء پیدائش سے لے کر انتہا تک فرمایا حتی کہ اہل جنت کو جنت میں اور اہل نار کو نار میں داخل کر دیا۔ بایں مکاشفہ آپ قیامت کے بارہ میں اس طرح مامور ہیں۔ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور بجواب سوال جبرائیل یوں فرماتے ہیں۔ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ کسی جگہ آپ نے اس علم کا افادہ نہیں فرمایا کہ سات ہزار سال تک تو بے شک ہے بعد ازاں وقوع اس کا ہو گا مگر وقت معین معلوم نہیں۔ اردو خوانوں سادہ لوحوں کو کیا کیا دھوکے دیکر کیا مضامین الٹ پلٹ کیسے گھڑے سناتے ہیں۔ اللہ حافظ ہو۔ اور حدیث اَلدُّنْيَا سَبْعَةُ آلَافِ سَنَةٍ وَأَنَا فِي آخِرِهَا أَلْفًا بر تقدیر صحت کے مراد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے آج تک چھ ہزار سال پورے ہو چکے ہیں اور ساتواں ہزار شروع ہے کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں۔ (مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اور استشہاد مرزا صاحب کا ساتھ حدیث اَوّل کَمَا قَالَ الْعَقْلُ الصَّانِعُ کے موقوف ہے اس امر کے اثبات پر کہ مابعد لفظ کما اور ماقبل اس کا مشارک فی جمیع الاوصاف والاحکام ہوتے ہیں۔ وہ دونوں مخطوط القتادہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دیکھو آیۃ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ جو اسی حدیث میں مذکور ہے۔ اعادہ اور بدء الخلق مغائر فی الکیفیت ہیں بہ سبب اشتراک دونوں کے حیز قدرت میں کلمہ کما اطلاق کیا گیا۔ ایسا ہی حدیث شریف میں بیان اشتراک فی وصف الرؤیۃ منظور ہے نہ فی جمیع الخصوصیات۔ اور باقی استشہادات کے اجوبہ دوسری جگہ ملاحظہ کیے جائیں۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا۔ وَصَلّٰی وَسَلَّمَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط

يقول مصححه الحافظ **الغازي** عفي عنه حمداً لمن انعم علينا باظهار الحق في معضل رفعه الله اليه على وجه ما جاء به احد ونجانا من شبهات مرزا صاحب قادياني على لسان العلامة الفاضل والولي الكامل معدن العلوم الظاهرية ومنبع الفيوض الباطنية حاج الحرمين الشريفين السيد الجيلاني سيدنا ومرشدنا السيد پیر **مهر علی شاه** ساكن گولڑه شريف افاض الله علينا من بركاته وصلوة وسلاما على من قال يد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار. اما بعد فقد تم بحمده تعالى طبع الكتاب المستطاب المسمى **بشمس الهداية** طبع اول في شهر رمضان المبارك سنة ١٣١٧ من الهجرة النبوية على صاحبها الوف من الصلوة والآلاف من التحية

SHEIKH ABDUL QADIR JILANI RH KA AQEEDA ILM E GAIB PAR

قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی (وما ادراک) آیا ہے تو اس (میں بیان کردہ بات) کا علم آپ کو دے دیا گیا ہے اور جہاں کہیں (وما یدریک) آیا ہے تو اس (میں بیان کردہ بات) سے آپ کا آگاہ و مطلع نہیں کیا گیا جیسے قرآن میں ہے اور آپ کو کیا معلوم کہ قیامت قریب ہو تو قیامت کا وقوع کا علم آپ کو نہیں دیا گیا

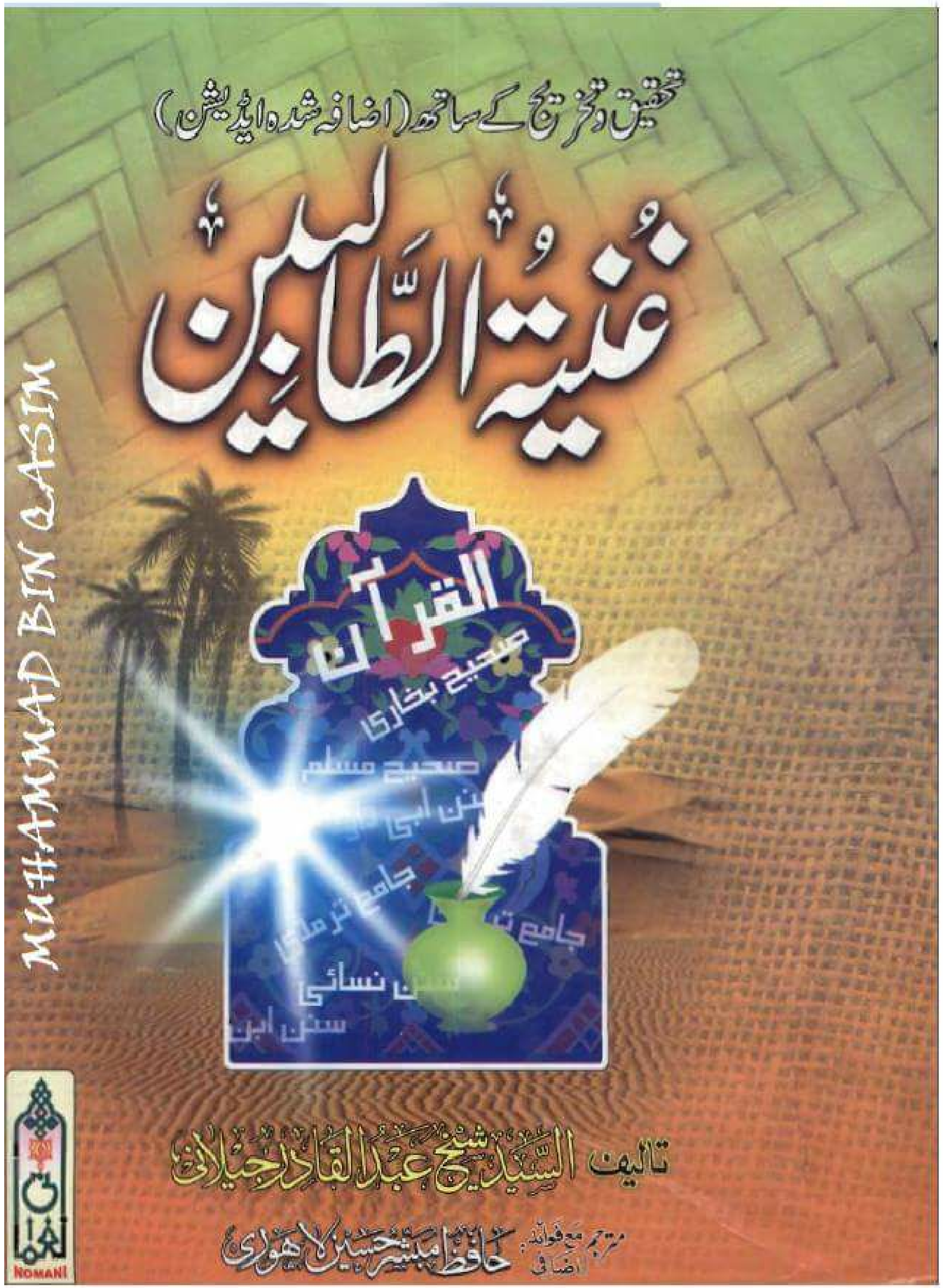

www.KitaboSunnat.com

سردار حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی ہے[۱۰۱۷] اور مہینوں کا سردار رمضان المبارک ہے۔

شب قدر کی فضیلت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ [بلاشبہ ہم نے اس (قرآن) کو قدر والی رات میں نازل کیا ہے][۱۰۱۸] یعنی اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے دنیاوی آسمان پر لکھنے والے فرشتوں کی طرف اتنا قرآن مجید نازل فرمایا جتنا اگلی شب قدر تک اتارنا مقصود و مطلوب تھا' اس طرح تمام قرآن مجید رمضان میں دنیوی آسمان پر نازل کیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دوسرے مفسرین اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''ہم نے اس جبرئیلؑ کو سورۃ القدر اور بقیہ قرآن دے کر لکھنے والے فرشتوں کی طرف نازل کیا پھر وہاں سے نبی رحمتؐ پر تیئیس (۲۳) سالوں کے مہینوں اور شب و روز میں قسط وار حسب ضرورت اسے نازل کیا گیا۔ لیلۃ القدر سے مراد عظمت والی رات ہے یا قدر بمعنی تقدیر ہے یعنی یہ فیصلوں والی رات ہے اس لئے کہ اس رات سال بھر کے فیصلے لکھ دیئے جاتے ہیں' فرمایا: اے محمدؐ آپ کو شب قدر کا علم نہیں تھا یعنی اگر اللہ تعالیٰ اس رات کی عظمت و بزرگی سے باخبر نہ کرتے تو آپ کو اس کی عظمت کا علم نہیں ہو سکتا تھا۔[۱۰۱۹] قرآن مجید میں جہاں (وما ادراک) ''آپ کو علم نہیں تھا'' جملہ ذکر ہوا ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ضرور باخبر کیا ہے اور جہاں وما یدریک (نفی مضارع) کا جملہ ذکر ہوا اس کے متعلق نبی کو خبر نہیں دی گئی جس طرح وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا/ [آپ کو کیا خبر شاید قیامت قریب ہو][۱۰۲۰] اور قیامت کے متعلق آپ کو علم نہیں دیا گیا۔

لیلۃ القدر یعنی عظمت والی رات جس کی خیر و برکت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے [ہم نے اس (قرآن) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے][۱۰۲۱] یعنی ایسی رات جس کی عبادت ان ہزار راتوں سے افضل ہے جن میں لیلۃ القدر نہیں۔ اس فضیلت کی وجہ سے صحابہ کرام کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک دن اپنے صحابہ کے حضور چار اسرائیلی عابدوں کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے اسی سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی اور لحہ بھر بھی غافل نہیں ہوئے اور وہ حضرت ایوبؑ' زکریاؑ' حزقیلؑ اور یوشع بن نونؑ تھے' ان کی عبادت کا ذکر سن کر صحابہ کرام متحیر ہو گئے' دریں اثنا حضرت جبرئیل وحی لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ! آپ اور آپ کے

۱۰۱۷ گزشتہ صفحات میں سلیمانؑ کی انگوٹھی والے قصے کے بطلان کا اشارہ کیا جا چکا ہے۔

۱۰۱۸ القدر-۱

۱۰۱۹ موصوف کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی کریمؐ کے عالم الغیب ہونے کے مدعی نہیں تھے جب کہ ان کی محبت کا دم بھرنے والے بہت سے عقیدت منداس گمراہ عقیدے میں مبتلا ہیں کہ نبی کریمؐ غیب کا علم جانتے تھے جو کچھ کائنات میں ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوتا رہے گا' سب سے باخبر تھے (العیاذ باللہ) قرآن مجید کی نصوص صراحتاً اس گمراہ عقیدے کی تردید کرتی ہیں۔ ارشاد باری ہے۔ [قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ...... الآیۃ/ آپ کہہ دیجیے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ الانعام-۵۰]

۱۰۲۰ الاحزاب-۶۳ ۱۰۲۱ الدخان-۳'۴

اطلاع کے ساتھ خاص کیا روح البیان جلد ثالث صفحہ ۱۰۶ میں ہے وفی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکییف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علوم الاولین والاخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عہدا علی کتمہ وھو علم لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی فی تبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس والجن والملک وکما فی انسان العیون۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں اسی حدیث کا مضمون یوں ادا فرماتے ہیں۔ پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود درمیان دو شانہ من بے تکییف و بے تحدید پس یافتم سردی آنرا در سینہ خود پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ با ہیچکس نگویم و ہیچکس طاقت برداشت آن ندارد جز من وعلمی بود کہ مخیر گردانید مرا در اظہار و کتمان آن وعلمی بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آن بخاص و عام از امت من۔ آن دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ سے کچھ پروردگار تبارک وتعالی نے کچھ دریافت فرمایا میں جواب نہ دے سکا تو اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان بے تکییف و تحدید رکھا کیونکہ حق سبحانہ تعالے جوارح سے منزہ اور پاک ہے بے تحدید و تکییف کیسی۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی سردی اپنے سینہ میں پائی۔ پس مجھے اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے اور چند علم اور تعلیم فرمائے جن میں سے ایک علم وہ ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اسکے برداشت کرنیکی طاقت نہیں ہے اور ایک علم وہ جسکا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک وہ علم جس کی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی امت کے ہر خاص و عام کو پہنچا دوں۔ اور حضرت کی امت انسان اور فرشتے ہیں ایسا ہی انسان العیون میں ہے تفسیر لباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد رابع صفحہ ۲۶۴ میں ہے وقولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت بردھا بین ثدیی فتاویلہ ان المراد بالید المنۃ والرحمۃ وذلک شائع فی لغۃ العرب فیکون معناہ علی ظاھر الاخبار باکرام اللہ تعالی ایاہ وانعامہ علیہ بان شرح صدرہ ونور

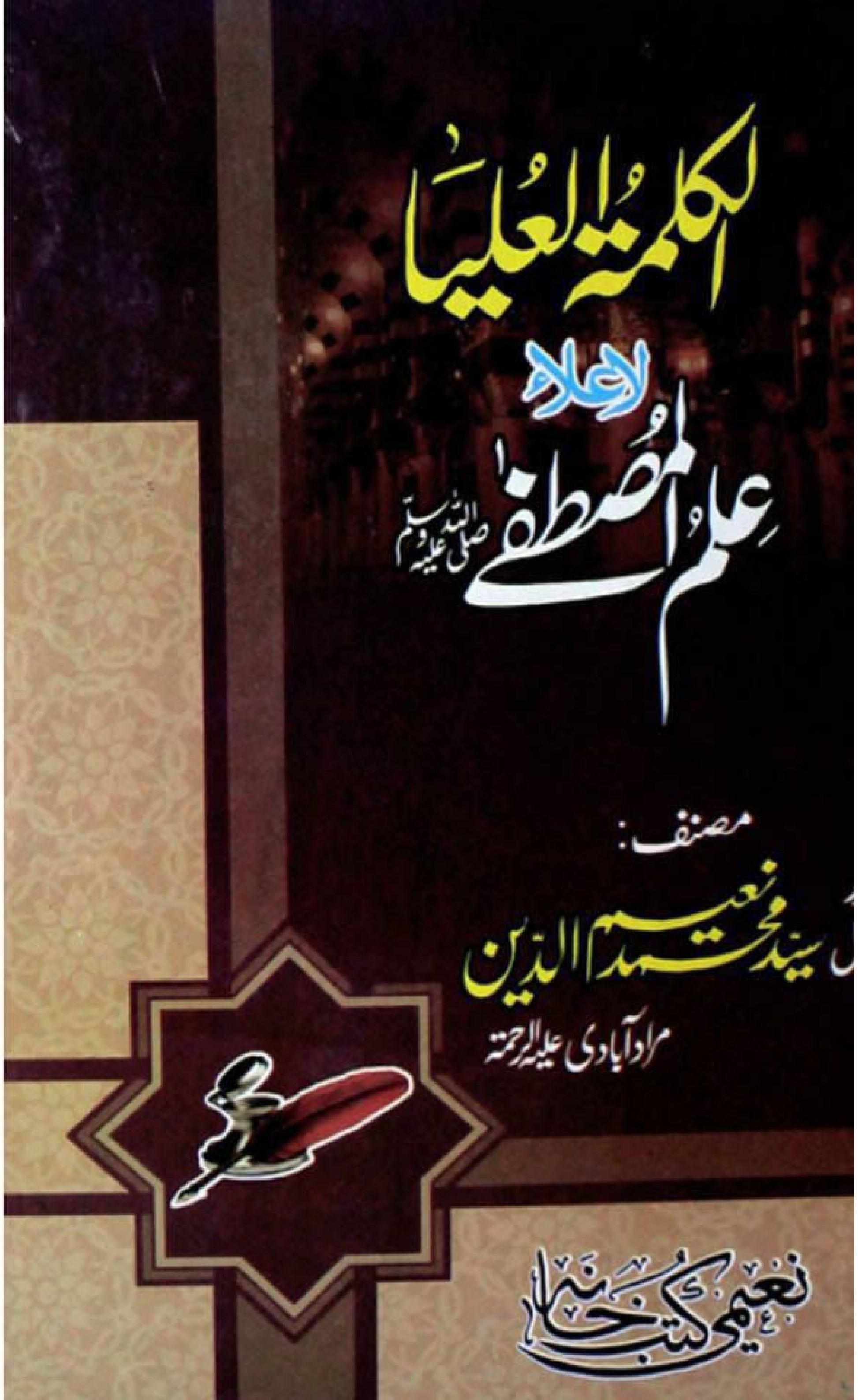

ہے اور اس کا منکر کافر ہے' اور میرے خیال میں مدیر تجلی بھی اس سے متفق ہوں گے۔

علمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُونُ

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اتنا ضروریاتِ دین سے ہے کہ اللہ عزوجل نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علومِ غیبیہ پر مطلع فرمایا لیکن یہ بعض غیب جس پر حضورِ اقدس کو مطلع کیا آیا روزِ اوّل[1] سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہے جیساکہ عمومِ آیات و احادیث کا مفاد ہے یا اس میں کچھ تخصیص ہے تو بہت سے اہلِ ظاہر جانب خصوص گئے۔ کسی نے علومِ خمس کو، کسی نے علمِ روح کو، کسی نے علمِ قیامت کو، کسی نے متشابہات کو خاص کیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ بہت سے علماء و محدثین و مفسرین و ائمۂ دین و بکثرت علماءِ ظاہر نے اس میں کوئی تخصیص نہیں کی اور آیات و احادیث کو ان کے عموم پر اسی طرح رکھا جس طرح ہم رکھتے ہیں اور حضور کے لیے علم ما کان وما یکون کا اسی تفصیل سے اثبات کیا جیسے ہم کرتے ہیں۔ جس سے یہ واضح ہو گیا کہ جس تفصیل سے ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب ثابت کرتے ہیں' یہ ہمارا قولِ مختار ہے اور نہ ضروریاتِ دین سے ہے اور نہ ضروریاتِ مذہب سے' بلکہ بابِ فضائل سے ہے۔ اور جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد کی بنا پر اس تفصیل سے حضور کے لیے علم ما کان وما یکون کا اثبات نہیں کرتے' ہم ان کو کافر و گمراہ تو در کنار فاسق بھی نہیں کہتے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز نے خالص الاعتقاد صہ[3] پر الدولۃ المکیہ میں اس کی صاف و صریح لفظوں میں تصریح فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ :-

---

[1] روزِ اوّل تا یومِ آخر کا مطلب یہ ہے کہ ابتدائے دنیا سے لے کر دخولِ جنت و نار تک کا علم جس کو مَا کَانَ وَمَا یَکُونُ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جس کی تشریح ان لفظوں میں ہم کرتے ہیں کہ :-

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہو چکا ہے، جو ہو رہا ہے، جو ہوگا سب کا تفصیلی علم عطا فرمایا۔"

قیامت کی ابتدا نفخۂ اولیٰ سے ہوگی اور دخولِ جنت و نار پر ختم ہوگی۔ تو جب تک جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے اس وقت تک کے تمام علوم ہمارے دعویٰ میں داخل ہیں اور قیامت کے بعد کے معلومات ہمارے دعویٰ

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوقِنُونَ

بصیرت

حصّہ اوّل

علامہ سید محمود احمد رضوی مدیر رضوان کے تحریر کردہ تفسیری، فقہی، مذہبی، اخلاقی، اصلاحی مضامین کا ایمان افروز باطل سوز مجموعہ

مکتبۂ رضوان، گنج بخش روڈ لاہور

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ

تو اب جان جائیں گے کہ کس کا مددگار کمزور اور کس کی گنتی کم ہے تم فرماؤ میں نہیں جانتا

اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا

آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے کچھ وقفہ دے گا ف۴۷ غیب کا جاننے والا تو

يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ

اپنے غیب پر ف۴۸ کسی کو مسلط نہیں کرتا ف۴۹ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے ف۵۰ کہ ان کے

مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا

آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے ف۵۱ تاکہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے

رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع

پیام پہنچا دیئے اور جو کچھ ان کے پاس سب اس کے علم میں ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے ف۵۲

آیاتها ۲۰ ۷۳ سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ ۳ رکوعاتها ۲

سورۂ مزمل مکیہ ہے، اس میں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ

اے جھرمٹ مارنے والے ف۲ رات میں قیام فرما ف۳ سوا کچھ رات کے ف۴ آدھی رات یا اس سے کچھ

ف۴۶ کافر کی یا مومن کی یعنی اس روز کافر کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور مومن کی مدد اللہ تعالٰی اور اس کے انبیاء اور ملائکہ سب فرمائیں گے۔ **شانِ نزول:** نضر بن حارث نے کہا تھا کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اس کے جواب میں اگلی آیت نازل ہوئی ف۴۷ یعنی وقت عذاب کا علم غیب ہے جسے اللہ تعالٰی ہی جانے ف۴۸ یعنی اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد ہے۔ (خازن وبیضاوی وغیرہ) ف۴۹ یعنی اطلاع کامل نہیں دیتا جس سے حقائق کا کشف تام اعلیٰ درجۂ یقین کے ساتھ حاصل ہو ف۵۰ تو انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاع کامل اور کشف تام عطا فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لیے معجزہ ہوتا ہے اولیاء کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم باعتبار کشف و انجلاء اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا و ارفع و اعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے وساطت اور انہی کے فیض سے ہوتے ہیں۔ معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے وہ اولیاء کے لیے علم غیب کا قائل نہیں اس کا خیال باطل اور احادیث کثیرہ کے خلاف ہے اور اس آیت سے ان کا تمسک (دلیل پکڑنا) صحیح نہیں بیان مذکورہ بالا میں اس کا اشارہ کر دیا گیا ہے سید الرسل خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مرتضیٰ رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں اللہ تعالٰی نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور یہ آیت حضور کے اور تمام مرتضیٰ رسولوں کے لیے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔ ف۵۱ فرشتوں کو جو ان کی حفاظت کرتے ہیں ف۵۲ اس سے ثابت ہوا کہ جمیع اشیاء محدود و محصور و متناہی ہیں۔ ف۱ سورۂ مزمل مکیہ ہے اس میں دو ۲ رکوع، بیس ۲۰ آیتیں، دو سو پچاسی ۲۸۵ کلمے، آٹھ سو اڑتیس ۸۳۸ حرف ہیں۔ ف۲ یعنی اپنے کپڑوں سے لپٹنے والے، اس کے **شانِ نزول** میں کئی قول ہیں: بعض مفسرین نے

''والحق ماقیل فی حقه من قبل العلماء الاعلام''

فقیر محمد قمر الدین سیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

سرفراز صاحب کو چاہیے کہ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ بالا فتوی پڑھیں اور اپنے منصف مزاج عالم کہنے کی لاج رکھتے ہوئے اس فتوی پر عمل کریں نیز یہ الفاظ سرفراز صاحب کے لئے قابل غور ہیں کہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جو کچھ علمائے اعلام نے اس کے بارے میں فرمایا ہے وہ حق ہے۔ علمائے اعلام نے کیا فرمایا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کافر ہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے دیکھیے **حسام الحرمین**

دیوبندی ڈھول کا پول کھل گیا

نیز اس مندرجہ بالا مفصل فتوی کی رو سے ''ڈھول کی آواز'' (کتاب کا نام) کے مصنف کی دیانت وامانت بھی کھل کر سامنے آ گئی۔ کہ اس نے کیا منسوب کیا اور حقیقی صورت حال کیا تھی اس سے اس کے باقی نقل کردہ اقوال کا حال بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس نے ان کے نقل کرنے میں کتنی دیانت سے کام لیا ہوگا۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

اب ہم سرفراز صاحب کی ضیافت طبع کے لئے حضرت خواجہ قمر الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ایک اور فتوی پیش کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک سرکش جماعت اور لغو گو گروہ وہابیہ جو اللہ تعالی کے لئے کذب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ تحقیق یہ لوگ کافر ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالی کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے اسی طرح یہ لوگ حضور علیہ السلام کے اوصاف کاملہ کے انکار کی وجہ سے کافر ہو گئے جن صفات کاملہ کا ان لوگوں نے انکار کیا ان میں علم غیب اور حاضر ناظر اور معراج کی رات حضور علیہ السلام کا اللہ تعالی کی زیارت کرنا اور حضور علیہ السلام کی اعانت کا انکار کرنا اور آپ ﷺ سے استمداد کا منکر ہو جانا یہ ان کے کفر کی وجوہات ہیں۔ پس

کہ بریلویوں نے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ؒ پر الزام لگایا کہ معاذ اللہ وہ گستاخ ہے مگر اس پر بات کرنے سے پہلے ہی اللہ نے ایک دوسرے کے ہاتھوں ان کو ذلیل ورسوا کیا اور ایک دوسرے پر کفر وارتداد کے فتووں کی بوچھاڑ شروع کردی۔

سیفیوں کی طرف سے سرکانی اینڈ کمپنی کو چیلنج اور سرکانی کی کفریات

بریلویوں کی طرف سے یہ فتوی آنے کے بعد مولوی ایاز باجا سیفی کے ایک معتقد نے سوشل میڈیا پر بیان ڈالا کہ آخر سرکانی کے شاگردوں نے ہمیں کس بنیاد پر مرتد کہا؟ ہم نے ضروریات دین میں سے کس چیز کا انکار کیا ہے؟ نظام الدین سرکانی تو خود خلیفہ امان گل سیفی کا بیٹا ہے اب یا تو یہ "مرتد" کا بیٹا ہے یا "یہ بدفعلی" سے پیدا ہوا ہے اسی لئے اپنے باپ کی طرف مرتد کی نسبت کررہا ہے۔ نیز نظام الدین سرکانی ایسا جاہل آدمی ہے کہ اس کے بیان کی ریکارڈنگ ہمارے پاس موجود ہے جس میں یہ کہتا ہے کہ:

"اللہ نے بعض انبیاء کو بھیجا جو طریقت نہیں جانتے تھے اور بعض ایسے انبیاء کو بھیجا جو شریعت نہیں جانتے تھے"

معاذ اللہ نبی تو آتا ہی شریعت سکھانے کیلئے جب اسے خود شریعت نہ آتی ہو تو امت کو کیا سکھائے گا؟ اور طریقت باطن کی پاکیزگی کا نام ہے اگر بغیر طریقت انبیاء آئے تھے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کا باطن معاذ اللہ صاف نہ تھا؟ اس بیان کی تردید لفظا تا حال نظام الدین سرکانی اینڈ کمپنی نے نہیں کی۔

مولوی نظام الدین سرکانی بریلوی پر فالج کا حملہ

مناظرے میں اپنے شاگردوں اور مسلک کی اس رسوائی کو نظام الدین سرکانی صاحب برداشت نہ کرسکے اور سوشل میڈیا کی خبروں کے مطابق جس کی اب تک کوئی تردید نہیں آئی ان پر فالج کا حملہ ہوگیا۔ سیفیوں کے بقول چونکہ یہ ہمارے پیر کو کافر و مرتد سمجھتا ہے اس لئے ولی اللہ کی توہین کی وجہ سے اس پر یہ عذاب آیا لیکن میں کہتا ہوں کہ کافر تو وہ پہلے ہی سمجھتا تھا یہ عذاب پہلے کیوں نہ آیا؟ مناظرے کے دو دن بعد ہی اس پر فالج کا اٹیک اس مناظرے

رضاخانی دجل و فریب کا بھانڈا پھوٹ گیا

ایک طرف رضاخانی مولوی اور عوام یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں مانتے وہیں دوسری طرح رضا خانیوں کے معتبر مولوی فیض احمد اویسی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہ ماننے والوں پر نحوست کے فتوے لگا رہے ہیں

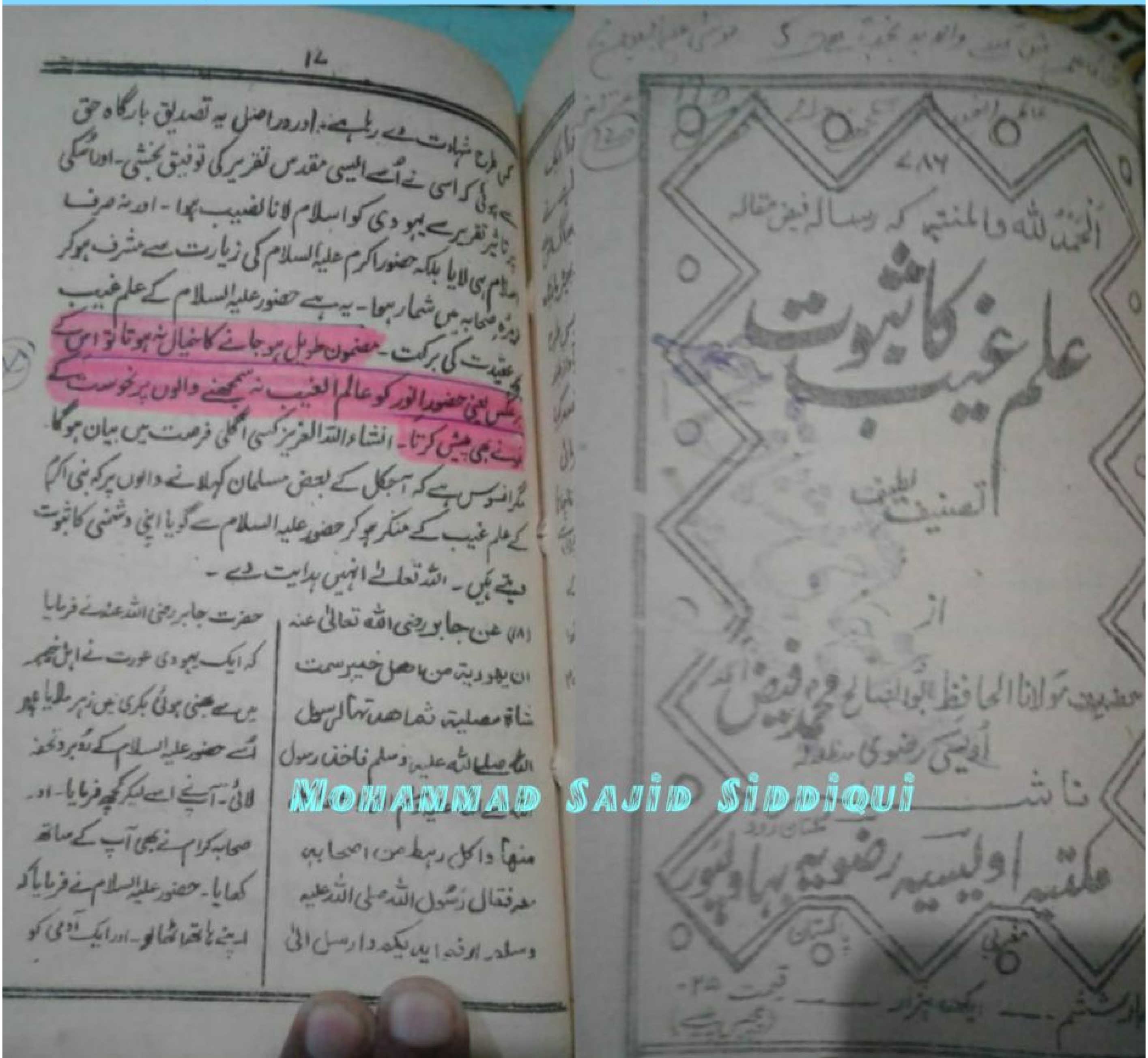

۱۷

کس طرح شہادت دے رہا ہے۔ اور در اصل یہ تصدیق بارگاہ حق سے ہوئی کہ اسی نے اُسے ایسی مقدس تقریر کی توفیق بخشی۔ اور اسکی پُر تاثیر تقریر سے یہودی کو اسلام لانا نصیب ہوا۔ اور نہ صرف اسلام ہی لایا بلکہ حضور اکرم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو کر زمرۂ صحابہ میں شمار ہوا۔ یہ ہے حضور علیہ السلام کے علم غیب کے عقیدت کی برکت۔ مضمون طویل ہو جانے کا خیال نہ ہوتا تو اس کے برعکس یعنی حضور انور کو عالم الغیب نہ سمجھنے والوں پر نحوست کے نمونے بھی پیش کرتا۔ انشاء اللہ العزیز کسی اگلی فرصت میں بیان ہوگا۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل کے بعض مسلمان کہلانے والوں پر کہ نبی اکرم کے علم غیب کے منکر ہو کر حضور علیہ السلام سے گویا اپنی دشمنی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔

(۱۸) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یہودیۃ من اھل خیبر سمت شاۃ مصلیۃ ثم اھدتھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول ... منھا واکل رھط من اصحابہ معہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفعوا ایدیکم وارسل الی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک یہودی عورت نے اہل خیبر میں سے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملایا پھر اُسے حضور علیہ السلام کے رُوبرو تحفہ لائی۔ آپ نے اسے لیکر کچھ فرمایا۔ اور صحابہ کرام نے بھی آپ کے ساتھ کھایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ اٹھا لو۔ اور ایک آدمی کو

۷۸۶

الحمد للہ والمنتہ کہ رسالہ فیض مقالہ

علم غیب کا ثبوت

تصنیف لطیف

از

حضرت مولانا الحافظ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

بار ششم ... یکصد ہزار ... قیمت ...

Mohammad Sajid Siddiqui

دیوبندی مذہب

مصنّفہ

مناظرِ اسلام حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب

خطیبِ اعظم چشتیاں شریف

ناشر

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

marfat.com

(۱) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہت بڑے شیخ ہیں۔ ظاہر کے بھی اور باطن کے بھی۔

(افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۶۳۶، سطر ۲)

(۲) بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں۔ کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔

(افاضات الیومیہ ج ۷، ص ۰، سطر ۱)

شیخ صاحب کے ارشاد سے صاف واضح ہوگیا کہ عقیدہ حاضر ناظر تمام امت محمدیہ کا متفقہ اور اجماعی مسئلہ ہے اور اس پر ایمان لانا دین کی ضروریات سے ہے اور جس طرح عقیدہ ختم نبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا منکر جماعت اہل اسلام سے خارج ہے۔ اسی طرح عقیدہ حاضر ناظر کا منکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق خداداد علم غیب کا منکر بھی اسلام سے خارج ہے اور جس طرح نام نہاد مسلمان مرزائیوں کے عقیدہ ختم النبوت میں اختلاف کرنے سے عقیدہ ختم نبوت مختلف فیہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بعض نام نہاد مسلمان دیوبندیوں نجدیوں کے اس عقیدہ میں اختلاف سے اسے ہرگز مختلف فیہ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

اور پھر لطف یہ ہے کہ دیوبندی ذریت صرف اپنے قلبی عناد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی وجہ سے ہی آپ کے حاضر ناظر ہونے کے منکر ہیں۔ ورنہ خود دیوبندی اپنے مولویوں کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ذریت دیوبندیہ کا نج رشید احمد گنگوہی اپنے مریدین کو ہدایت کرتا ہوا اپنے اور اپنے سب دیوبندی پیشواؤں کو ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

و ہم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما از روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم داند، ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و چوں ہر دم در حلِ واقعہ محتاج بشیخ بود، شیخ را بہ قلب حاضر آوردہ بلسانِ حال سوال کند الخ۔	مرید کو یقین کر لینا چاہیے کہ شیخ کی روح ایک ہی جگہ بند نہیں ہوتی تو مرید جس جگہ بھی ہو، اگرچہ شیخ کے جسم سے دور ہے، مگر اس کی روح سے ہرگز دور نہیں ہے۔ پس ہر واقعہ کے حل میں شیخ سے امداد مانگے کیونکہ وہ ہر معاملہ میں شیخ کا محتاج ہے۔ (امداد السلوک)

ناظرین انصاف تو فرماویں کہ مسلمان اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھیں تو مشرک، اور دیوبندی اگر اپنے

marfat.com

علی المغیبات کی امتیازی شرط کیساتھ اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"اِنَّ الْاِطْلَاعُ عَلَی جَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ لَا یَجِبُ لِلنَّبِیِّ اِتِّفَاقًا وَالْبَعْضِ لَا یَخْتَصُّ بِہٖ"

اس کا مفہوم یہ ہے کہ مغیبات پر اطلاع نبوت کے لئے امتیازی شرط ہونا اس لئے غلط ہے کہ نبی کیلئے جمیع مغیبات پر مطلع ہونے کا عدم وجوب ہمارے اور تمہارے مابین متفقہ مسئلہ ہے اور بعض پر اطلاع نبی کے ساتھ خاص نہیں ہے تو پھر اطلاع علی المغیبات کا نبوت کے لئے امتیازی شرط ہونے کا مطلب ہی کیا رہا۔

(المواقف' صفحہ ۳۳۷' مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ)

مواقف کی اس عبارت کو نظر انصاف سے دیکھنے والا کوئی شخص بھی اس کا پس منظر علم غیب کے مفہوم لغوی اور مفہوم شرعی کا امتیاز قرار دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ علم غیب بمعنی جمیع مغیبات کو جاننا نبی کیلئے واجب نہ ہونے کا فلسفہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کیلئے واجب اور اس کی صفت مختصہ ہے، جمیع مغیبات کو عدم تناہی اور ازلیت وابدیت اور احاطہ لازم ہونے کی بناء پر نبی کیلئے ممکن ہی نہیں ہے چہ جائیکہ واجب ہو یہی چیز علم غیب کا شرعی مفہوم ہے۔

جس کو امام المتکلمین عضد الملت والدین نے نبی کیلئے غیر ضروری قرار دیا جبکہ اس کے مقابلہ میں بعض مغیبات پر مطلع ہونے کو نبی کے ماسوا اور خلائق کیلئے بھی ممکن تسلیم کر رہے ہیں تو وہ علم غیب کے لغوی مفہوم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس کی شرح میں میر السید السند نے بھی ان دونوں حصوں کی ایسی تشریح کی ہے جس سے بعض مغیبات پر مطلع ہونے کا تعلق

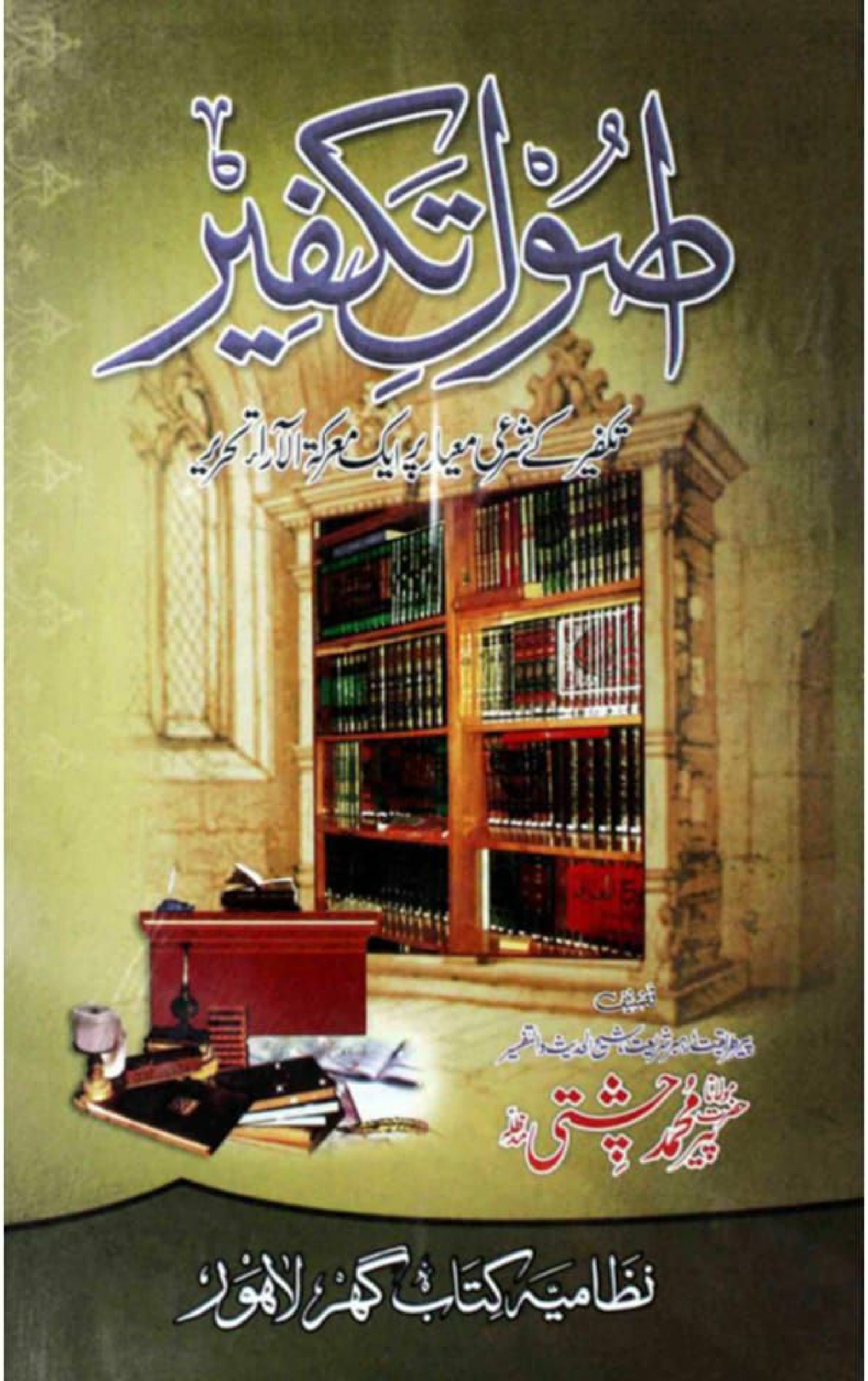

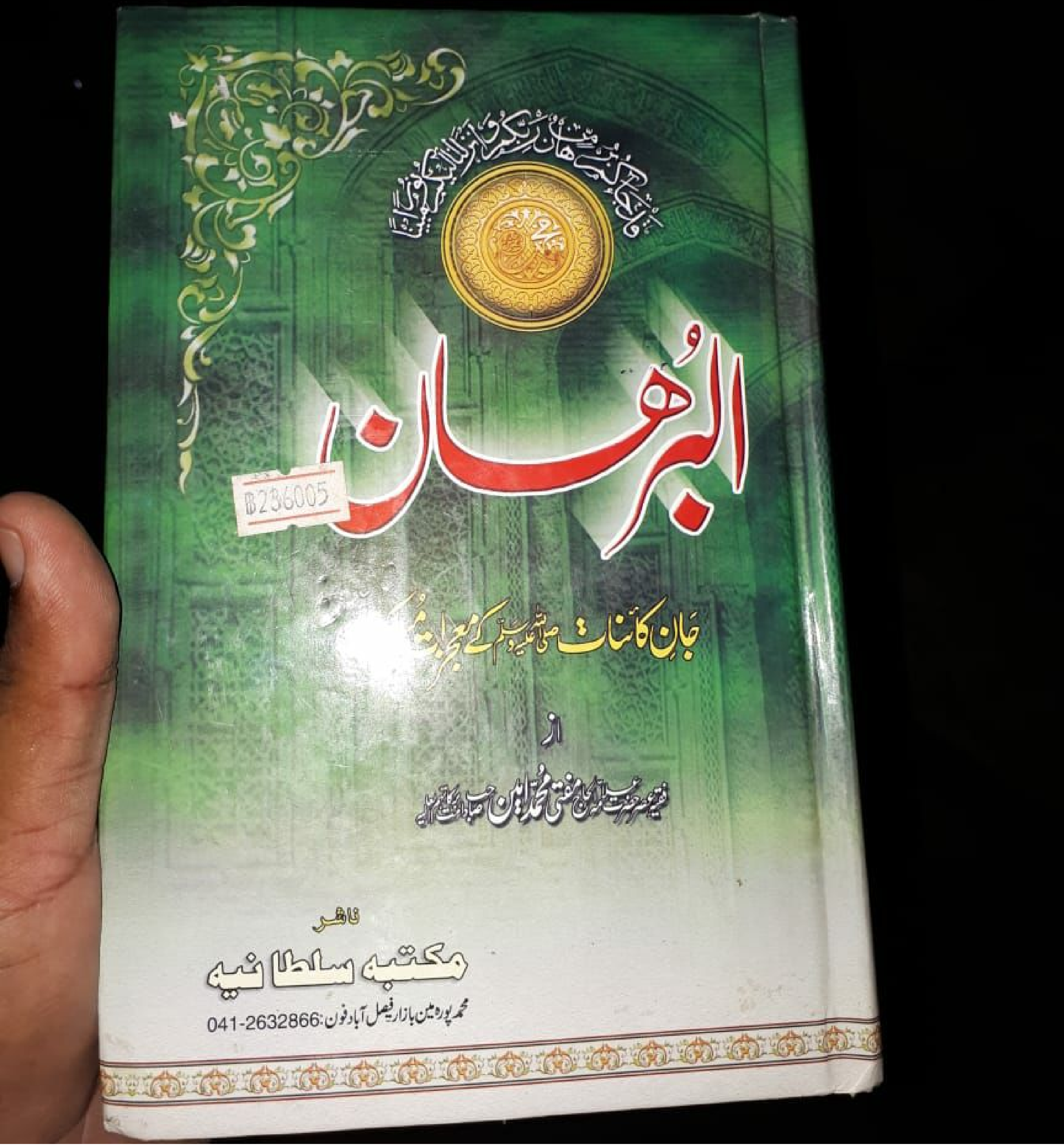
البرهان
B236005
جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات
از
فقیہ عصر حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ
ناشر
مکتبہ سلطانیہ
محمد پورہ مین بازار فیصل آباد فون:041-2632866

نے تو نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نامِ محمدؐ پہلے ہی عطا فرما دیا تھا
اسی وجہ سے سیّدی و سندی محدّثِ اعظم پاکستان مولانا ابو الفضل
محمدّ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو لوگ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذاتِ والا صفات کے متعلّق کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو غیب کی
کیا خبر نبی کو فلاں چیز کا علم نہیں تھا، فلاں چیز کا اختیار نہیں تھا
وُہ کلمہ یوں نہ پڑھا کریں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ،
بلکہ وہ یوں پڑھا کریں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بشر رسول اللہ یا پھر
عیب جوئی چھوڑ دیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ بے عیب ذات میں عیب تلاش
کرنے والوں کو نظرِ بصیرت عطا کرے کہ وُہ بھی اس ذاتِ والا
صفات کی شانِ محبوبی کو دیکھ لیں جس ذات کو اللہ تعالےٰ جل جلالہ
محمدّ بنا کر بھیجا ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبیِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب مانتے
تھے چنانچہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں : ؎

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

یعنی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا
جیسے کہ آپ چاہتے تھے خالقِ کائنات نے آپ کو ویسا ہی پیدا کیا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

تِبیانُ القرآن

جِلد سوم

المائدہ ○ الانعام

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی۔ ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار، لاہور۔ ۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی کوئی شخص جو مدعی نبوت ہو اس کا یہ دعویٰ نہیں ہوتا کہ تمام مقدورات الٰہیہ کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں کہ جب اس سے کسی امر کی فرمائش کی جائے، وہ ضرور ہی کر دکھلائے یا تمام معلومات غیبیہ و شہادیہ پر خواہ ان کا تعلق فرائض رسالت سے ہو یا نہ ہو، اس کو مطلع کر دیا گیا ہے کہ جو کچھ تم پوچھو وہ فوراً بتلا دیا کرے۔

(تفسیر عثمانی بر ترجمہ شیخ محمود الحسن، ص ۱۷۷)

مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ اس آیت کے تحت خلاصہ تفسیر میں لکھتے ہیں:

اور نہ میں تمام غیب کی چیزوں کو جانتا ہوں (جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے)

(معارف القرآن، ج ۳، ص ۳۲۴، مطبوعہ ادارۃ المعارف، کراچی ۱۴)

نبی ﷺ کے لیے علم غیب کا ثبوت

مفسرین کرام نے اس آیت میں علم غیب کی نفی کو مطلقاً علم غیب کی نفی پر محمول نہیں کیا، بلکہ اس علم غیب کی نفی پر محمول کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی دیگر آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو خصوصاً اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو عموماً علم غیب عطا فرمایا ہے۔ ان میں سے بعض آیات حسب ذیل ہیں:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (آل عمران: ۴۴)

یہ غیب کی بعض خبریں ہیں جس غیب کی ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے علم کا ایک ذریعہ وحی ہے، سو جب نبی ﷺ کی طرف غیب کی وحی کی گئی تو آپ کو غیب کا علم ہو گیا۔ چونکہ شرح عقائد میں لکھا ہوا ہے کہ علم کے تین اسباب ہیں۔ حواس سلیمہ، خبر صادق اور عقل (شرح عقائد، ص ۱۰) اور جب نبی ﷺ کو غیب کی خبریں دی گئیں تو آپ کو غیب کا علم حاصل ہو گیا۔ قرآن مجید میں ہے:

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ (ھود: ۴۹)

یہ غیب کی بعض خبریں ہیں جن خبروں کی ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں۔

عمومی طور پر انبیاء علیہم السلام کو غیب پر مطلع کرنے کا ذکر ان آیات میں ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران: ۱۷۹)

اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ تمہیں غیب پر مطلع کرے ہاں (غیب پر مطلع کرنے کے لیے) وہ چن لیتا ہے جسے چاہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن: ۲۶-۲۷)

(اللہ) غیب کا جاننے والا ہے، وہ اپنے غیب کا کسی پر اظہار نہیں فرماتا، سوا ان کے جن کو اس نے پسند فرمایا، جو اس کے رسول ہیں۔

بعض علماء کی یہ تحقیق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی طرف صراحتاً علم غیب کی نسبت نہیں کی، بلکہ اظہار غیب اور اطلاع علی الغیب کی نسبت کی ہے۔ اس لیے یوں کہنا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام پر غیب ظاہر کیا گیا، یا ان کو غیب پر مطلع کیا گیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر سے علم غیب کی بلا استثناء نفی فرمائی ہے، اس لیے یوں نہیں کہنا چاہیے کہ نبی ﷺ کو علم غیب ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ نبی ﷺ کو علم غیب دیا گیا، یعنی عبارت میں کوئی ایسا قرینہ ہو جس سے معلوم ہو کہ اس علم سے

"عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿۲۶﴾ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن
رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ
أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا"

(سورۃ الجن آیت نمبر 26'27,28)

کون سا اہل علم ہو سکتا ہے جو اس آیت کریمہ کے مطابق مقام مدح میں اللہ تعالیٰ کی مراد اس عالم الغیب سے شرعی مفہوم کے سوا کچھ اور کہہ سکے یا علم غیب کے لغوی مفہوم کی طرف اس کا ذہن جا سکے۔ یہی حال حدیث کے حوالہ سے بھی ہے کہ جہاں جہاں ذوات قدسیہ انبیاء و مرسلین اور ان کے متبعین کیلئے علم غیب کا ثبوت آیا ہے وہ علم غیب کے لغوی مفہوم پر محمول ہیں اور جہاں پر غیر اللہ سے علم غیب کی نفی مذکور ہوئی ہے وہیں پر علم غیب کے منقول شرعی والا مفہوم معتبر ہے۔ سلف صالحین کے طبقہ مفسرین سے لیکر طبقہ محدثین تک اور طبقہ فقہاء سے لیکر طبقہ عرفاء تک، جس نے بھی اس حوالہ سے کوئی کلام کیا ہے ان سب کا یہی حال ہے کہ جس نے غیر اللہ کیلئے ثابت کیا ہے اس کے لغوی مفہوم کو پیش نظر رکھ کر ایسا کیا ہے اور جنہوں نے اسے ممنوع و ناجائز ہونے کا قول کیا ہے ان کے پیش نظر اس کے شرعی مفہوم کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

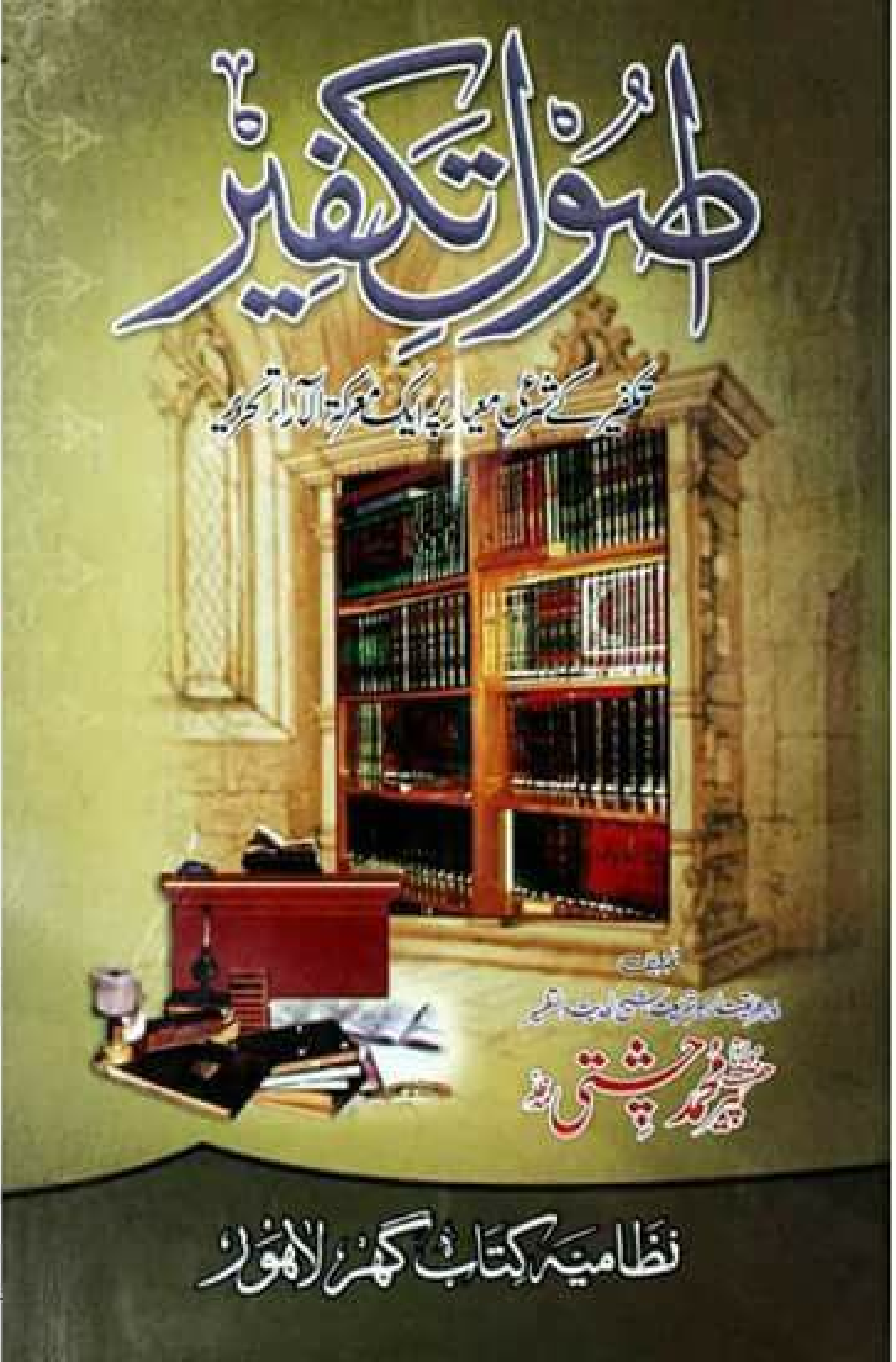

تک کہ انہیں اور ان کی ماں صدیقہ بتول طاہرہ کو فحش گالیاں تک دیتا ہے چار سو انبیا کو صاف جھوٹا لکھا حتی کہ درباره حدیبیہ خود شان اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا۔ مگر یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہی کی (یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ) اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں اور اللہ و رسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہو، نہ وہ سختی ہے نہ بے تہذیبی نہ کوئی بری بات۔ ادھر سے ان کی اس ناپاک حرکت پر کافر کہا اور بس سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہوگئی۔ ہاں ہاں اللہ و رسول کی شان میں جو گستاخی کرے گا اسے ضرور کافر کہا جائے گا کسے باشد اور واللہ کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں میں تو ان کا چپراسی ہوں چپراسی کا کام ہی سرکاری حکمنامہ پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبول فرمائے، آمین۔

عرض:۔ حضور علم ماکان و ما یکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے، مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

ارشاد:۔ جب علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ و اقتدار جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے یا یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس نے ضرور جانا، ہاں قدرت نہیں رکھتا، حدیث میں ارشاد ہوا۔ عَلِّمُوْا اَبْنَآءَکُمُ الرَّمْیَ وَالسِّبَاحَةَ، اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرا دو بلکہ یہ کہ ان فنون کو ان کے قابو میں کر دو کہ تیر نشانے پر لگا سکیں اور دریا تیر سکیں تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں، بلکہ یہ معنی کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں

دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔

صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے۔ کعب بن زبیر اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ نے قصیدہ نعتیہ میں عرض کیا۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنَارٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ
وَصَارِمٌ مِنْ سُیُوْفِ الْھِنْدِ مَسْلُوْلٌ

ارشاد ہوا نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ، جب بعض اشعار دیگراں علم اقدس میں آنا منافی کریمہ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ نہ ہوا تو جمیع اشعار اولیں و آخریں مکتوبات لوح مبیں کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہو سکتا ہے جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا اور اس پر بھی رب العزت نے دفع وہم فرمادیا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے ان کو نہ دی بلکہ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ بلکہ شعر گوئی بالائے طاق، اگر نادراً کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اسے وزن سے ساقط فرمادیتے۔ لبید رضی اللہ تعالی عنہ کے شعر

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاھِلاً
وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدٖ

کا مصرعہ دوم یوں پڑھتے، ع۔ وَیَاْتِیْکَ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَارِ۔

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالی نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے۔ شاعر نے یوں کہا ہے۔

وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدٖ۔

عرض:۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ جزء لا یتجزی باطل ہے۔ اگر باطل مانا جائے اور ہیولی اور صورت کی قدامت باطل کر دی جائے تو اسلام کے نزدیک اس میں کیا برائی ہے؟۔

کردہ کو حرام یا حرام کردہ کو حلال کیا جائے کیونکہ یہ تو کفر خالص ہے اور اس میں جواز یا عدم جواز کا نزاع دیوبند کے کسی فاضل سے ہی متصور ہو سکتا ہے۔

سرفراز صاحب نے اس دعویٰ پر ایک اور حدیث پیش کی ہے جس کے استدلال کا بنیادی نقطہ پیش خدمت ہے۔

الا انی لا احل الا ما احل اللہ فی کتابہ و لا احرم الا ما حرم اللہ عزوجل فی کتابہ۔

خبردار میں نہیں حلال کرتا کسی شئی کو مگر جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام نہیں کرتا کسی شئی کو مگر جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا۔

یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے ورنہ ان بے شمار احادیث سے تعارض لازم آئے گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثیر اشیاء کی حرمت یا حلت کو بیان فرمایا۔ اور ان کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اور ان کی حرمت صرف حدیث رسول سے ثابت ہے۔ اس معمہ کو وہ خود ہی حل کریں۔ کہ درندوں اور گدھوں کا گوشت کھانے سے اب کیا چیز مانع ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ میں تو ان کی حرمت کا کوئی ذکر نہیں۔ دیوبند کے اکابر نے کوے کو حلال کیا اور اصاغر نے درندوں اور گدھوں پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ آمدم برسر مطلب۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے۔ اور اس کا صاف اور بے غبار مفہوم یہی ہے کہ وحی جلی سے القا کردہ اور منصوص احکام میں حلال اور حرام وہی ہیں جن کا ذکر کتاب اللہ میں ہے اور یہ بات ہمارے دعویٰ کے کسی طرح منافی نہیں ہے۔

علماء امت اور تفویض احکام

سرفراز صاحب نے رسول اللہ صلے علیہ وسلم سے تفویض کی نفی کرنے کے لئے علماء امت کے چند حوالے پیش کئے ہیں چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی مرجع الصوفیہ شیخ اکبر کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

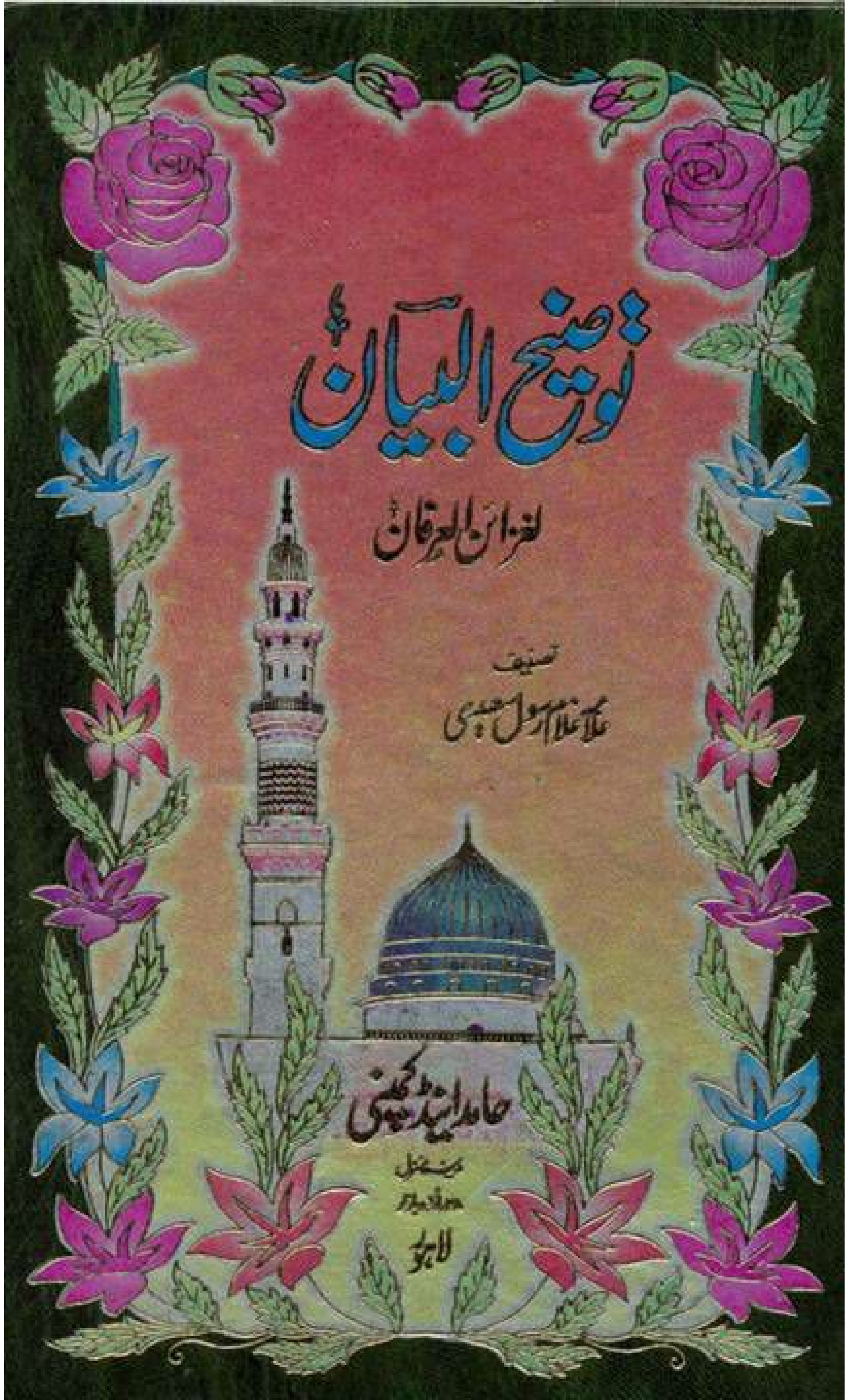

غلام رسول سعیدی (بریلوی)"" کہ نبی پاک ﷺ کو علم نہ تھا کہ آپ کی پشت پر کیا چیز رکھی گئی ہے۔

شرّح صحیح مسلم جلد 5 ص564

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور رسول تم کو جو (احکام) دیں ان کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں ان سے باز رہو

شرح صحیح مسلم

(جلد خامس)

اقضیہ، لقطہ، جہاد، امارہ

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال، ۳۸- اردو بازار، لاہور ۲

وتبعہ المصنف ۔ [۱]

کے پیٹ میں یہ کھال کٹ یا پھٹ جائے تو ماں اور بچہ دونوں ہلاک ہو جاتے ہیں، علامہ جوہری نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے البتہ علامہ جوہری اور ازہری نے سلی کو مویشیوں کے ساتھ مختص کیا ہے اور مشیمہ کو انسانوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور علامہ ابن سیدہ نے اس کو عام قرار دیا ہے اور مصنف بھی انہیں کے تابع ہے۔

علامہ نووی[۲]، علامہ ابی مالکی[۳]، علامہ ابن حجر عسقلانی[۴] اور علامہ بدرالدین عینی[۵] نے بھی "سلی" کا یہی معنی بیان کیا ہے۔ اردو میں "سلی" کو جیلی کہتے ہیں، لیکن قرائن سے یہ متعین ہے کہ یہاں سلی سے مجازاً اوجھڑی مراد ہے، کیونکہ مشرکین کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت اور تکلیف پہنچانا تھا اور جیلی اس قدر خفیف اور باریک ہوتی ہے کہ اس کو پشت پر رکھنے میں کوئی ضرر اور تکلیف نہیں ہوتی، ثانیاً حدیث میں ہے کہ جب مشرکین نے آپ کی پشت پر سلی رکھ دی تو آپ نے سجدہ سے سر نہیں اٹھایا تا وقتیکہ حضرت فاطمہ نے آکر اس کو آپ کی پشت سے اٹھا نہیں دیا، اس سے بھی معلوم ہوا کہ سلی کوئی بھاری اور وزنی چیز تھی سو اس سے بھی متعین ہو گیا کہ وہ جیلی نہیں بلکہ اونٹنی کی اوجھڑی تھی، ثالثاً علامہ نووی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی اور دیگر شارحین نے سلی کے رکھنے سے جو مسائل مستنبط کیے ہیں اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوجھڑی تھی، علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ جب آپ کی پشت پر نجاست رکھ دی گئی تو پھر آپ کس طرح بدستور نماز پڑھتے رہے؟ قاضی عیاض مالکی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ نجس نہیں تھی کیونکہ گوبر اور بدن کی رطوبت دونوں پاک ہیں، ناپاک تو صرف خون ہے، (علامہ نووی لکھتے ہیں) یہ جواب صرف امام مالک اور ان کے موافقین کے مذہب پر صحیح ہے، کیونکہ ان کے نزدیک جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کی لید بھی پاک ہے اور امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور دوسرے فقہاء کے نزدیک لید نجس ہے اور قاضی عیاض نے جو یہ جواب ذکر کیا ہے یہ باطل ہے کیونکہ سلی نجاست کو متضمن ہے کیونکہ اس سے عادۃً خون علیحدہ نہیں ہوتا، نیز وہ بت پرستوں کا ذبیحہ تھا اس لیے "سلی" بھی نجس تھی اور اس کا گوشت بھی نجس تھا اور اس کے تمام اجزاء نجس تھے، صحیح جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں تھا آپ کی پشت پر کیا چیز رکھی گئی ہے اس لیے آپ نے طہارت سابقہ کے حکم کو باقی رکھا، اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ نماز فرض تھی یا نہیں اور اس کا اعادہ واجب تھا یا نہیں اور اگر اس کا اعادہ واجب تھا تو وقت میں بہرحال گنجائش تھی۔ [۶]

۱۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس شرح القاموس ج ۱۰ ص ۱۸۲، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۳۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۱۳۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۴۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۳۵۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

۵۔ حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۷۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

۶۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۱۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ

ذکر بالجہر

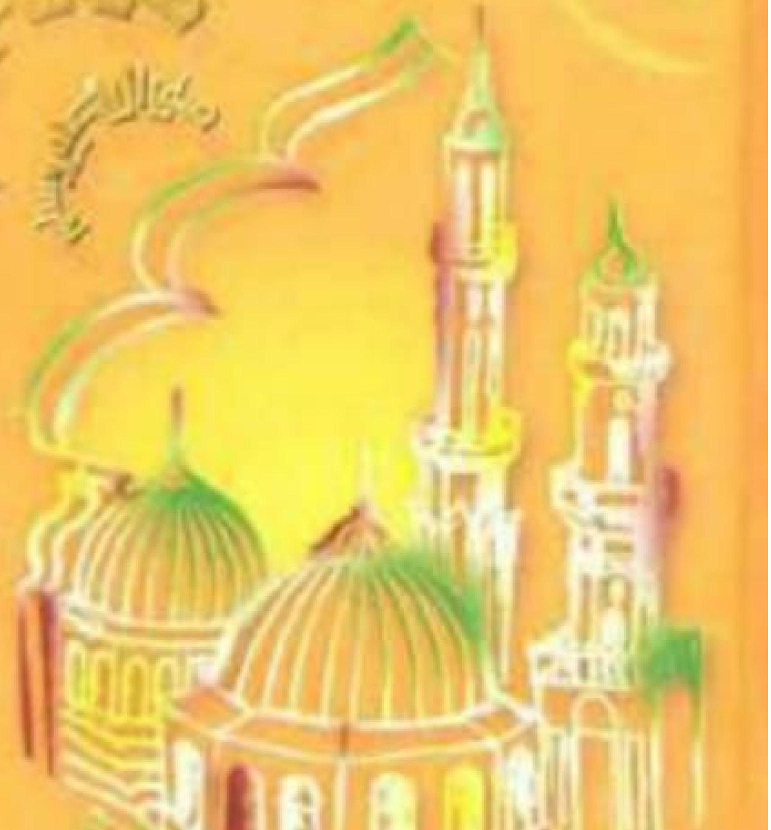

از رشحات فکر

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول سعیدی

صاحب شرح صحیح مسلم و تفسیر تبیان القرآن

فرید بک سٹال لاہور

میں سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابراہیم بن محمد نام کا جو راوی ہے وہ الفزاری ہے نہ کہ الاسلمی اور جرح اور طعن جس راوی کے بارے میں سرفراز صاحب نے پیش کی ہے وہ درحقیقت ابراہیم بن محمد اسلمی ہے اور سندِ حدیث میں جو راوی ہے وہ ابراہیم بن محمد فزاری ہے اور اگر ضد و عناد کی بنا پر اس راوی کو اسلمی ہی قرار دیا جائے پھر بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ امام شافعی جیسے صاحبِ فن اور دوسرے ائمہ حدیث نے اس کی تعدیل بھی کی ہے اس لئے یہ جرح صحتِ حدیث کے لئے مضر نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ راوی ضعیف بھی ہو تو کیا حرج ہے کیونکہ حدیثِ ضعیف سے مستحب سے لے کر واجب تک تمام احکام ثابت ہو جاتے ہیں۔

حدیث ابن الزبیر پر عقلی اعتراض کا جواب

غالباً سرفراز صاحب کو بھی یقین تھا کہ ابراہیم بن محمد پر جرح کے سلسلہ میں انہوں نے جو مغالطہ دیا ہے وہ قائم نہیں رہ سکے گا اور اس سلسلہ میں انہوں نے الفاظ و معانی کی جو عمارت قائم کی ہے وہ جھاگ کی طرح بیٹھ جائے گی چنانچہ وہ پینترا بدلتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اگر بالفرض اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا وہی جواب کافی ہے جو حضرتِ امام شافعی نے دیا ہے کہ برائے تعلیم تھوڑا عرصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بآوازِ بلند سے پڑھا نہ یہ کہ اس پر مداومت فرمائی اور حضرتِ امام شافعی کے حوالہ سے یہی جواب شارحِ حدیث اور حضراتِ فقہاءِ اسلام نے نقل کیا ہے" [1]

الجواب

حضرتِ امام شافعی فنِ حدیث کے ایک جلیل القدر امام ہیں اور روایت پر جرح و تعدیل کے سلسلہ میں ان کی رائے یقیناً وقعت اور اہمیت کی حامل ہے لیکن حدیثِ رسول

کے مقابلہ میں جب وہ کوئی بات محض اپنی رائے سے کہیں گے تو اس کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔

سرفراز صاحب! امام شافعی تو بہت دور کی چیز ہیں اگر حدیثِ رسول کے خلاف صحابہ بھی کوئی بات محض اپنی رائے سے کہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کے مقابلہ میں ان کی رائے کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ جرح و تعدیل جو امام شافعی کا میدان ہے وہاں تو سرفراز صاحب امام شافعی کی رائے کو اجتہادی غلطی قرار دیتے ہیں اور صریح حدیث اور عہدِ رسالت کے معمول کے خلاف ان کی رائے کو جو فی الحقیقت ان کی اجتہادی غلطی ہے، نہ صرف خود مان رہے ہیں بلکہ دوسروں سے بھی بہ زور منوانا چاہتے ہیں۔

بہر حال لکم دینکم ولی دین! ممکن ہے آپ کے لئے امام شافعی کی رائے کافی ہو لیکن ہم دامنِ رسالت کو چھوڑ کر کہاں جائیں اور جا بھی کہاں سکتے ہیں؟ ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

حدیثِ قدسی

بخاری اور مسلم میں ایک حدیث قدسی ہے جسے مشکوٰۃ نے نقل کیا ہے:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہم ؎[1]

"حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ تنہا میرا ذکر کرے تو

---

[1] مشکوٰۃ شریف، ص ۱۹۶۔

فضلِ قدیر

ترجمہ

جلد ۲

تفسیرِ کبیر

تصنیف

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

محقق العصر

مفتی محمد خان قادری

مرکز تحقیقاتِ اسلامیہ

1- جامعہ اسلامیہ لاہور، میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

3: **اٹھارویں دلیل:** فرشتے انسان سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور زیادہ علم والا دوسرے پر افضل ہوتا ہے لہٰذا فرشتے افضل ہوں گے

یہ قول کہ فرشتے انسان سے زیادہ علم والے ہیں، پر دلیل یہ ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ کے معلم ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى (پ ۲۷، النجم ۵) انہیں سخت قوتوں والے طاقتور نے سکھایا

اور معلم کا متعلم سے زیادہ علم والا ہونا ضروری ہے۔

علوم کی دو اقسام

پھر علوم کی بھی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم: علوم جنہیں بذریعہ عقل حاصل کیا جاتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم ان میں کوتاہی نہیں ہو سکتی نہ حضرت جبریل علیہ السلام سے اور نہ حضرت محمد ﷺ سے اس لیے کہ یہاں تقصیر جہل ہے اور یہ معرفتِ الٰہی میں رکاوٹ ہے۔

رہا مخلوقاتِ الٰہیہ کی کیفیات، ان میں موجود عجائبات کا علم، عرش، کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ، طبقاتِ آسمانی، انواع اور مشاہدہ زیادہ ہے تو ان کا علم بھی اکثر و اتم ہوگا۔

دوسری قسم: علوم جن تک رسائی سوائے وحی الٰہی کے کسی کی نہ ہو نہ حضرت محمد ﷺ اور نہ کسی نبی علیہ السلام کو۔ ہاں ان کا علم حضرت جبریل امین کے واسطے سے ہوگا تو اب حضور ﷺ کو حضرت جبریل امین پر فضیلت دینا محال ہے۔ حضرت جبریل امین، اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان واسطہ رہے تو یہ تمام سابقہ شرائع اور موجودہ شریعت کے عالم ہیں اور یہ شرائع ملائکہ اور ان کے احکام و ذمہ داریوں سے بھی آگاہ ہیں اور حضرت محمد ﷺ ان سے آگاہ نہیں۔

تو ثابت ہوا حضرت جبریل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ سے علم زیادہ رکھتے ہیں، اس ثبوت کے بعد لازم کہ جبریل امین آپ سے افضل ہوں، ارشادِ الٰہیہ ہے

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ ۲۳، الزمر ۹) کہہ دیجیے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں

سوال: ملائکہ کا بشر سے زیادہ علم والا ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے۔ دلیل یہ ہے کہ ملائکہ نے اس کا اعتراف کیا، حضرت آدم علیہ السلام ان سے علم زیادہ رکھتے ہیں، ارشادِ الٰہی ہے:

Scanned by CamScanner

بد مذہبوں سے میل جول

عبید غوث و خواجہ، رضا و کل اولیاء
محمد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو پی الہند
موبائل نمبر : ← 7860520899

مفتی محمد ابوالحسن قادری مصباحی

عبید غوث و خواجہ، رضا و کل اولیاء
محمد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو پی الہند
موبائل نمبر : ← 7860520899

المجمع المسعودی بہرائچ شریف یوپی

Scanned by CamScanner

وہابیہ پر غضبوں کی ترقیاں

۱۔ ان پر پہلا غضب ائمہ کے اقوال تھے، کہ دریا سے قطرہ عرض کئے ان پر تو یہیں تک تھا کہ یہ سب ائمہ دین، ان مخالفین دین کے مذہب پر معاذ اللہ کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں۔

۲۔ دوسرا غضب اس سے زیادہ آفت اس حدیث ابن عباس میں تھی کہ معاذ اللہ عبد اللہ ابن عباس، خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب بتا کر کافر قرار پاتے ہیں۔

۳۔ تیسرا غضب اس سے عظیم تر اشد آفت، مواہب شریف اور زرقانی کی عبارات میں تھی کہ نہ صرف عبد اللہ ابن عباس بلکہ عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایمان لا کر پر وہابیہ کے دھرم میں کافر ہوئے جاتے ہیں۔

۴۔ چوتھا غضب اس سے سخت تر ہولناک آفت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری حدیث میں تھی کہ سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نبی ہیں خود اپنے لئے علم غیب بتا کر معاذ اللہ (خاک بدہن وہابیہ) کافر ٹھہرتے ہیں۔[1]

۵۔ پانچواں غضب اس سے بھی انتہا درجہ کی حد سے گذری ہوئی آفت کہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اجماعاً، قطعاً، یقیناً، ایماناً، اللہ کے رسول و نبی اور اولوالعزم من الرسل سے ہیں وہابیہ کی تکفیر سے کہاں بچتے ہیں۔[2]

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان سے کہا کہ مجھے علم غیب ہے جو آپ کو نہیں اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر کچھ انکار نہ فرمایا۔ کیا اس پر ایک وہابی نہ کہے گا کہ افسوس ایک ناؤ کا تختہ توڑ دینے یا گرتی دیوار بے اجرت لئے سیدھی کر دینے پر وہ اعتراض کہ باوصف وعدہ صبر نہ ہو سکا اور وہابی شریعت کی رو سے مونہہ بھر کلمۂ کفر سنا اور شربت کا سا گھونٹ پی کر چپ رہے۔

خیر ان سب آفتوں کا وہابیہ کے پاس تین کہاوتوں سے علاج تھا۔

---

[1] وہابیہ کے نزدیک حضرت خضر کافر۔ نہی بلکہ بریلوی کے نزدیک کیو کہ انہوں نے اِنکار کیا ہے

[2] وہابیہ کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی کافر۔

Scanned by CamScanner

رسالت والوہیت میں گستاخی صحابہ وملائکہ کو سب وشتم کا نشانہ بنانے کے سبب کافر یا گمراہ ہیں مگر یہاں ہم وہابی دیوبندی مکتب فکر کے لوگوں کے افکار وعقائد کا جائزہ لیتے ہیں اور احادیث کی روشنی میں واضح کرتے ہیں کہ کہاں تک اسلام والے ہیں؟ اپنے دعویٔ حق میں کتنے سچے ہیں؟ پھر ان سے متعلق احکام اسلام بیان کرتے ہیں کیونکہ انھیں دونوں فرقوں سے عام طور پر مسلمان شب وروز اپنے دینی ودنیوی معاملات کرتے رہتے ہیں تو اہل حق وانصاف پر پوشیدہ نہیں کہ رب قدیر جل مجدہ تعالیٰ کو تمام عیوب ونقائص سے پاک اور منزہ ماننا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی اور عالم غیب اور تمام مخلوقات سے افضل وبرتر جاننا ماننا ضروریات دین سے ہے اس پر تمام علمائے حق وائمہ حل وعقد ودانشوران مذہب برحق کا اجماع ہے۔ جو مذکورہ باتوں میں سے کسی بھی بات کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

☆ اور وہابی، دیوبندی مکتب فکر کا عقیدہ ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور سارے برے بھلے کام کرسکتا ہے اور اگر نہ کرسکے تو اس کے لیے کوئی کمال نہیں۔ چنانچہ محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ ذات تعالیٰ شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی نوبت نہیں آسکتی لیکن افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ خرابی ہے تو انکے صدور میں ہے نفس مقدوریت میں اصلاً کوئی خرابی نہیں آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدرت ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے میں عموم قدرت علی الممکنات جو داخل کمال اور مسلمات اہلسنت میں سے ہے باطل ہوجائیگا

(جہد المقل ص ۴۱ مطبوعہ مکتبہ بلالی ساڈھورہ)

☆ مولوی اسماعیل دہلوی امام الطائفہ اپنے رسالہ یکروزی میں لکھتے ہیں۔

"پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بہ معنی مسطور باشد والا لازم آید کہ قدرت انسانی زائد از قدرت ربانی گردد۔ (یکروزی ص ۱۷ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

"حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول "......(سورۃ المؤمن : ۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو علم غیب حاصل ہے؟

(مسئلہ نمبر ۸۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب مانتے ہیں مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی فتوی صادر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

علم غیب دراصل غیر مشاہدات للناس کے جاننے کو کہتے ہیں جو عام آدمیوں کے علم میں نہ ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں (۱) علم غیب ذاتی (۲) علم غیب عطائی۔

(۱) علم غیب ذاتی کلی اس کو کہتے ہیں کہ تمام اشیاء مغیبات ہوں یا ظاہر ہوں، ان کو بغیر اعلام کے جاننا یہ صفت صرف اور صرف اللہ جل شانہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔

(۲) علم غیب عطائی وہ ہے جو بطور وحی یا کشف وکرامات والہام کے ذریعہ ہو جن حضرات کو علم غیب بذریعہ وحی وغیرہ حاصل ہوتا ہے وہ حضرات انبیاء کرام ہیں اور جن حضرات کو علم غیب بذریعہ کشف والہام حاصل ہو وہ حضرات اولیاء کرام ہیں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوقات میں سب سے زیادہ علم عطاء کیا گیا مگر اللہ تعالیٰ کے علم کے مساوی یعنی ہر وقت ہر چیز کا ہر جگہ پر علم نہیں رکھتے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

"وبالجملة فالعلم بالغيب امر تفرد به سبحانه ولا سبيل للعباد اليه الا باعلام منه والهام بطريق المعجزة او الكرامة او الارشاد الى الاستدلال بالامارات فيما يمكن فيه ذلك "......(شرح الفقه الاكبر : ۱۵۱)

"ثم اعلم ان الانبياء عليهم الصلاة والسلام لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ماعلمهم الله تعالى احيانا"......(شرح الفقه الاكبر : ۱۵۱)

"لو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير"......(سورة اعراف : ۱۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جلد اوّل

ارشاد المفتین

ولی کامل فقیہ العصر مفتی اعظم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اقدس

حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان نور اللہ مرقدہ
بانی جامعۃ الحمید لاہور

مکتبۃ الحسن

ذاتی آپ کا کوئی ثابت کرے۔ (محمد سرفراز خاں صفدر، عبارات اکابر ص ۱۸۰۔۱۸۱)

لیجئے جناب! اب ہم نے آپ کی اعتماد کردہ اور نقل کردہ عبارت سے ذاتی اور عطائی کی تقسیم ثابت کردی ہے۔

عدم توجہ، عدم علم کو مستلزم نہیں

اور علم کے باوجود توجہ نہ ہونے کے بارے میں خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں:

ہاں کسی جزوی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہ فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان پیدا نہیں کرسکتا۔

(خلیل احمد انبیٹھوی المہند علی المفند جمع رسائل، ص ۲۳۹)

یہی عبارت بعینہٖ مخالف مذکور نے بھی "عبارات اکابر" ص ۱۸۸ پر نقل کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ مخالف مذکور نے بڑے طنطنہ سے یہ کہا تھا کہ ذاتی اور عطائی کی تقسیم باطل ہے اور ہم نے ان کو اور ان کے اکابر کے قلم سے اسی تقسیم کو ثابت کردیا ہے۔ وللہ الحمد ؎

نگاہ شوخ کی کوتاہیوں کو کیا کہا جائے
کہ اپنی جنبش پیہم کے افسانے نہیں دیکھے

یہاں تک ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تدریجی، نبوت سے پہلے غیب کا علم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر علم غیب کا اطلاق ذاتی اور عطائی کا ثبوت بیان کیا ہے۔ اب ہم آپ کے سامنے علم کے بارے میں اہل سنت کا مسلک، اس پر دلائل اور علماء اسلام کی عبارات پیش کریں گے۔ گفتگو لمبی ضروری ہو جائے گی مگر کیا کریں کہ ؎

تمہارے ہی فریب حسن کا میں زخم خوردہ ہوں
تمہیں ہر حال میں سننی پڑے گی داستاں میری

علم کلی کے بارے میں اہل سنت کا مسلک

اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کے ہر ذرہ کا علم تفصیلی عطا فرمایا ہے۔ لیکن یہ عقیدہ قطعی نہیں ہے کہ اس کا منکر کافر ہو۔ بعض علماء اسلام نے حضور کے لئے کائنات کا علم تفصیلی نہیں مانا۔ بعض نے روح کے علم میں اختلاف کیا۔ بعض نے امور

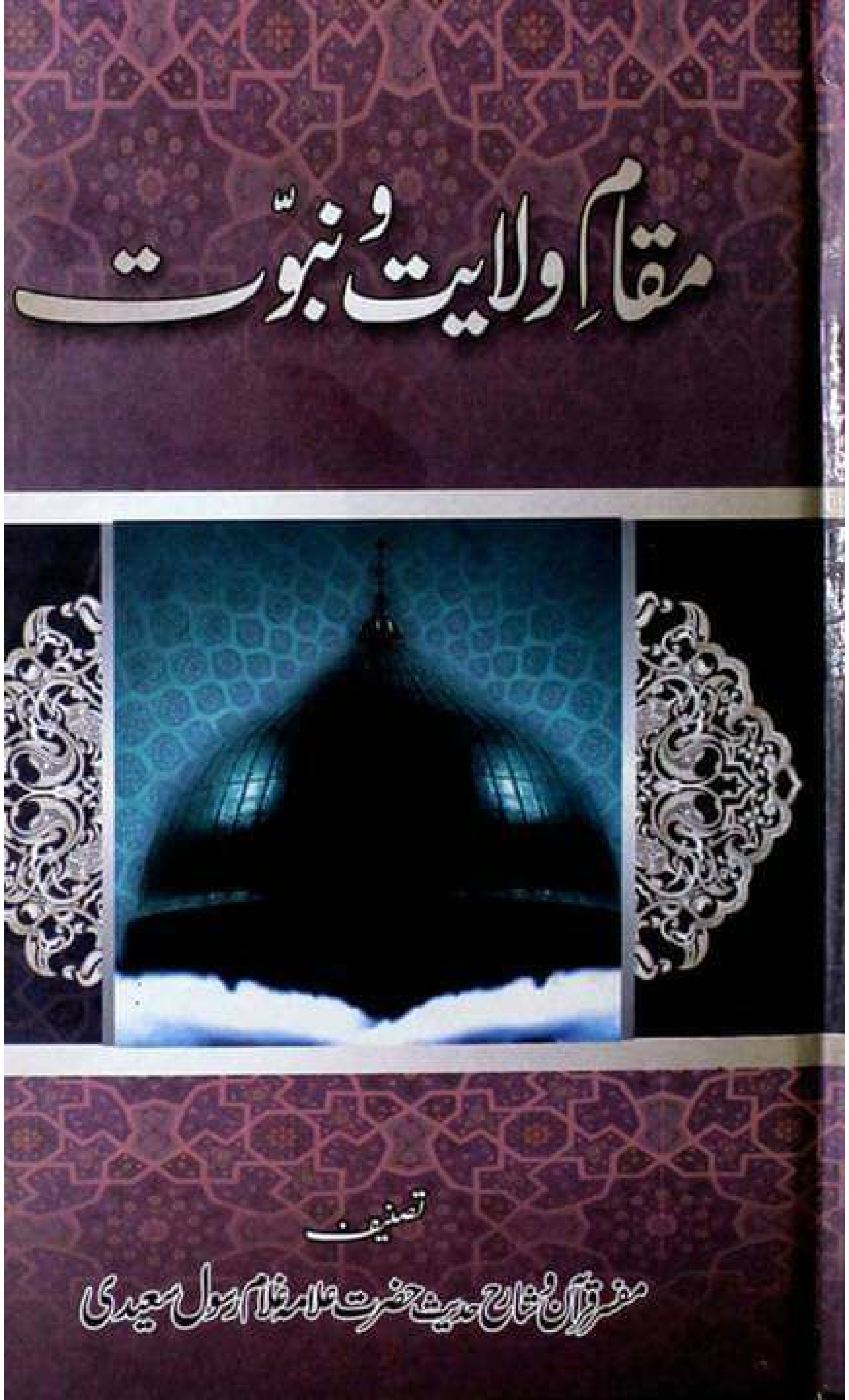

اللہ ﷺ نے یہ تمام واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیان فرمائے ہیں اور علماء اسلام نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اولین اور آخرین کا علم عطا فرمایا ہے اور کلی غیب پر مطلع کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے اس علم کے ثابت کرنے کو مخالف مذکور کفر قرار دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

خان صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ روز ازل (اول وضاحت از مصنف) سے روز آخر تک کی تمام اشیاء اور ہر ذرہ ذرہ کا تفصیلی علم آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے ایک نرا کفریہ دعویٰ ہے۔

(محمد سرفراز خاں صفدر، اتمام البرہان ص ۳۶)

مخالف مذکور نے حضور کے لئے علم "ماکان و مایکون" (جو ہو چکا اور جو ہوگا کا علم) ثابت کرنے کو بھی کفر لکھا ہے۔ اب ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ علم "ماکان و مایکون" کا اصل مصدر کیا ہے اور مستند علماء اسلام میں سے کن کن حضرات نے حضور ﷺ کے لئے "ماکان و مایکون" کا علم ثابت کیا ہے؟

اس سے بیشتر کہ ہم علم "ماکان و مایکون" کا بیان کریں ایک بار پھر یہ تصریح کر دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے علم کلی، کلی غیب یا "ماکان و مایکون" ماننا فرض ہے، نہ واجب، نہ اس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔ اس مسئلہ میں بعض علماء نے نیک نیتی سے اختلاف بھی کیا ہے۔ لیکن صحیح بات یہی ہے کہ حضور ﷺ کے لئے یہ علم ثابت ہے اور یہی آپ کی شان کے لائق ہے۔

علم "ماکان و مایکون"

علم "ماکان و مایکون" پر درج ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ وَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی

ابو زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور خطبہ دیا۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا پھر منبر سے اترے ظہر پڑھائی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور

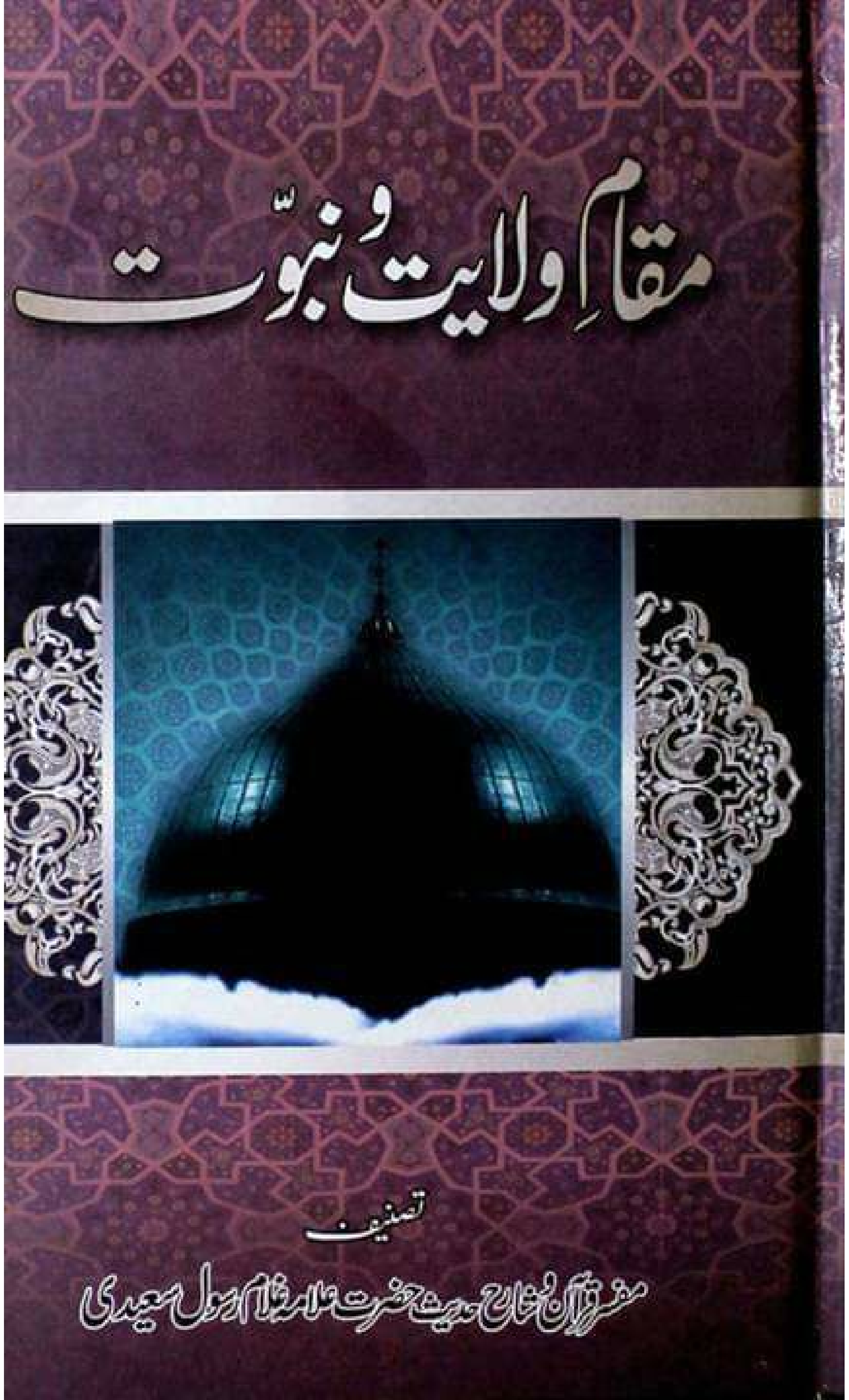

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ – ٣٦٠هـ

حققه وخرج أحاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء الرابع والعشرون

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت : ٨٦٤٢٤٠

٠٠٠٠٠ (١٤٧) حدثنا عبيد ثنا أبو بكر عن عبدالله بن ادريس عن ليث عن حدمر مولى لبني عبس عن مولى لزينب بنت جحش يقال له أبو القاسم عن زينب بنت جحش قالت : تقيل النبي صلى الله عليه وسلم في بيتي اذ أقبل الحسين وهو غلام حتى جلس على بطن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ثم وضع ذكره في سرته ، قالت : فقمت اليه فقال : « ائتيني بماء » فأتيته بماء فصبه عليه ثم قال : « يغسل من الجارية ويصب عليه من الغلام » .

٠٠٠٠ – زينب بنت خزيمة الهلالية
وهي أم المساكين

٠٠٠٠٠ (١٤٨) حدثنا أبو أسامة عبدالله بن محمد بن أبي أسامة الحلبي ثنا حجاج بن أبي منيع الرصافي ثنا جدي عبيدالله بن زياد عن الزهري قال : تزوج رسول الله صلى الله عليه وسلم زينب بنت خزيمة وهي أم المساكين ، سميت لكثرة اطعامها المساكين ، وهي من بني هلال بن عامر بن صعصعة ، وتوفيت ورسول الله صلى الله عليه وسلم حي ، لم تلبث معه الا يسيرا .

شعيب اكرام حياتی مرادآبادی

٠٠٠٠٠ (١٤٩) حدثنا عمرو بن اسحاق بن ابراهيم بن العلاء الحمصي

---

١٤٧ – أنظر (١٤١) المتقدم وفي هذا الاسناد حدمر غير أبي القاسم وهو الذي ذكره ابن أبي حاتم في الجرح والتعديل (١/١/٣١٧–٣١٨) حيث قال : روى عن أبي القاسم مولى زينب ، روى عنه ليث بن أبي سليم ، سمعت أبي يقول ذلك .
وقال (٤/٢/٤٢٦) أبو القاسم مولى زينب بنت جحش روى عن زينب بنت جحش روى عنه حدمر ، سمعت أبي يقول ذلك .

١٤٨ – قال في المجمع (٩/٢٤٨) ورجاله ثقات .

١٤٩ – ورواه أبو داود (٤٠٥٣) واسناده ضعيف لضعف محمد بن اسماعيل بن عياش .

الكشاف

عن

حقائق التنزيل وعيون الأقاويل

في

وجوه التأويل

تأليف

أبي القاسم جار الله محمود بن عمر الزمخشري الخوارزمي

٤٦٧ - ٥٣٨

المجلد الأول

دار الفكر

بيروت ص. ب ٧٠٦١

جعلته صلة وإن جعلته حالا ؟ قلت : إن جعلته صلة كان بمعنى الغائب إما تسمية بالمصدر من قولك غاب الشىء غيبا كما سمى الشاهد بالشهادة ، قال الله تعالى ـ عالم الغيب والشهادة ـ والعرب تسمى المطمئن من الأرض غيبا ، وعن النضر بن شميل : شربت الإبل حتى وارت غيوب كلاها يريد بالغيب الخمصة التى تكون فى موضع الكلية إذا بطنت الدابة انتفخت . وإما أن يكون فيعلا فخفف كما قيل قيل وأصله قيل ، والمراد به الخفى الذى لاينفذ فيه ابتداء إلا علم اللطيف الخبير ، وإنما نعلم منه نحن ما أعلمناه أو نصب لنا دليلا عليه ، ولهذا لايجوز أن يطلق فيقال فلان يعلم الغيب ، وذلك نحو الصانع وصفاته والنبوات وما يتعلق بها والبعث والنشور والحساب والوعد والوعيد وغير ذلك ، وإن جعلته حالا كان بمعنى الغيبة والخفاء . فإن قلت : ما الإيمان الصحيح ؟

هل يتحد فيها أو يختلف (قوله تسمى المطمئن من الأرض) يروى بفتح الهمزة على أنه مكان وبكسرها على أنه صفة والتذكير باعتبار الموضع (قوله الخمصة) أراد بها الحفرة فى موضع الكلية وأصلها الجوعة (قوله وإما أن يكون) أى لأن يكون عطف على إما تسمية على معنى أن الغيب إذا جعل بمعنى الغائب ، فإما لتسمية الفاعل بالمصدر وإما لكونه فيعلا بمعنى الفاعل (قوله والمراد منه) أى من الغيب بمعنى الغائب سواء كان مصدرا أو مخففا من فيعل (قوله ما أعلمناه) بفتح الميم : أى جعلنا اللطيف الخبير عالمين به وهو إشارة إلى الدليل السمعى ، كما أن قوله أو نصب لنا دليلا إشارة إلى الدليل العقلى . وقد يقال : أراد بالأول مانص عليه نفسه ، وبالثانى مانصب عليه دليلا عقليا أو سمعيا يتوصل منه إليه (قوله ولهذا) أى ولأن المراد بالغيب ماذكر وإنما لم يجز الإطلاق فى غيره تعالى لأنه يتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فيكون تناقضا . وأما إذا قيد وقيل أعلمه الله تعالى الغيب أو أطلعه عليه فلا محذور فيه (قوله وذلك) أى وذلك الخفى (قوله وما يتعلق بها) أى بالنبوت كأحوال المعجزات فهو مع ماقبله مثال لما نصب لنا عليه دليلا عقليا ، وما بعده مثال لما أعلمناه بدليل نقلى ، وقد فسر مايتعلق بالنبوات بالشرائع والأحكام فيتعلق بما بعده . والأولى أن يفسر بهما معا ويترك التخصيص فى الأمثلة فإن بعض الصفات قد تعلم بالسمع فقط (قوله وغير ذلك) أى من الصراط وتطاير الكتب والميزان ونظائرها (قوله وإن جعلته حالا) قيل الفرق بين جعله صلة وجعله حالا أن الإيمان على الأول إما مضمن فيه معنى الاعتراف أو مجاز عن الوثوق والغيبة فى المعنى صفة للمؤمن به : أى يؤمنون بماهو غائب عنهم ، وعلى الثانى بمعنى التصديق بلا تضمين ، والغيبة فى المعنى صفة للمؤمن والمؤمن به محذوف للتعميم : أى يؤمنون حال الغيبة كما يؤمنون فى الحضور لا كالذين نافقوا (قوله ما الإيمان) سؤال عن الإيمان الشرعى إذ قد فرغ من بيان معناه اللغوى ولذلك قيده بالصحيح : أى المعتبر شرعا

قال محمود رحمه الله تعالى (إن قلت : مامعنى الإيمان الصحيح الخ) قال أحمد رحمه الله : يعنى بالفاسق غير مؤمن ولا كافر ، وهذا من الأسماء التى سماها القدرية وما أنزل الله بها من سلطان ، ومعتقد أهل السنة أن الموحد
لله الذى لاخلل فى عقيدته مؤمن وإن ارتكب الكبائر ، وهذا الصحيح لغة وشرعا . أما لغة فإن الإيمان هو التصديق وهو مصدق . وأما شرعا فأقرب شاهد عليه هذه الآية ...
الإيمان معقول بدونه ...

تفسير الخازن
لباب التأويل في معاني التنزيل
علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم البغدادي الشهير بالخازن المتوفى سنة ٧٢٥ هـ
ضبطه وصححه عبد السلام محمد علي شاهين
دار الكتب العلمية

على الإيمان وقيل نزلت في عكرمة بن أبي جهل وذلك أنه هرب عام الفتح إلى البحر فجاءهم ريح عاصف فقال عكرمة: لئن أنجانا الله من هذا لأرجعن إلى محمد ﷺ ولأضعن يدي في يده فسكنت الريح فرجع عكرمة إلى مكة وأسلم وحسن إسلامه ومنهم من لم يوف بما عاهد وهو المراد بقوله تعالى ﴿وما يجحد بآياتنا إلا كل ختار﴾ يعني غدار ﴿كفور﴾ يعني جحود لأنعمنا عليه. قوله تعالى:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ (٣٣) إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (٣٤)﴾

﴿يا أيها الناس اتقوا ربكم﴾ يعني خافوا ربكم ﴿واخشوا﴾ يعني وخافوا ﴿يوماً لا يجزي﴾ يعني لا يقضي ولا يغني ﴿والد عن ولده ولا مولود هو جاز عن والده شيئاً﴾ قيل معنى الآية إن الله ذكر شخصين في غاية الشفقة والمحبة وهما الوالد والولد فنبه بالأعلى على الأدنى وبالأدنى على الأعلى فالوالد يجزي عن ولده لكمال شفقته عليه والولد يجزي عن والده لما له من حق التربية وغيرها فإذا كان يوم القيامة فكل إنسان يقول نفسي ولا يهتم بقريب ولا بعيد كما قال ابن عباس كل امرىء تهمه نفسه ﴿إن وعد الله حق﴾ قيل إنه تحقيق اليوم معناه اخشوا يوماً هذا شأنه وهو كائن لوعد الله به ووعده حق وقيل الآية تحقيق بعدم الجزاء يعني لا يجزي والد عن ولده في ذلك اليوم والقول الأول أحسن وأظهر ﴿فلا تغرنكم الحياة الدنيا﴾ يعني لأنها فانية ﴿ولا يغرنكم بالله الغرور﴾ يعني الشيطان. قال سعيد بن جبير يعمل بالمعاصي ويتمنى المغفرة. قوله تعالى ﴿إن الله عنده علم الساعة﴾ الآية نزلت في الحارث بن عمرو بن حارثة بن حفصة من أهل البادية أتى النبي ﷺ فسأله عن الساعة ووقتها وقال إن أرضنا أجدبت فقل لي متى ينزل الغيث وتركت امرأتي حبلى فمتى تلد ولقد علمت أين ولدت فبأي أرض أموت فأنزل الله هذه الآية (ق) عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: «مفاتيح الغيب خمس إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس بأي أرض تموت إن الله عليم خبير» ومعنى الآية إن الله عنده علم الساعة فلا يدري أحد من الناس متى تقوم الساعة في أي سنة أو أي شهر أو أي يوم ليلاً أو نهاراً ﴿وينزل الغيث﴾ فلا يعلم أحد متى ينزل الغيث ليلا أو نهارا إلا الله ﴿ويعلم ما في الأرحام﴾ أذكر أم أنثى أحمر أم أسود تام الخلقة أم ناقص ﴿وما تدري نفس ماذا تكسب غداً﴾ من خير أو شر ﴿وما تدري نفس بأي أرض تموت﴾ يعني ليس أحد من الناس يعلم أين مضجعه من الأرض في بر أو بحر في سهل أو جبل ﴿إن الله عليم﴾ يعني بهذه الأشياء وبغيرها ﴿خبير﴾ أي ببواطن الأشياء كلها ليس علمه محيطاً بالظاهر فقط بل علمه محيط بالظاهر والباطن قال ابن عباس: هذه الخمسة لا يعلمها ملك مقرب ولا نبي مصطفى فمن ادعى أنه يعلم شيئاً من هذه فإنه كفر بالقرآن لأنه خالفه والله تعالى أعلم بمراده وأسرار كتابه.

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ
(٢٩) ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ
وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ (٣٠) أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ
اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ
(٣١) وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ
فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ
كَفُورٍ (٣٢) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا
لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا
إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ
بِاللَّهِ الْغَرُورُ (٣٣) إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ
وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ
غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (٣٤)

سورة السجدة

عليه.

٣٢ - وإذا علاهم وغطاهم موج كالظلال التي تُظل من تحتها، من جبال وسحاب وغيرها، تضرعوا إلى الله ودعوا الله خاشعين متضرعين، فلما نجّاهم إلى البر، صاروا قسمين: قسم يوفي ما عاهد الله عليه في البحر، من إخلاص الدين، وقسم خائن لا يوفي بالعهد، وما يكفر بآياتنا إلا كل غدّار ناقض للعهد، جحود لنعم الله عليه.

٣٣ - يا أيها الناس اتقوا ربكم بامتثال أوامره واجتناب نواهيه، واحذروا يوماً هو يوم القيامة، لا يجزي أو لا يغني كل من الولد والوالد الآخر، إن وعد الله بالبعث والحساب والجزاء حق لا شك فيه، فلا تخدعنكم الحياة الدنيا بزينتها وزخارفها، فتبعدكم عن الآخرة، ولا يخدعنكم الشيطان بوسواسه، فيصرفكم عن الإيمان.

٣٤ - إن الله عنده علم وقت القيامة، فلا يعلمها أحد غيره، وينزّل المطر في زمان ومكان معينين، ويعلم أوصاف الأجنة في الأرحام من صلاح وفساد وذكورة وأنوثة ونحو ذلك من غير واسطة ولا تجربة، وما تعلم نفس ما تكسب غداً (أي في المستقبل) من خير أو شر، وما تدري نفس في أي مكان من الأرض تموت، إن الله واسع العلم بكل الأمور، مطلع على كل الأشياء ظاهرها وباطنها. والكسب هنا: كل ما يحصل للإنسان مما له أو عليه، من خير أو شر. نزلت في بدوي هو الحارث بن عمرو، حينما طلب من النبي إخباره عما تلد امرأته الحامل، وعن وقت نزول الغيث، وعن وقت موته، فأنزل الله هذه الآية في مفاتيح الغيب الخمسة.

Ufone 86% 6:03 pm

علمائے حنفیہ کا نبی ﷺ کا علم غیب ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ

ابن الہمام الحنفی لکھتے ہیں: فقہا حنفیہ نے صریحاً تکفیر کی ہے اس شخص کی جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی ﷺ علم غیب جانتے تھے کیونکہ اللہ فرماتا ہے: قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ ۔۔ (كتاب المسامرة للكمال بن أبي شريف بشرح المسايرة للعلامة الكمال بن الهمام- صفحہ202)۔

كتاب المسامرة
للكمال بن أبي شريف بشرح المسايرة للعلامة
الكمال بن الهمام في علم الكلام
رحمهم الله
م
وعلى المسايرة أيضا حاشية للشيخ زين الدين قاسم الحنفي وضعناها في
صلب الصحيفة عقب المسامرة مفصولا بينهما بجدول
وجعلنا التعقيبة للكتاب الاول

(تنبيـــــه)

كل من أراد هذا الكتاب من خارج القطر فليخابر الشيخ فرج الله زكي
الكردي بالجامع الازهر الشريف بمصر
ومحل بيعه بمصر عند شكر الله أفندي بجوار أجزخانة اكولاب بالموسكي

(حقوق الطبع محفوظة للملتزم)

(الطبعة الاولى)
بالمطبعة الكبرى الاميرية ببولاق مصر المحمية
سنة ١٣١٧
هجريه
(بالقسم الادبي)

علم بعض المسائل لعدم الخطور) أي خطور تلك المسائل بالهم (فأما اذا خطرت) لهم (فلا بد من علمهم بها) أي بأحكامها (واصابتهم فيها ان اجتهدوا) بناء على الراجح ان للانبياء أن يجتهدوا مطلقا وعليه الاكثر أو بعد انتظار الوحي وعليه الحنفية واختاره المصنف في التحرير فاذا اجتهدوا فلا بد من اصابتهم (ابتداء أو انتهاء) لان من قال كل مجتهد مصيب أو منع الخطأ في اجتهاد الانبياء خاصة فهم مصيبون عنده ابتداء ومن جوز الخطأ في اجتهادهم قال لا يقرون عليه بل ينبهون فهم مصيبون عنده إما ابتداء حيث لم يتقدم خطأ وإما انتهاء حيث نبهوا على الصواب فرجعوا اليه (وكذا علم المغيبات) أي وكعدم علم بعض المسائل عدم علم المغيبات فلا يعلم النبي منها (الا ما أعلمه الله تعالى به أحيانا وذكر الحنفية) في فروعهم (تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبي يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله) والله أعلم ﷺ (الاصل العاشر) في اثبات نبوة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم (نشهد أن محمدا رسول الله أرسله الى الخلق أجمعين) بالهدى ودين الحق (خاتم النبيين وناسخا لما قبله من الشرائع) والخلق بمعنى المخلوقين لان ارساله الى من يعقل من الانس والجن قال بعض العلماء والى الملائكة نقل ذلك الشيخ الامام أبو الحسن السبكي وصرح الامام الرازي في تفسير قوله تعالى تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا بعدم دخول الملائكة في عموم من بعث

وهذا معنى قول القاضي البيضاوي وقوله هذا ربي على سبيل الفرض فان المستدل على فساد قول يحكيه على ما يقوله الخصم ثم يكر عليه بالافساد وبهذا يجاب عن قول صاحب الامالي قوله لا أحب الآفلين مشكل غاية الاشكال لان الدال على عدم الالهية الكوكب ان كان التغير فقد وجد قبل الافول ولا معنى لاختصاصه به وان كان الغيبة عن البصر فيلزم في حق الله تعالى وان كان كونه انتقل من كمال وهو العلو الى نقصان فقد كان ناقصا عند الاشراق وأيضا فلانه معلوم له قبل الافول أنه يأفل والله

صلى

مسعود: كلُّ شيءٍ أوتي نبيُّكم ﷺ غير خمس: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ﴾.. الآية إلى آخرها(١). وقال ابن عباس: هذه الخمسة لا يعلمُها إلا الله تعالى، ولا يعلمُها مَلَكٌ مُقرَّبٌ ولا نبيٌّ مرسل(٢). فمنِ ادَّعى أنه يعلم شيئاً من هذه فقد كفر بالقرآن؛ لأنه خالفه. ثم إنَّ الأنبياء يعلمون كثيراً من الغيب بتعريف الله تعالى إيَّاهم. والمرادُ إبطالُ
كونِ الكَهنة والمنجِّمين ومن يستسقي … ، وقد يُعرَفُ بطول التجارب أشياءُ من
ذكورة الحمل وأنوثته إلى غير ذلك … في الأنعام(٣). وقد تختلف
التجربةُ وتنكسر العادة ويبقى ال… دياً كان يحسب
حساب النجوم، فقال لابن عبا… عشرة
أيام، وأنت لا تموتُ حتى …
موتُكَ يا يهودِيُّ؟ فقال: …
أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ فرجعَ ابـ…
اليهوديُّ قبل الحـ…
الحديث: هذا أ…
البادية اسمُه …
فأخبرني ما … بلى
فأخبرني … وُلدتُ
متى تـ… وأخبرني
المَـ… . وروى أبو
… الى قَبْضَ رُوحِ
… الله ﷺ: ﴿إِنَّ الله

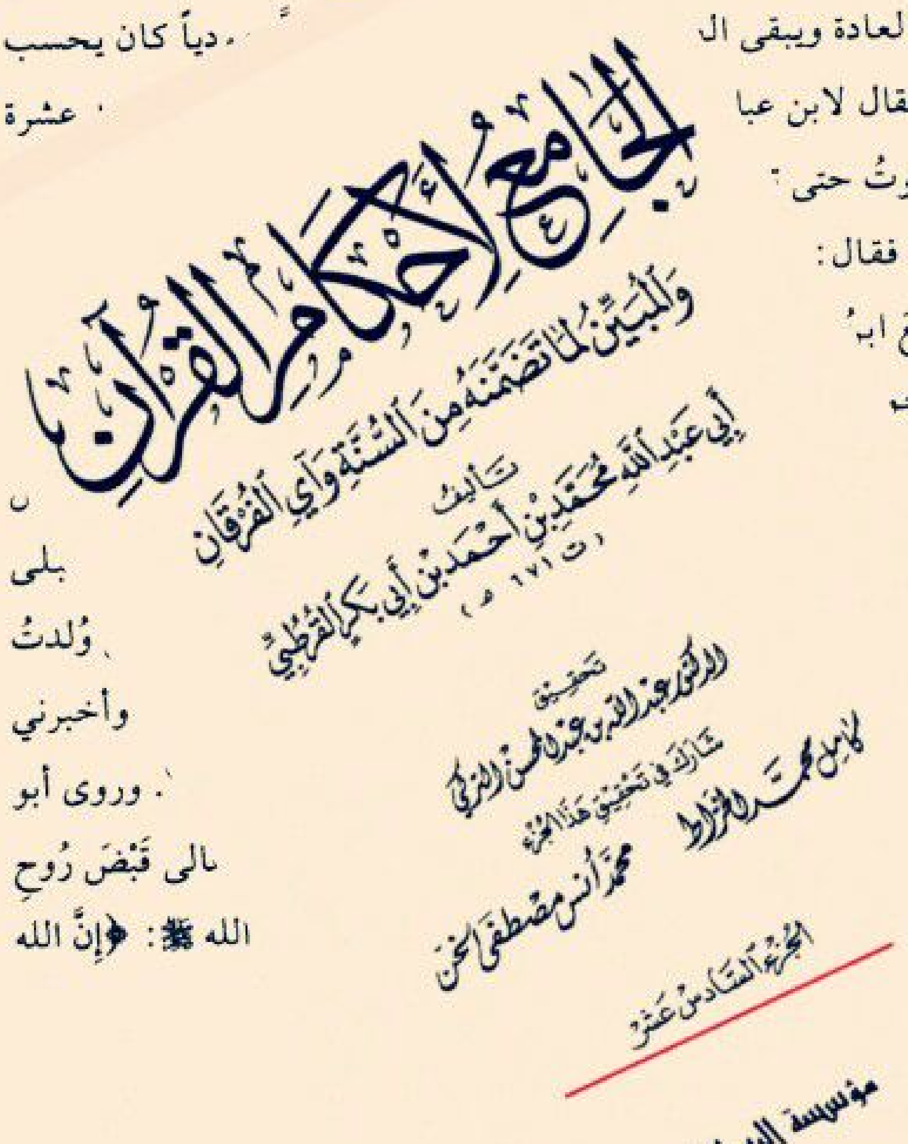
الجامع لأحكام القرآن
والمبيِّن لما تضمَّنه من السُّنَّة وآي الفرقان
تأليف
أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي
(ت ٦٧١ هـ)
تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي
شارك في تحقيق هذا الجزء
كامل محمد الخراط
محمد أنس مصطفى الخن
الجزء السادس عشر
مؤسسة الرسالة

(٢) زاد …
(٣) ٨/٤٠٢ - ٤٠٦.
(٤) في النكت والعيون ٤/٣٥١.

لا يترك العهد ﴿إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ﴾ يعني غدار بالعهد نقاض له كفور لنعمه وقال العتبي: الختر أقبح الغدر كفور على ميزان فعول وإنما يذكر هذا اللفظ إذا صار عادة له وقد ذكر الكافر بأقبح خصلتين فيه كما ذكر المؤمن بأحسن خصلتين فيه وهو قوله (صَبَّارٍ شَكُورٍ).

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمْ وَٱخْشَوْاْ يَوْمًا لَّا يَجْزِى وَالِدٌ عَن وَلَدِهِۦ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِۦ شَيْـًٔا إِنَّ وَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ ٱلْحَيَوٰةُ ٱلدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِٱللَّهِ ٱلْغَرُورُ ﴿٣٣﴾ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِى نَفْسٌۢ بِأَىِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌۢ ﴿٣٤﴾﴾

قوله عز وجل: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ﴾ يعني وحدوه وأطيعوه ﴿وَاخْشَوْا﴾ يعني واخشوا عذاب يوم ﴿يَوْماً لا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ﴾ يعني لا يغني والد عن ولده شيئاً ولا ينفع والد عن ولده ويقال: لا يقضي والد عن ولده ما عليه ﴿وَلا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئاً﴾ يعني لا يقدر الولد أن ينفع والده شيئاً وهذا في الكفار خاصة وأما المؤمن فإنه ينفع كما قال في آية أخرى: (أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ) ثم قال: ﴿إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ﴾ يعني البعث بعد الموت كائن ولا خلف فيه ﴿فَلا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا﴾ يعني لا يغرنكم ما في الدنيا من زينتها وزهوتها فتركنوا إليها وتطمئنوا بها وتتركوا الآخرة والعمل لها ﴿وَلا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ﴾ يعني لا يغرنكم الشيطان عن طاعة الله عز وجل ويقال: كل مضل هو شيطان وقال أهل اللغة: الغرور بنصب الغين هو الشيطان وبالضم أباطيل الدنيا قوله عز وجل: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ قال مقاتل: نزلت في رجل يقال له: الوليد بن عمرو من أهل البادية أتى النبي - صلى الله عليه وسلم - فقال: إن أرضنا أجدبت فمتى ينزل الغيث؟ وتركت امرأتي حبلى فماذا تلد؟ وقد علمت بأي أرض ولدت فبأي أرض أموت؟ وقد علمت ما عملت اليوم فماذا أنا عامل غداً؟ ومتى الساعة؟ فنزل: (إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ)[1] يعني علم القيامة لا يعلمه غيره ﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ يعني وهو الذي ينزل الغيث متى شاء ﴿وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ من ذكر وأنثى ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَداً وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ في سهل أو جبل وروي عن ابن عمر عن النبي - صلى الله عليه وسلم - أنه قال: مفاتيح الغيب خمس لا يعلمها إلا الله فقرأ إن الله عنده علم الساعة الآية[2] وقال ابن مسعود كل شيء أوتي نبيكم إلا مفاتيح الغيب الخمس إن الله عنده علم الساعة[3] إلى آخر السورة وقالت عائشة رضي الله عنها: من حدثكم بأنه يعلم ما في غد فقد كذب ثم قرأت (وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَداً وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ) يعني بأي مكان تموت وبأي قدم تؤخذ وبأي نفس ينقضي أجله وروى شهر بن حوشب قال: دخل ملك الموت على سليمان بن داود - عليه السلام - فقال رجل من جلسائه لسليمان: من هذا؟ فقال: ملك الموت فقال: لقد رأيته ينظر إلي كأنه يريدني فأريد أن تحملني على الريح حتى تلقيني بالهند ففعل ثم أتى ملك الموت إلى سليمان فسأله عن نظره ذلك فقال: إني كنت أعجب أني كنت أمرت أقبض روحه في أرض الهند في آخر النهار وهو عندك ثم قال تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ يعني بهذه الأشياء التي ذكرها.

---

(١) انظر تفسير القرطبي ١٤ / ٥٥ ونسبه للقشيري والماوردي.

(٢) أخرجه البخاري ٨ / ٢٩١ كتاب التفسير باب (وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو).

(٣) ذكره السيوطي في الدر المنثور ٥ / ١٦٩ وعزاه لأحمد وأبي يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن مردويه عن ابن مسعود.

[١٧٥٦٦] عن قتادة رضي الله عنه في قوله: ﴿إن الله عنده علم الساعة﴾ قال: خمس من الغيب استأثر بهن الله فلم يطلع عليهن ملكاً مقرباً، ولا نبياً مرسلاً ﴿إن الله عنده علم الساعة﴾ فلا يدري احد من الناس متى تقوم الساعة في أي سنة ولا في أي شهر أليلاً أم نهاراً ﴿وينزل الغيث﴾ فلا يعلم أحد متى ينزل الغيث، أليلاً أم نهاراً ﴿ويعلم مافي الأرحام﴾ فلا يعلم أحد مافي الارحام أذكر أم أنثى، أحمر أو أسود ﴿وماتدري نفس ماذا تكسب غداً﴾ أخير أم شراً ﴿وماتدري نفس بأي ارض تموت﴾ ليس احد من الناس يدري أين مضجعه من الأرض، أفي بحر أم بر في سهل أم في جبل.(١)

[١٧٥٦٧] عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم «مفاتيح الغيب خمس لا يعلمهن الا الله لا يعلم مافي غد الا الله ولا متى تقوم الساعة الا الله ولا يعلم مافي الارحام الا الله ولا متى ينزل الغيث إلا الله وماتدري نفس بأي أرض تموت إلا الله».(٢)

[١٧٥٦٨] عن ابى هريرة رضي الله عنه ان رجلاً قال: «يارسول الله متى الساعة؟ قال: ما المسؤول عنه بأعلم من السائل، ولكن سأحدثكم بأشراطها: اذا ولدت الأمة ربتها فذاك من أشراطها واذا كانت الحفاة العراة رعاة رؤوس الناس فذاك من أشراطها، وإذا تطاول رعاء الغنم في البنيان فذاك من أشراطها في خمس من الغيب لا يعلمهن إلا الله، ثم تلا ﴿إن الله عنده علم الساعة، وينزل الغيث﴾ إلى آخر الآية.(٣)

تفسير القرآن العظيم
مسنداً
عن رسول الله ﷺ والصحابة والتابعين
تأليف
الإمام الحافظ عبد الرحمن بن محمد ابن إدريس الرازي ابن أبي حاتم
المتوفى سنة ٣٢٧هـ
تحقيق
أسعد محمد الطيب
المجلد الأول
إعداد مركز الدراسات والبحوث بمكتبة نزار الباز
مكتبة نزار مصطفى الباز
مكة المكرمة - الرياض

الساعة الآية، وصرح بعضهم باستئثار الله تعالى بهن، أخرج ابن جرير، وابن أبي حاتم، عن قتادة أنه قال في الآية: خمس

روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

من الغيب استأثر الله تعالى بهن فلم يطلع عليهن ملكاً مقرباً ولا نبياً مرسلاً إن الله عنده علم الساعة ولا يدري أحد من الناس متى تقوم الساعة في أي سنة ولا في أي شهر أليلاً أم نهاراً وينزل الغيث فلا يعلم أحد متى ينزل الغيث أليلاً أم نهاراً ويعلم ما في الأرحام فلا يعلم أحد ما في الأرحام أذكراً أم أنثى أحمر أو أسود وما تدري نفس ماذا تكسب غداً أخيراً أم شراً وما تدري بأي أرض تموت ليس أحد من الناس يدري أين مضجعه من الأرض أفي بحر أم في بر في سهل أم في جبل، والذي ينبغي أن يعلم أن كل غيب لا يعلمه إلا الله عز وجل وليست المغيبات محصورة بهذه الخمس وإنما خصت بالذكر لوقوع السؤال عنها أو لأنها كثيراً ما تشتاق النفوس إلى العلم بها، وقال القسطلاني: ذكر ﷺ خمساً وإن كان الغيب لا يتناهى لأن العدد لا ينفي زائداً عليه ولأن هذه الخمسة هي التي كانوا يدعون علمها انتهى، وفي التعليل الأخير نظر لا يخفى وأنه يجوز أن يطلع الله تعالى بعض أصفيائه على إحدى هذه الخمس ويرزقه عز وجل العلم بذلك في الجملة وعلمها الخاص به جل وعلا ما كان على وجه الإحاطة والشمول لأحوال كل منها وتفصيله على الوجه الأتم، وفي شرح المناوي الكبير للجامع الصغير في الكلام على حديث بريدة السابق خمس لا يعلمهن إلا الله على وجه الإحاطة والشمول كلياً وجزئياً فلا ينافيه إطلاع الله تعالى بعض خواصه على بعض المغيبات حتى من هذه الخمس لأنها جزئيات معدودة، وإنكار المعتزلة لذلك مكابرة انتهى. ويعلم مما ذكرنا وجه الجمع بين الأخبار الدالة على استئثار الله تعالى بعلم ذلك وبين ما يدل على خلافه كبعض إخباراته عليه الصلاة والسلام بالمغيبات التي هي من هذا القبيل يعلم ذلك من راجع نحو الشفاء والمواهب اللدنية مما ذكر فيه معجزاته ﷺ وأخباره عليه الصلاة والسلام بالمغيبات، وذكر القسطلاني أنه عز وجل إذا أمر بالغيث وسوقه إلى ما شاء من الأماكن علمته الملائكة الموكلون به ومن شاء سبحانه من خلقه عز وجل وإذا أراد تبارك تعالى خلق شخص في رحم يعلم سبحانه الملك الموكل بالرحم بما يريد جل وعلا كما يدل عليه ما أخرجه البخاري عن أنس بن مالك عن النبي ﷺ قال: «إن الله تعالى وكل بالرحم ملكاً يقول: يا رب نطفة يا رب علقة يا رب مضغة فإذا أراد الله تعالى أن يقضي خلقه قال: أذكر أم أنثى شقي أم سعيد فما الرزق والأجل؟ فيكتب في بطن أمه فحينئذ يعلم بذلك الملك ومن شاء الله تعالى من خلقه عز وجل» وهذا لا ينافي الاختصاص والاستئثار بعلم المذكورات بناء على ما سمعت منا من أن المراد بالعلم الذي استأثر سبحانه به العلم الكامل بأحوال كل على التفصيل فما يعلم به الملك ويطلع عليه بعض الخواص يجوز أن يكون دون ذلك العلم بل هو كذلك في الواقع بلا شبهة، وقد يقال فيما يحصل للأولياء من العلم بشيء مما ذكر إنه ليس بعلم يقيني قال: علي القاريء في شرح الشفا: الأولياء وإن كان قد ينكشف لهم بعض الأشياء لكن علمهم لا يكون يقينياً وإلهامهم لا يفيد إلا أمراً ظنياً ومثل هذا عندي بل هو دونه بمراحل علم النجومي ونحوه بواسطة أمارات عنده بنزول الغيث وذكورة الحمل أو أنوثته أو نحو ذلك ولا أرى كفر من يدعي مثل هذا العلم فإنه ظن عن أمر عادي، وقد نقل العسقلاني في فتح الباري عن القرطبي أنه قال: من ادعى علم شيء من الخمس غير مسندة إلى رسول الله ﷺ كان كاذباً في دعواه وأما ظن الغيب فقد يجوز من المنجم وغيره إذا كان عن أمر عادي وليس ذلك بعلم، وعليه فقول القسطلاني من ادعى علم شيء منها فقد كفر بالقرآن العظيم ينبغي أن يحمل العلم فيه على نحو العلم الذي استأثر الله تعالى به دون مطلق العلم الشامل للظن وما يشبهه، وبعد هذا كله أن أمر الساعة أخفى الأمور المذكورة وأن ما أطلع الله تعالى عليه نبيه ﷺ من وقت قيامها في غاية الإجمال وإن كان أتم من علم غيره من البشر ﷺ. وقوله عليه الصلاة والسلام: «بعثت أنا والساعة كهاتين» لا يدل على أكثر من العلم الإجمالي بوقتها ولا أظن أن خواص الملائكة عليهم السلام أعلم منه صلى الله تعالى عليه وسلم بذلك، ويؤيد ظني ما رواه الحميدي في نوادره بالسند عن الشعبي قال: سأل عيسى ابن مريم جبريل عليهما السلام عن الساعة فانتفض بأجنحته، وقال: ما المسؤول بأعلم من السائل،

سورة لقمان

بسم الله الرحمن الرحيم

قال الله ﷻ: ﴿ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ ﴾ (1)

أحكام القرآن: ما يؤثر عنه - الشافعي - في التفسير في آيات متفرقة سوى ما مضى (2)**:**

قرأت في كتاب (السنن) -رواية حرملة عن الشافعي رحمه الله-.

قال الشافعي رحمه الله: وقال تعالى: ﴿ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ ﴾ الآية، فأخبر جل ثناؤه: أن كل آدمي: مخلوق من ذكر وأنثى، وسمى الذكر: أبًا، والأنثى: أمًا.

قال الله ﷻ: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ﴾ (3)

الأم: كتاب (إبطال الاستحسان) (4)**:**

قال الشافعي رحمه الله: وقال الله تعالى: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ﴾ الآية، فحجب عن نبيه علم الساعة،

---

(1) الآية كاملة: قال الله تعالى: ﴿ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ إِلَىَّ ٱلْمَصِيرُ ﴾ [لقمان: 14].

(2) أحكام القرآن، ج/ 2، ص/ 188 و189.

(3) الآية كاملة: قال الله تعالى: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌۢ بِأَىِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌۢ ﴾ [لقمان: 34].

(4) الأم، ج/ 7، ص/ 295، وانظر الرسالة الفقرتان/ 1375 و1376، ص/ 486، وتفسير الآية/ 65 من سورة النمل، وانظر الأم تحقيق/ د. عبد المطلب، ج/ 9، ص/ 59.

صفحہ 208

(۴) اٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ کہنا، آپ کو حاضر ناظر جاننا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے؟

تعالٰی علیہ وسلم را عالم الغیب گفتن ناجائز ہست، چنانچہ ملا علی قاری در شرح فقہ اکبر تصریح میکند ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ احیانا وذکر الحنفیۃ صریحًا بالتکفیر باعتقادہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالٰی قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ[1]۔

(۵) سفر کردن از برائے زیارتِ قبور جائز ہست از جہت اطلاق قولہ علیہ السلام کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا[2]۔ وانچہ بعض علماء مثل ابن تیمیہ وغیرہ استدلال بر منع سفر کردہ اند بایں حدیث لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد[3] الخ۔ غلط ہست، چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ در احیاء

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا ناجائز ہے، چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ شرح فقہ اکبر میں تصریح کرتے ہیں پھر تو جان لے کہ بے شک انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام غیب اشیاء کو نہیں جانتے سوائے ان چیزوں کے جن کا علم انہیں اللہ تعالٰی کبھی کبھار عطا فرماتا ہے، اور حنفیّہ نے اس کی تکفیر کا ذکر اس وجہ سے کیا ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اس لیے کہ ان کا یہ اعتقاد اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کے مخالف ہے: اے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ فرمادیں کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالٰی کے۔

(۵) زیارتِ قبور کے لیے سفر کرنا جائز ہے اس واسطے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد مطلق ہے میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا تو اب ان کی زیارت کیا کرو۔ ابن تیمیہ وغیرہ بعض علماء کا منع سفر پر اس حدیث سے استدلال کرنا غلط ہے کجاوے مت باندھو مگر صرف تین مسجدوں کی طرف چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم

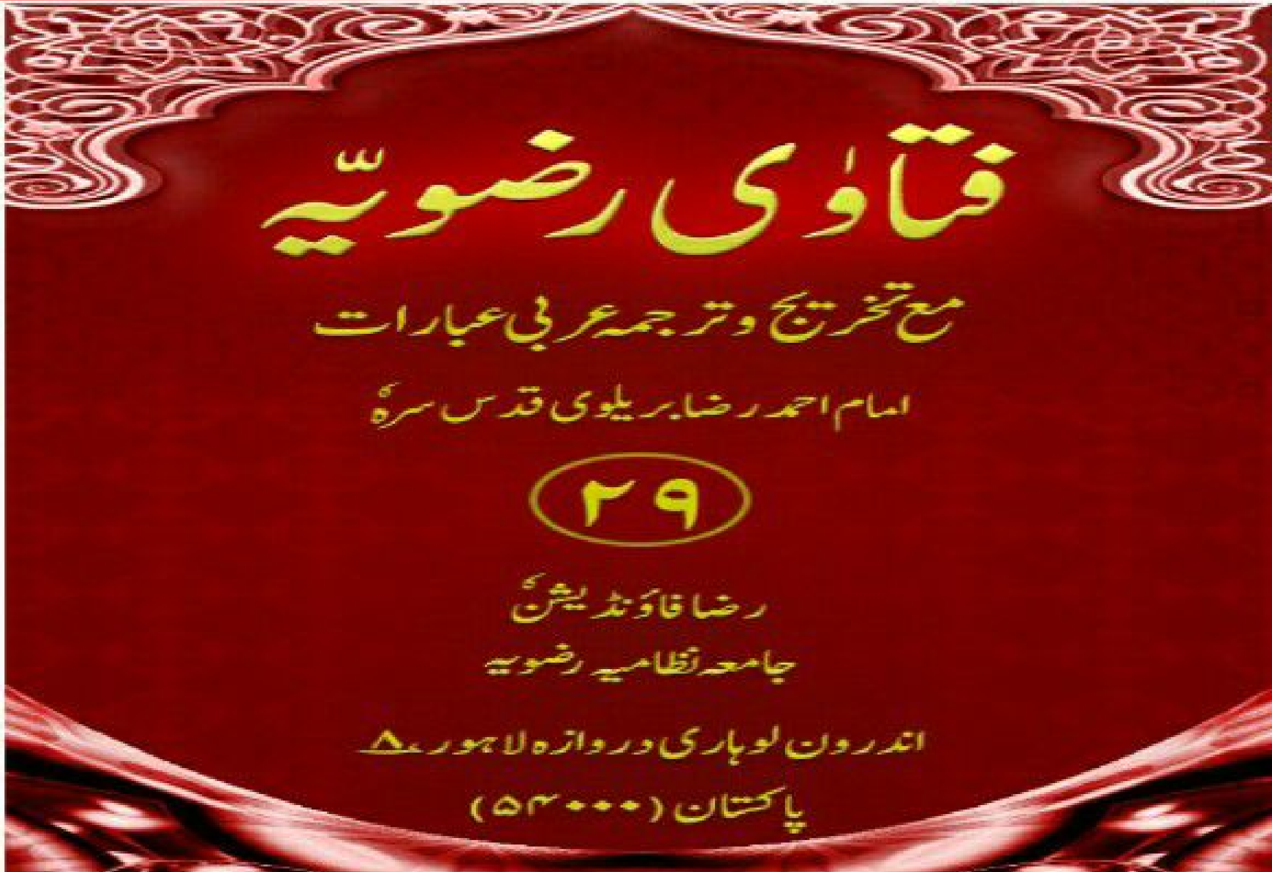

٣ - إن الدنيا غرارة، وإن الشيطان يغرُّ الناس ويمنِّيهم الدنيا ويلهيهم عن الآخرة، فيصبح الإنسان مغروراً يعمل بالمعصية ويتمنى بالمغفرة!!

٤ - لا يعلم أحد إلا الله تعالى بأمور خمسة: هي وقت الساعة، ووقت إنزال الغيث ومكانه، وعلم ما في الأرحام من أحوال الجنين وأوصافه العارضة له، وأعمال المستقبل القريب والبعيد، ومكان وفاة الإنسان.

قال ابن عباس: هذه الخمسة لا يعلمها إلا الله تعالى، ولا يعلمها ملَك مقرَّب، ولا نبي مرسَل؛ فمن ادّعى أنه يعلم شيئاً من هذه فقد كفر بالقرآن؛ لأنه خالفه.

أما الأنبياء فيعلمون كثيراً من الغيب بتعريف الله تعالى إياهم. وبذلك يبطل كون الكهنة والمنجمين ومن يستسقي بالأنواء[1] عالمين بالغيبيات.

يا أيها الذين آمنوا استجيبوا لله وللرسول إذا دعاكم لما يحييكم
التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج
الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي
المجلد الحادي عشر
الجزءان ٢١ - ٢٢

(١) الأنواء: جمع نوء: وهو سقوط نجم في المنازل ... مع الفجر، وطلوع آخر من المشرق يقابله في ساعته، وكانت العرب تضيف الأمطار والرياح والحر والبرد إلى الساقط منها.

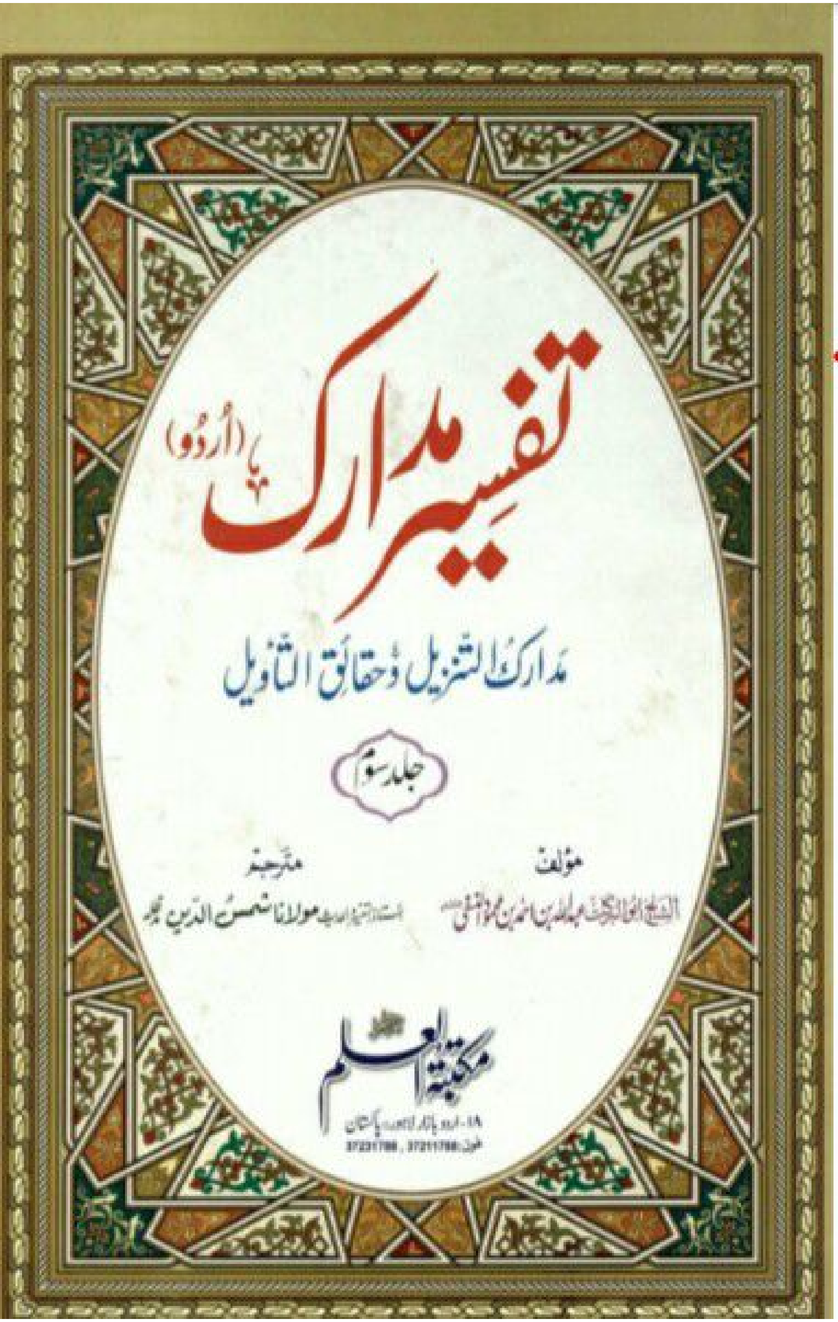

منصور عباسی کا خواب:

منصور نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ شکل ہے۔ منصور نے اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی ہے اس فرشتے نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تعبیر کرنے والوں نے اس کی تعبیر پانچ سال سے کردی۔ بعض نے پانچ ماہ اور بعض نے پانچ ایام سے کردی۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا اس میں پانچ انگلیوں سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ پانچ علوم اللہ تعالیٰ کے

BestUrduBooks.wordpress.com

سوا کوئی نہیں جانتا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ (بیشک اللہ تعالیٰ غیوبات کو جاننے والے ہیں)۔ خَبِیْرٌ (وہ باخبر ہے)۔ جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا۔

قولِ زہری رحمہ اللہ:

سورۃ لقمان کی اکثر قراءت کیا کرو کیونکہ اس میں عجائبات ہیں۔

الحمد للہ سورۃ لقمان کا تفسیری ترجمہ آج بروز بدھ ۷ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ ۱۹ فروری ۲۰۰۳ء قبل الظہر اختتام پذیر ہوا۔

کو بھی ہے اور اولیاء اللہ کو بھی ہے' اور جس کا جتنا مرتبہ زیادہ ہے اس کو اتنا زیادہ علم ہے اور سب سے زیادہ ان کی جزئیات کا علم ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔

علوم خمسہ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا کرنے کے منافی نہیں ہے

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

یہ جاننا چاہیے کہ ہر غیب کا علم اللہ عزوجل کے سوا کسی کو بھی نہیں ہے' اور مغیبات کا حصر ان پانچ چیزوں میں نہیں ہے۔ اس آیت میں اللہ کے غیر سے ان پانچ چیزوں کے علم کی نفی اس لیے کی ہے کہ کفار اور مشرکین ان کے متعلق بہ کثرت سوال کرتے تھے۔

اور لوگوں کو ان کے جاننے کا اشتیاق تھا' علامہ قسطلانی نے کہا کہ ان پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا حالانکہ غیب تو غیر متناہی ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ پانچ کی تخصیص دوسرے عدد کی نفی نہیں کرتی۔

علامہ قسطلانی کی بیان کردہ توجیہ صحیح نہیں ہے' کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض پسندیدہ بندوں کو ان پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کے علم پر مطلع فرمادے' اور یا اللہ تعالیٰ اس کو ان پانچ چیزوں کا اجمالی علم عطا فرمادے اور جو علم اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے وہ علم محیط ہے جو ان پانچ چیزوں کے ہر ہر احوال کو مکمل تفصیل کے ساتھ شامل ہے۔

الجامع الصغیر میں یہ حدیث ہے پانچ چیزوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے (الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۳۹۶۳) علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ نے اس کی شرح میں لکھا ہے: اللہ تعالیٰ کے سوا ان پانچ چیزوں کا علم کسی کو علیٰ وجہ الاحاطہ والشمول نہیں ہے' یعنی ایسا علم جو ان پانچ چیزوں کی تمام جزئیات کو محیط اور شامل ہو' اور یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض خواص کو ان پانچ چیزوں کی بعض جزئیات کا علم عطا فرمادے کیونکہ وہ قابل شمار جزئیات ہیں اور معتزلہ جو اس کا انکار کرتے ہیں وہ محض ہٹ دھرمی ہے۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۶ ص ۳۰۹۷_۳۰۹۶' مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ۱۴۱۸ھ)

فیض القدیر کی عبارت نقل کرنے کے بعد علامہ آلوسی لکھتے ہیں' ہم نے جو ذکر کیا ہے اس سے یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ ان پانچ چیزوں اور دیگر غیوب کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہونے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان غیوب کی خبریں دینے میں کوئی تعارض نہیں ہے' اسی طرح علامہ قسطلانی نے ذکر کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی جگہ بارش نازل فرمانا چاہتا ہے تو جو فرشتے بارش نازل کرنے پر مامور ہیں ان کو مطلع فرماتا ہے اور وہ ان جگہوں پر بادلوں کو ہانک کر لے جاتے ہیں اور ان کو علم ہوتا ہے کہ بارش کب ہو گی اور کس جگہ ہو گی' اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس [illegible] رحم میں ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو یہ جان لیتا ہے کہ یہ بچہ مذکر ہے یا مونث اور وہ ماں کے پیٹ [illegible] رزق کتنا ہے اس کی عمر کتنی ہے اور یہ شقی ہے یا سعید ہے' سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور فرشتوں [illegible] رحموں کا علم ہونا اس کے منافی نہیں ہے کہ غیب کا علم اور خصوصاً ان پانچ چیزوں کا علم اللہ [illegible] کے ساتھ خاص [illegible] منحصر ہے' کیونکہ اللہ عزوجل کے ساتھ وہ علم خاص ہے جو علم کلی ہے [illegible] ہر جزئی کو محیط [illegible] بعض خواص کو جو علم دیا جاتا ہے [illegible] ہر چند کہ اولیاء اللہ پر بعض چیزیں [illegible] ظاہر ہو جاتی ہیں [illegible] اور نجومیوں کا علم تو بہت بعید ہے

محقق عن نسخة خطية كاملة، وعن مطبوعة الشعب وأكثر من عشر نسخ خطية أخرى تستوعب مجموعها التفسير كله.

تفسير القرآن العظيم

للحافظ
أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي
(٧٠٠ - ٧٧٤هـ)

تحقيق
سامي بن محمد السلامة

الجزء السادس
الشعراء - يس

دار طيبة للنشر والتوزيع

﴿ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلاَّ غُرُورًا ﴾ [النساء : ١٢٠] .

قال وهب بن منبه : قال عزير ، عليه السلام : لما رأيت بلاء قومي اشتد حزني وكثر همي ، وأرق نومي ، فضرعت (١) إلى ربي وصليت وصمت فأنا في ذلك أتضرع أبكي إذ أتاني الملك فقلت له : أخبرني هل تشفع أرواح المصدقين (٢) للظلمة ، أو الآباء لأبنائهم ؟ قال : إن (٣) القيامة فيها فصل القضاء وملك ظاهر ، ليس فيه رخصة ، لا يتكلم فيه أحد إلا بإذن الرحمن ، ولا يؤخذ فيه والد عن ولده ، ولا ولد عن والده ، ولا أخ عن أخيه ، ولا عبد عن سيده ، ولا يهتم أحد بغيره (٤) ولا يحزن لحزنه ، ولا أحد يرحمه ، كل مشفق على نفسه ، ولا يؤخذ إنسان عن إنسان ، كل يهمه همه ويبكي عَوله ، ويحمل وزره ، ولا يحمل وزره معه غيره . رواه ابن أبي حاتم .

﴿ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (٣٤) ﴾ .

هذه مفاتيح الغيب التي استأثر الله تعالى بعلمها، فلا يعلمها أحد إلا بعد إعلامه تعالى بها؛ فعلم وقت الساعة لا يعلمه نبي مرسل ولا ملك مقرب ، ﴿ لا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلاَّ هُوَ ﴾ [الأعراف : ١٨٧] ، وكذلك إنزال الغيث لايعلمه إلا الله ، ولكن إذا أمر به علمته الملائكة الموكلون بذلك ومن شاء الله من خلقه . وكذلك لا يعلم ما في الأرحام مما يريد أن يخلقه [الله] (٥) تعالى سواه ، ولكن إذا أمر بكونه ذكرا أو أنثى ، أو شقيا أو سعيدا علم الملائكة الموكلون بذلك ، ومن شاء الله من خلقه . وكذلك لا تدرى نفس ماذا تكسب غدا في دنياها وأخراها ، ﴿ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ﴾ في بلدها أو غيره من أي بلاد الله كان ، لاعلم لأحد بذلك . وهذه شبيهة بقوله تعالى : ﴿ وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لا يَعْلَمُهَا إِلاَّ هُوَ ﴾ الآية [الأنعام : ٥٩] . وقد وردت السنة بتسمية هذه الخمس : مفاتيح الغيب .

قال الإمام أحمد : حدثنا زيد بن الحباب ، حدثني حسين بن واقد ، حدثني عبد الله بن بُرَيدة ، سمعت أبي - بُرَيدة - (٦) يقول : سمعت رسول الله ﷺ يقول: «خمس لا يعلمهن إلا الله عز وجل : ﴿ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴾ » (٧) .

هذا حديث صحيح الإسناد ، ولم يخرجوه .

حديث ابن عمر : قال الإمام أحمد : حدثنا وكيع ، حدثنا سفيان ، عن عبد الله بن دينار ، عن ابن عمر (٨) قال : قال رسول الله (٩) ﷺ : « مفاتيح الغيب خمس لا يعلمهن إلا الله : ﴿ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ

(١) في ف : « وتضرعت » (٢) في ت ، ف : « الصديقين » . (٣) في ت ، ف ، أ : « إن يوم القيامة فيه » .
(٤) في ت « ولا يهتم بهم أحد » . (٥) زيادة من ت ، ف ، أ . (٦) في ت: «وروى الإمام أحمد بإسناده عن بريدة » .
(٧) المسند (٥/ ٣٥٣) وقال الهيثمي في المجمع (٧/ ٩٠) : « رجال أحمد رجال الصحيح » .
(٨) في ت : « وروى البخاري عن عبد الله بن عمر » . (٩) في ت : « النبي » .

وأخرَجَ أبو نعيمٍ في «الدلائلِ» ، وابنُ عساكرَ ، عن عليٍّ قال : قيل للنبيِّ ﷺ :

(١) البيهقى (٤٢٥) .

(٢) قال الحافظ : أى يقلع ويتجلى ما يغشانى . فتح البارى ١/ ٢٠ .

(٣) البخارى (٢ ، ٣٢١٥) ، ومسلم (٢٣٣٣/٨٧) ، والبيهقى ٧/ ٥٣ .

(٤) أبو يعلى (٧٥٢٥) ، والعقيلى ٣/ ١٥٢ ، والطبرانى (٥٨٠٢) ، والبيهقى (٨٥٤) . وقال محقق أبى يعلى : إسناده ضعيف .

(٥) ابن أبى حاتم - كما فى التغليق ٤/ ٣٠٤ .

هل عَبَدْتَ وَثَنًا قطُّ ؟ قال : «لا» . قالوا : فهل شَرِبْتَ خمرًا قطُّ ؟ قال : «لا ، وما زِلْتُ أعرِفُ الذى هم عليه كفرٌ ، وما كنتُ أدرِى ما الكتابُ ولا الإيمانُ » . وبذلك نزَل القرآنُ : ﴿مَا كُنتَ تَدْرِى مَا ٱلْكِتَٰبُ وَلَا ٱلْإِيمَٰنُ﴾ .

وأخرَج ابنُ المنذرِ عن ابنِ جريجٍ في قولِه : ﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٓ﴾ . قال : لَتَدْعُو[1] .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن قتادةَ : ﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ . قال : قال اللهُ : ﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ [الرعد : ٧] . قال : داعٍ يَدعُو إلى اللهِ تعالى[2] .

الدُّرُّ المَنْثُورُ فى التَّفْسِيرِ بِالمَأْثُورِ

لجلال الدين السيوطى
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع
مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية
الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الثالث عشر

Ufone 86% 6:02 pm

نبی ﷺ کے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا علماء احناف کے نزدیک کافر

زین الدین ابن نجیم الحنفي - ابن عابدین لکھتے ہیں: اگر کسی شخص نے شادی کی اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر تو نکاح منعقد نہ ہوگا اور یہ شخص کافر ہوجائے گا اس اعتقاد کی بناء پر کہ نبی ﷺ علم غیب جانتے ہیں۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ومعہ منحۃ الخالق۔ جلد 3۔ صفحہ 155)۔

البحر الرائق

شرح

كنز الدقائق

(في فروع الحنفية)

للشيخ الإمام أبو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود المعروف بحافظ الدين النسفي

المتوفى سنة ٧١٠ هـ

والشرح البحر الرائق

للإمام العلامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي

المتوفى سنة ٩٧٠ هـ

ومعه الحواشي المسماة

منحة الخالق على البحر الرائق

للعلامة الشيخ محمد أمين عابدين بن عمر عابدين بن عبد العزيز الشهير بابن عابدين الدمشقي الحنفي

المتوفى سنة ١٢٥٢ هـ

ضبطه وخرج آياته وأحاديثه

الشيخ زكريا عميرات

تنبيه

[illegible]

الجزء الثالث

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

العين في الحال عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين ولو فاسقين أو محدودين أو أعميين أو ابني العاقدين وصح تزوج مسلم ذمية عند ذميين ومن أمر رجلاً

وتزوجها لم تطلق لأنه حين خطبها حنث لوجود الشرط فحين تزوجها تزوجها واليمين غير باقية اهـ. ومنها ما في الخلاصة: لو قال صرت لي أو صرت لك فإنه نكاح عند القبول وقد قيل بخلافه اهـ. ومنها ما في التتارخانية: لو قال لها يا عروسي فقالت لبيك انعقد لكن في الصيرفية أنه خلاف ظاهر الرواية. ومنها بالسمع والطاعة لو قال زوجي نفسك مني فقال بالسمع والطاعة فهو نكاح كما في الخلاصة. ومنها ما في الذخيرة: لو قال ثبت حقي في منافع بضعك بألف فقالت نعم صح النكاح اهـ. والجواب أن العبرة في العقود للمعاني حتى في النكاح كما صرحوا به وهذه الألفاظ تؤدي معنى النكاح وهذا مما ظهر لي من فضله تعالى.

قوله: (عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين ولو فاسقين أو محدودين أو أعميين أو ابني العاقدين) متعلق بـ«ينعقد» بيان للشرط الخاص به وهو الإشهاد فلم يصح بغير شهود لحديث الترمذي «البغايا اللاتي ينكحن أنفسهن من غير بينة»[1] ولما رواه محمد بن الحسن مرفوعاً «لا نكاح إلا بشهود» فكان شرطاً ولذا قال في مآل الفتاوى: لو تزوج بغير شهود ثم أخبر الشهود على وجه الخبر لا يجوز إلا أن يجدد عقداً بحضرتهم اهـ. وفي الخانية والخلاصة: لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لاعتقاده أن النبي يعلم الغيب. وصرح في المبسوط بأن النبي ﷺ كان مخصوصاً بالنكاح بغير شهود ولا يشترط الإعلان مع

قوله: (والجواب أن العبرة في العقود للمعاني الخ) يعني أن المصنف أراد لفظ النكاح والتزويج وما يؤدي معناهما. قال في النهر: وفيه ما لا يخفى قول المصنف: (أو محدودين) أي في قذف، وقيده في النهر بقوله «وقد تابا» قال: وهذا القيد لا بد منه وإلا لزم التكرار وفيه نظر. أما أولاً فلأن قوله «لا بد من هذا القيد» ممنوع لأن المقصود من إطلاق المصنف الإشارة إلى خلاف الشافعي في الفاسق المظهر والمحدود قبل التوبة، وأما المستور والمحدود بعد التوبة فلا خلاف له فيهما كما في شرح المجمع والحقائق، فظهر أن قوله «لا بد من القيد» قربة بلا مرية بل لا بد من اعتبار عدمه ومن ثم قال في البرهان: أو محدودين في قذف غير تائبين. وأما ثانياً فلأن قوله «وإلا لزم التكرار» ممنوع أيضاً لأن المحدود في القذف أخص مطلقاً من الفاسقين ولم يقل أحد إن ذكر الخاص بعد العام تكرار كيف وهو واقع في كلام الله تعالى الذي هو في غاية الإعجاز على أنه قد صرح في الحواشي السعدية من كتاب الإكراه بأنه إذا قوبل الخاص بالعام يراد بالعام ما عدا الخاص. هذا ولا يخفى أن في عبارة المصنف عطف الخاص على العام بـ«أو» وهو مما تفردت به الواو و«حتى» كما في المغني حموي قال

(١) رواه الترمذي في كتاب النكاح باب ١٥.

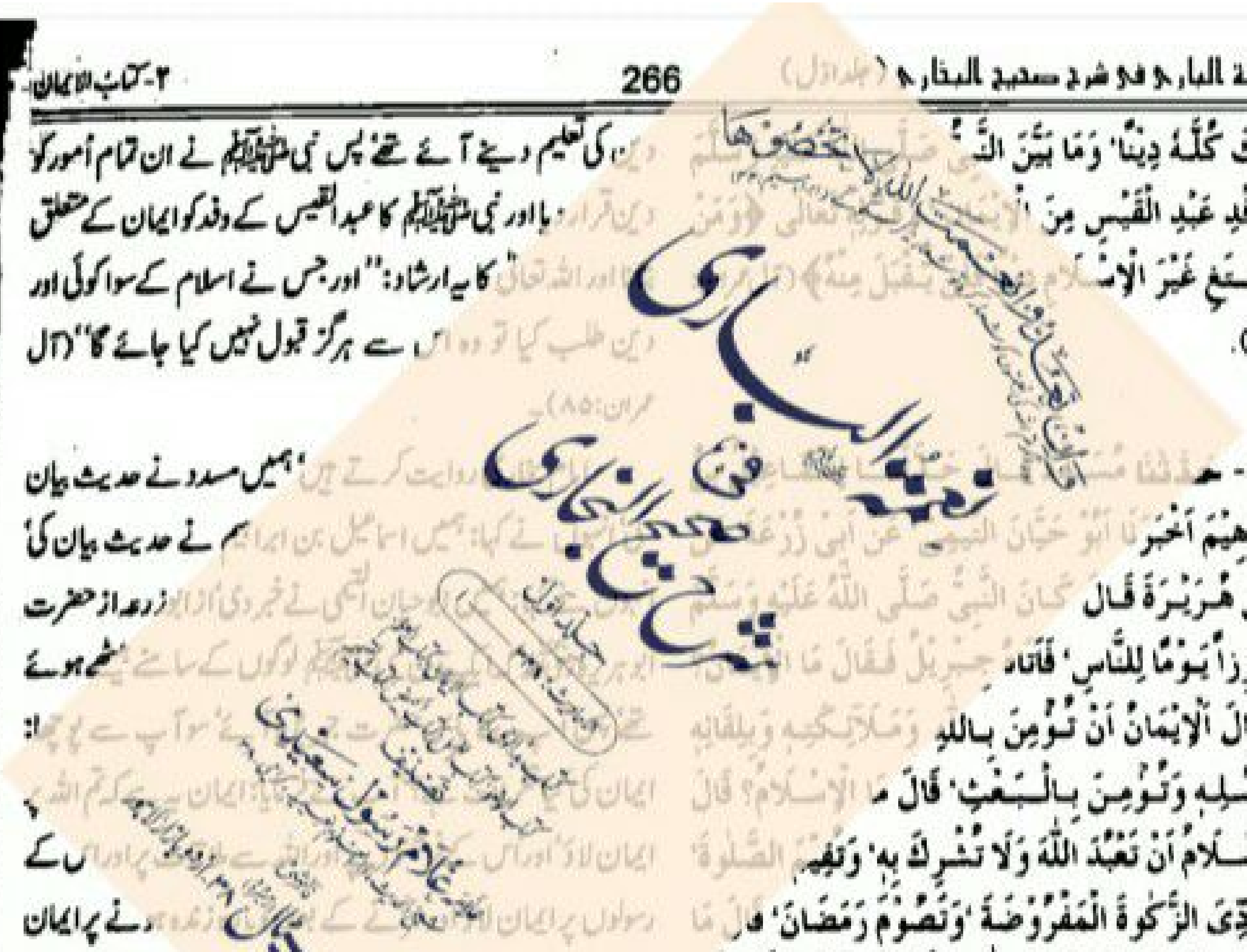

ذٰلِكَ كُلَّهُ دِينًا' وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْإِيمَانِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آل عمران: ٨٥).

(دین) کی تعلیم دینے آئے تھے پس نبی ﷺ نے ان تمام اُمور کو دین قرار دیا اور نبی ﷺ کا عبدالقیس کے وفد کو ایمان کے متعلق (بیان) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: "اور جس نے اسلام کے سوا کوئی اور دین طلب کیا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا" (آل عمران: ۸۵)

٥٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ' فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ' قَالَ مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ' وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ' وَتَصُومَ رَمَضَانَ' قَالَ مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ' فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ' قَالَ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ' وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا' وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ الْبُهْمِ فِي الْبُنْيَانِ' فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ' ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ (لقمان: ٣٤) الْآيَةَ' ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوهُ. فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا' فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ.

امام بخاری روایت کرتے ہیں: ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا: ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا: ہمیں ابوحیان التیمی نے خبر دی از ابو زرعہ از حضرت ابوہریرہ ... لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ... آپ سے پوچھا: ایمان کی ... ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے ... اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ... زندہ ہونے پر ایمان لاؤ' انہوں نے پوچھا: اسلام کی کیا تعریف ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ مفروضہ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو' انہوں نے پوچھا: احسان کی کیا تعریف ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ اس کو تم دیکھ رہے ہو پس اگر تم اس کو نہ دیکھ سکو (تو یہ یقین رکھو) کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا: قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا: جس سے اس کا سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے اور میں تم کو عنقریب اس کی علامتوں کی خبر دوں گا' جب باندی سے اس کا مالک پیدا ہو اور جب سیاہ اونٹوں کو چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں بنائیں تو یہ ان پانچ چیزوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (از خود) نہیں جانتا' پھر نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: "بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا (از خود) علم ہے' وہی بارش نازل فرماتا ہے اور وہی (از خود) جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے اور کوئی شخص (از خود) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ کوئی شخص (از خود) جانتا ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا' بے

Marfat.com

تفسير النسفي

مدارك التنزيل وحقائق التأويل

تأليف

أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود النسفي

(ت ٧١٠ هـ)

حققه وخرج أحاديثه

يوسف علي بديوي

راجعه وقدم له

محيي الدين ديب مستو

الجزء الثاني

دار الكلم الطيب

بيروت

﴿إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌۢ ﴿٣٤﴾﴾

ولا شيء أخصّ بالإنسان من كسبه وعاقبته. فإذا لم يكن له طريق إلى معرفتهما كان ما عداهما أبعد. وأمّا المنجّم الذي يخبر بوقت الغيث والموت فإنّه يقول بالقياس والنظر في الطالع، وما يدرك بالدليل لا يكون غيباً. على أنّه مجرّد الظنّ والظنّ غير العلم. وعن النبي ﷺ: «مفاتح الغيب خمس»[1] وتلا هذه الآية. وعن ابن عباس ـ رضي الله عنهما ـ: من ادّعى علم هذه الخمسة فقد كذب.

ورأى المنصور في منامه صورة ملك، وسأله عن مدّة عمره، فأشار بأصابعه الخمس، فعبّرها المعبّرون بخمس سنوات، وبخمسة أشهر، وبخمسة أيام. فقال أبو حنيفة ـ رحمه الله ـ: هو إشارة إلى هذه الآية، فإنّ هذه العلوم الخمسة لا يعلمها إلاّ الله ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ﴾ بالغيوب ﴿خَبِيرٌۢ﴾ بما كان وبما يكون. وعن الزهريّ ـ رحمه الله ـ: أكثروا قراءة سورة لقمان فإن فيها أعاجيب.

* * *

http://www.rehmani.net

(بقیہ صفحہ ۷۷۸) اس دن سے مراد موت یا قیامت کا دن ہے اور دن ، معنی وقت ہے نہ کہ رات کا مقابل ۱۵۔ اس وقت نیکیوں کی تمنا کرو گے مگر نصیب نہ ہو گی ، ابھی وقت ہے کچھ بولو۔ آج وہ منا رہا ہے تم نہیں مانتے کل تم مناؤ گے وہ نہ مانے گا ۱۶۔ اگر کفر پر مرگئے اور اگر ایمان پر خاتمہ ہوا تو رب کا کرم اس کے حبیب کا دامن پناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان کے دامن کی پناہ میں رکھے ۱۷۔ کیونکہ نامۂ اعمال کی تحریر' فرشتوں' بلکہ تمہارے ہاتھ پاؤں کی گواہی تمہارے خلاف ہو گی۔ ۱۸۔ اس طرح کہ یہ سب کچھ سن کر بھی ایمان نہ لائیں' تمہاری اطاعت نہ کریں۔

عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا
بنا کر نہیں بھیجا ۱؎ تم پر تو نہیں مگر پہنچا دینا ۲؎ اور جب ہم آدمی کو
الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا
اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں ۳؎ اس پر خوش ہو جاتا ہے ۴؎ اور اگر انہیں کوئی برائی
قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ﴿٤٨﴾ لِّلَّهِ مُلْكُ
پہنچے بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۵؎ تو انسان بڑا ناشکرا ہے ۶؎ اللہ ہی کے لئے ہے
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ
آسمانوں اور زمین کی سلطنت ۷؎ پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا
إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ ﴿٤٩﴾ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا
فرمادے اور جسے چاہے بیٹے دے ۸؎ یا دونوں ملا دے بیٹے
وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾
Page 779.bmp
اور بیٹیاں ۹؎ اور جسے چاہے بانجھ کر دے ۱۰؎ بے شک وہ علم و قدرت والا ہے
وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن
اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا ۱۱؎ کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر ۱۲؎ یا یوں کہ وہ
وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا
بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو ۱۳؎ یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو
يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا
وہ چاہے ۱۴؎ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے ۱۵؎ اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی
مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ
۱۶؎ ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل ۱۷؎
وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ
ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے

۱۔ تاکہ ان کی گمراہی کی آپ سے باز پرس ہو جیسے اسکول کا رزلٹ RESULT خراب آنے پر استادوں سے' یا گلے کی بکری ضائع ہو جانے پر گلہ بان سے سوال ہوتا ہے تم ان سے غنی ہو ۲۔ یہاں حصر اضافی ہے یعنی آپ پر صرف تبلیغ لازم ہے منوانا لازم نہیں لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو تبلیغ کے سوا اور کوئی اختیار نہیں۔ حضور مسلمانوں کے دنیا میں داد رس' آخرت میں فریاد رس اور شفاعت کرنے والے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارا سہارا ہیں ۳۔ آدمی سے مراد کافر یا غافل ہے' اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں راحت تھوڑی ہے کہ اسے چکھنا فرمایا گیا ۴۔ خوشی سے مراد ہے اترانا' اکڑنا' فخر کرنا' یہ خوشی گناہ ہے' شکر کی خوشی ثواب ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ اکثر آفتیں ہمارے گناہوں کے سبب آتی ہیں۔ اگرچہ بعض مصیبت بلندیٔ درجات کا سبب بھی ہوتی ہے ۶۔ کہ ان مصیبتوں کو دیکھ کر پچھلی راحتیں بھی بھول جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے خدا نے کبھی آرام دیا ہی نہیں ۷۔ حقیقی شہنشاہ وہ ہے' وہ جسے چاہے حکومت بخشے' جیسے بادشاہوں کو ظاہری اور اولیاء اللہ کو باطنی سلطنت عطا فرمائی ۸۔ معلوم ہوا کہ اولاد محض عطاء ربانی ہے' بڑے قوی لوگ اولاد سے محروم دیکھے گئے' کمزوروں کا گھر بیٹوں سے بھرا ہوا' جسے چاہے بیٹے بیٹیاں دونوں دے' جسے چاہے کچھ نہ دے' جسے چاہے صرف بیٹے دے' جسے چاہے صرف بیٹیاں ۹۔ خیال رہے کہ بزرگوں کی دعا سے اولاد ملنی بھی رب کی ہی عطا سے ہے جیسے حکیموں کی دوا سے بھی اولاد ہو جاتی ہے' یہ سب اسباب ہیں' حضور کی دعا سے حضرت طلحہ کا اولاد سے گھر بھر گیا۔ رب فرماتا ہے۔ نُغْنِيهِمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ ۱۰۔ یہ سب صورتیں انبیاء کرام میں بھی پائی جاتی ہیں' چنانچہ لوط و شعیب علیہما السلام کے صرف لڑکیاں تھیں۔ حضرت ابراہیم کے صرف لڑکے تھے' ہمارے حضور کو لڑکے لڑکیاں دونوں عطا ہوئے حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے کوئی اولاد نہیں (خزائن) ۱۱۔ بشر کی قید فرشتوں اور دوسری مخلوق کو نکالنے کے لئے ہے۔ ۱۲۔ یعنی کوئی شخص اس دنیا میں بے حجاب رب سے کلام نہیں کر سکتا موسیٰ علیہ السلام نے رب سے کلام کیا مگر حجاب سے' ہمارے حضور نے بے حجاب رب سے کلام کیا مگر دوسری دنیا میں بلکہ عرش سے وراء پہنچ کر' لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۱۳۔ بلاواسطہ فرشتہ خواب میں یا بیداری میں بطریقۂ الہام' حضرت ابراہیم کو خواب میں ذبح فرزند کا حکم دیا اور حضرت داؤد کو بیداری میں زبور کا الہام فرمایا ۱۴۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام فرمایا کہ آپ حجاب میں رہے ۱۵۔ جو رب چاہے فرشتوں کی معرفت وحی بھیجے جیسے انبیاء کرام کو عام وحی ہوتی ہے ۱۶۔ شان نزول یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو وحی کے وقت رب تعالیٰ کو دیکھتے کیوں نہیں جیسے ہمارے موسیٰ علیہ السلام بوقت کلام دیکھا کرتے تھے حضور نے فرمایا کہ وہ دیکھتے نہ تھے صرف کلام سنتے تھے حضور کی تائید میں یہ

http://www.rehmani.net

الساعةِ ؟ وقد أجدَبتْ(١) بلادُنا ، فمتى تُخصِبُ ؟ وقد ترَكتُ امرأتى حُبلَى ، فمتى تلِدُ ؟ وقد علِمتُ ما كسَبتُ اليومَ ، فماذا أكسِبُ غدًا(٢) ؟ وقد علِمتُ بأىِّ أرضٍ وُلِدتُ ، فبأىِّ أرضٍ أموتُ ؟ فنزَلت هذه الآيةُ .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، عن قتادةَ فى قولِه : ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلۡمُ ٱلسَّاعَةِ﴾ الآية . قال : خمسٌ مِن الغيبِ استأْثَر اللهُ بهن ، فلم يُطلِعْ عليهن ملكًا مُقرَّبًا ، ولا نبيًّا مُرسلًا ؛ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلۡمُ ٱلسَّاعَةِ﴾ ، ولا يدرِى أحدٌ مِن الناسِ متى تقومُ الساعةُ ، فى أىِّ سنةٍ ولا فى أىِّ شهرٍ ، أليلًا أم نهارًا ، ﴿وَيُنَزِّلُ ٱلۡغَيۡثَ﴾ ، فلا يعلَمُ أحدٌ متى ينزِلُ الغيثُ ، أليلًا أم نهارًا ، ﴿وَيَعۡلَمُ مَا فِى ٱلۡأَرۡحَامِ﴾ ، فلا يعلَمُ أحدٌ ما فى الأرحامِ ؛ أذكرٌ أم أنثى ، أحمرُ أو أسودُ ، ﴿وَمَا تَدۡرِى نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا﴾ ، (٣)أخيرٌ أم شرٌّ(٣) ، ﴿وَمَا تَدۡرِى نَفۡسُۢ بِأَىِّ أَرۡضٍ تَمُوتُ﴾ ، ليس أحدٌ [illegible] مضجعه مِن الأرضِ ؛ أفى بحرٍ أم فى برٍّ ، فى سهلٍ [illegible](٤) .

وأخرَج الفِريابىُّ ، والبخارىُّ ، و[illegible] ، وابنُ جريرٍ(٥) ، وابنُ المنذرِ ، وابنُ أبى [illegible] ابنِ عمرَ قال : قال رسولُ اللهِ ﷺ : «مفاتيحُ الغيبِ خمسٌ(٦) لا يعلمُهن إلا اللهُ ؛ لا [illegible] ما فى غدٍ إلا اللهُ ، ولا متى

---

(١) فى ص ، ف ١ ، ح ٢ : « [illegible] » .

(٢) سقط من : ص ، م .

(٣ - ٣) فى ف ١ ، م : « أخيرا أم شرا » .

(٤) ابن جرير ١٨/ ٥٨٥ .

(٥ - ٥) سقط من : ص ، ف ١ ، ر ٢ ، ح ٢ ، م .

(٦) سقط من : ف ١ ، ر ٢ ، ح ٢ .

الدر المنثور
فى
التفسير بالمأثور
لجلال الدين السيوطى
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)
تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركى
بالتعاون مع
مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية
الدكتور عبد السند حسن يمامة
الجزء الحادى عشر

مُفردات أَلفاظ القُرآن

تأليف

العلامة الراغب الأصفهاني

المتوفى في حدود ٤٢٥هـ

تحقيق

صفوان عدنان داوودي

[المرسلات/ ٣١]. والغَانِيَةُ: المُسْتَغْنِيةُ بزَوجِهَا عن الزِّينَةِ، وقيل: المُسْتَغْنِيَةُ بحُسْنِهَا عن التَّزيُّن. وغَنِيَ في مكانِ كذا: إذا طالَ مَقَامُه فيه مُسْتَغْنِياً به عن غيرِهِ بغِنًى، قال: ﴿كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا﴾

وَلَا في الأرْضِ. وقـولُـه: ﴿عَـالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ [الأنعام/ ٧٣]، أي: ما يَغِيبُ عَنْكُم وما تَشْهَدُونَـهُ، والغَيْب في قولـه: ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ [البقرة/٣]، ما لا يقعُ تحتَ الحَواسِّ ولَا

(١) الحديث عن ابن عباس أنَّ رسول الله ﷺ بعث معاذاً إلى اليمن، فقال: «إنك تأتي قوماً أهل كتاب فادعهم إلى شهادة أن لا إله إلا الله وأني رسول الله، فإنْ هم أطاعوا لذلك فأعلمهم أنَّ الله تعالىٰ افترضَ عليهم خمس صلواتٍ في اليوم والليلة، فإن هم أطاعوا لذلك فأعلمهم أنَّ الله افترض عليهم صدقة أموالهم، تؤخذ من أغنيائهم وتردُّ على فقرائهم. . .» الحديث.

أخرجه البخاري في الزكاة ٣٢٢/٣؛ ومسلم في الإيمان برقم ١٩.

(٢) هذا عجز بيت وصدره: [العيشُ لا عيش إلا ما قنعتَ به].

وهو في التمثيل والمحاضرة للثعالبي ص ٨٥؛ ونهاية الأرب ٨٤/٣.

(٣) الحديث عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «ليس منّا مَنْ لم يتغنَّ بالقرآن» أخرجه البخاري في التوحيد ٥٠١/١٣ (٧٥٢٧)؛ وأحمد في المسند ١٧٢/١.

غـوث

تَقْتَضِيه بداهَةُ العُقولِ، وإنَّمَا يُعْلَمُ بخَبَرِ الأنبياءِ عليهمُ السلامُ، وبِدَفْعِهِ يَقَعُ عَلَى الإنْسَانِ اسمُ

يَكْرَهُهُ الزَّوْجُ. والغِيبَةُ: أنْ يَذْكُرَ الإنْسانُ غيرَه بما فيه مِنْ عَيْبٍ مِنْ غيرِ أنْ أُحْوِجَ إلى ذكره، قال

النبراس

شرح

شرح العقائد

لجامع المعقول والمنقول عمدة المتكلمين والمحققين

العلامة محمد عبد العزيز الفرهاري

قدس سره

من الجن يراه الرجال قال الخيالي قال في الصحاح يقال به رئي من الجن اي مس والمشهور ان التابعة او قريبا من الجن انثى والصحيح ما نقلنا كما يظهر من على
من تتبع الاستعمالات والجوهري كثير الوهم و تابعة بالنصب على رئي والتابعة جني يتبع الرجل ويذهب معه اينما ذهب والتاء للنقل من
الوصفية الى الاسمية وقال صاحب القاموس الجني تابع والجنية تابعة فالتاء للتانيث فيلحق الجني المسمى بالرئي والتابعة اليه الاخبار اما
القار الاخبار الحالية فظاهر لان الجني يسير في اقطار الارض فياتيه بما ابصر واسمع واما الاخبار المستقبلة فقد جاء في الحديث الصحيح في البخاري
ومسلم وغيرهما ان الحق سبحانه يوحي الى الملئكة بما تقضي به من الامور المستقبلة فيتذاكرونه تحت السماء فيصعد الجن فيسمعون بعض كلامهم
قبل ان يصيبهم الشهاب فيخلطون معه الكذب ويخبرون به الكهان فيصدق الكاهن بالكلمة التي طلعت من السماء هذا مختصر ما في
الاحاديث وهؤلاء كانوا يزعمون ان الجن تعلم الغيب وهو كفر اذ لا يعلم الغيب الا الله سبحانه كما في نصوص القرآن ومنهم من يزعم انه يستدرك
الامور اي يدركها بفهم اعطيه ماض مجهول واحد الضميرين للفهم والآخر من الموصولة وهذا من دعوى العلم بالغيب وهو كفر و
المنجم اذا ادعى العلم بالحوادث الآتية وكذا الحالية الغائبة عن الحواس فهو مثل الكاهن فيكون كافرا وكذلك يكون مصدقه كافرا اما
اذا زعم انه يستدل بعلامات فلكية على سبيل الظن كاستدلال الطبيب بالنبض على حال المريض فلا يكفر وبالجملة العلم بالغيب امر
تفرد به الله تعالى لا سبيل للعباد اليه الا باعلام منه بالوحي والالهام بطريق المعجزة او الكرامة او ارشاد عطف على اعلام الى الاستدلال
بالامارات اي العلامات كاوضاع النجوم واشكال الرمل والادلة المذكورة في الطب على كيفية المزاج وسرعة البرء او الهلاك والتجارب فيما
يمكن ذلك فيه بخلاف ما اذا لم يمكن الاستدلال عليه فانه لا يمكن معرفته الا بوحي او الهام كالقيمة واشراطها ولهذا اي لما ذكر من ان العلم
الاستدلالي ليس من علم الغيب الخاص بالحق سبحانه ذكر في الفتاوى اي فتاوى علماء ما وراء النهر ان قول القائل عند رؤية هالة القمر هي
دائرة بيضاء حول القمر في سحاب رقيق يكون مطر اي يجيء وهذا مقول القول مدعيا علم الغيب لا بعلامة كفر اما اذا استدل بان
الهالة تدل على رطوبة الهواء ورطوبة الهواء سبب للمطر فلا كفر اعلم ان للناس في مسألة الغيب كلمات غير منقحة والتحقيق ان
الغيب ما غاب عن الحواس والعلم الضروري والعلم الاستدلالي وقد نطق القرآن بنفي علمه عمن سواه تعالى فمن ادعى انه يعلمه كفر ومن صدق المدعي
كفر واما ما علم بحاسة او ضرورة او دليل فليس بغيب ولا كفر في دعواه ولا في تصديقه على الجزم في اليقيني والظن في الظني عند المحققين
وبهذا التحقيق اندفع الاشكال في الامور التي يزعم انها من الغيب وليست منه لكونها مدركة بالسمع او البصر او الضرورة او الدليل فاحدها اخبار
الانبياء لانها مستفادة من الوحي ومن خلق العلم الضروري فيهم او من انكشاف الكوائن على حواسهم ثانيها اخبار الولي لانه مستفاد من النبي او من
رؤياه الحقة او من الهام الهي او من النظر في اللوح المحفوظ وهو ثابت من اهل الكشف وان منع بعض الفقهاء ثالثها اخبار الحاسب بالكسوف
والخسوف لانه بدلائل هندسية قطعية رابعها اخبار المنجم والرمال لان النجوم والرمل علامات استدلالية منزلة على بعض الانبياء ثم
اندرست واختلط الناس فيها فمن استدل بقاعدة قطعية اصاب في الحكم خامسها خبر الكاهن لانه مما يخبره الجن من مشاهدة او سماع من الملئكة الذين
عرفوا الكوائن المستقبلة بالوحي ثم نقول قد نطق كثير من الاحاديث واقوال السلف بكفر المنجم والكاهن ومن يصدقهما وذكر غير واحد من
المحققين ان التكفير خاص بمن يدعي علم الغيب او يزعم النجوم مدبرة بالاستقلال او يزعم الجن عالمة بالغيب قلت ومع هذا ليس الاشتغال

شرح العقائد النسفية

للعلامة سعد الدين التفتازاني رحمه الله

المتوفى ٧٩٢هـ

المحشى بـــ

عقد الفرائد على شرح العقائد

لـــ مولانا محمد علي رحمه الله

www.besturdubooks.wordpress.com

ومنهم من كان يزعم أنه يستدرك الأمور بفهم أُعْطِيَه، (أي يدرك) والمنجم إذا ادعى العلم بالحوادث الآتية، فهو **مثل الكاهن**. (فيكون كافرا) وبالجملة: العلم بالغيب أمر تفرد به الله تعالى، لا سبيل إليه للعباد إلا بإعلام منه، أو إلهام (عطف على الإعلام) بطريق المعجزة، أو الكرامة، أو إرشاد إلى الاستدلال **بالأمارات** فيما يمكن فيه ذلك. **ولهذا ذكر** في الفتاوى: أن قول القائل عند رؤية **هالة القمر**: **"يكون مطراً" مدعياً** علم الغيب، لا بعلامته كفر.

= المستقبلة، فيتذاكرونه تحت السماء، فيصعد الجن فيسمعون بعض كلامهم قبل أن يصيبهم الشهاب، فيخلطون معه الكذب، ويخبرون به الكهان، فيصدق الكاهن بالكلمة التي بلغته من السماء، هذا مختصر ما في الأحاديث، وهؤلاء كانوا يزعمون أن الجن تعلم الغيب، وهو كفر؛ إذ لا يعلم الغيب إلا الله سبحانه، كما في نصوص القرآن.[النبراس: ٣٤٣]

مثل الكاهن: فيكون كافرا، وكذلك يكون مصدقه كافرا، أما إذا زعم أنه يستدل بعلامات فلكية على سبيل الظن، كاستدلال الطبيب بالنبض على حال المريض فلا يكفر.[النبراس: ٣٤٣] **بالأمارات**: أي العلامات، كأوضاع النجوم، وأشكال الرمل، والأدلة المذكورة في الطب على كيفية المزاج، وسرعة البرء، أو الهلاك والبحارين فيما يمكن ذلك فيه، بخلاف ما لم يمكن الاستدلال عليه، فإنه لا يمكن معرفته إلا بوحي أو إلهام، كالقيامة وأشراطها.[النبراس: ٣٤٣]

ولهذا ذكر: أي لما ذكر من أن العلم الاستدلالي ليس من علم الغيب الخاص بالحق سبحانه.[النبراس: ٣٤٣]

هالة القمر: هي دائرة بيضاء حول القمر في سحاب رقيق.[النبراس: ٣٤٣] **يكون مطرا**: أي يوجد وهذا مقول القول. **مدعياً**: أما إذا استدل بأن الهالة تدل على رطوبة الهواء، ورطوبة الهواء سبب أكثري للمطر، فلا كفر.

واعلم أن للناس في مسألة الغيب كلمات غير منقحة، والتحقيق: أن الغيب ما غاب عن الحواس، والعلم الضروري، والعلم الاستدلالي، وقد نطق القرآن بنفي علمه عمن سواه تعالى، فمن ادعى أنه يعلمه كفر، ومن صدق المدعي كفر، وأما ما علم بحاسة، أو ضرورة، أو دليل - فليس بغيب، ولا كفر في دعواه، ولا في تصديقه على الجزم في اليقيني، والظن في الظني عند المحققين. وبهذا التحقيق اندفع الإشكال في الأمور التي يزعم أنها من الغيب، وليست منه؛ لكونها مدركة بالسمع، أو البصر، أو الدليل، فأحدها: أخبار الأنبياء؛ لأنها مستفادة من الوحي، ومن خلق العلم الضروري فيهم، أو من انكشاف الكوائن على حواسهم، ثانيها: خبر الولي؛ لأنه =

كتاب الإيمان

باب : أول الإيمان قول لا إله إلا الله

١ ـ عن أبي جَمْرَةَ قال : كنتُ أترجِمُ بين يديْ عبدِ اللهِ بنِ عبّاس وبين الناس ، فأتته امرأة تسأله عن نبيذِ الجرّ[1] فقال : إنَّ وفدَ عبدِ القيسِ أتَوا رسولَ اللهِ ﷺ ، فقال رسولُ اللهِ ﷺ : « مَنِ الوفدُ ؟ أو مَنِ القوم ؟ » قالوا : ربيعةُ ، قال : « مرحباً بالقوم أو بالوفدِ غيرَ خزايا ولا ندامى » فقالوا : يا رسولَ اللهِ إنا نأتيك من شُقّةٍ بعيدة وإنَّ بيننا وبينك هذا الحيَّ من كفّارِ مُضَر ، وإنا لا نستطيعُ أن نأتيكَ إلا في شهر الحرام ، فمُرْنا بأمرٍ فصلٍ نُخبِر به مَن وراءنا ، وندخل به الجنة ، قال : فأمرهم بأربع ، ونهاهم عن أربع ، قال : أمرهم بالإيمانِ بالله وحدَه ، وقال : « هل تدرون ما الإيمانُ بالله وحدَه ؟ » قالوا : اللهُ ورسولُه أعلمُ ، قال : « شهادةُ أن لا إلهَ إلا اللهُ ، وأن محمداً رسولُ الله ، وإقامُ الصلاة ، وإيتاءُ الزكاة ، وصومُ رمضان ، وأن تؤدوا خُمساً من المغنم » ، ونهاهم عن الدُّباء[2] والحَنْتَمِ والمزفَّتِ ، قـال شعبةُ وربما قال : (النقـير) وقال : « احفظوه وأخبروا مَن وراءكم » . وزاد ابن مُعاذ في حديثه عن أبيه قال : قال رسولُ اللهِ ﷺ ، للأشَجِّ أشَجِّ عبدِ القيس : « إن فيك لَخصلتين يحبُّهما اللهُ : الحلمُ والأناةُ » . (م ١/٣٥ ـ ٣٦)

٢ ـ عن أبي هُريرةَ رضيَ اللهُ عنه قال : كان رسولُ اللهِ ﷺ يوماً بارزاً للناس ، فأتاه رجلٌ فقال : يا رسولَ اللهِ ما الإيمانُ ؟ قال : « أن تؤمنَ بالله ، وملائكته ، وكتابِه ولقائه ورسله ، وتؤمنَ بالبعثِ الآخِرِ » ، قال: يا رسولَ اللهِ ما الإسلامُ ؟ قال : « الإسلامُ أن تعبدَ اللهَ ولا تُشركَ به شيئاً ، وتقيمَ الصلاةَ المكتوبةَ ، وتؤدِّيَ الزكاةَ المفروضةَ ، وتصومَ رمضانَ » . قال : يا رسولَ اللهِ ما الإحسانُ ؟ قال : « أن تعبدَ اللهَ كأنك تراهُ فإنكَ إن لا تراهُ ، فإنه يراك » . قال : يا رسولَ اللهِ متى الساعة ؟ قال : « ما المسؤولُ عنها بأعلمَ من السائل ، ولكن سأحدِّثُكَ عن أشراطِها : إذا وَلَدتِ الأمَةُ

مختصر صحيح مسلم

آٹھواں فائدہ: ابلیس بیک وقت ہر سمت سے ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے وہ کسی سمت کا پابند نہیں۔ یہ فائدہ من بین ایدیھم سے حاصل ہوا۔ نواں فائدہ: ابلیس دراصل انسانوں کا دشمن ہے اگر بعض جنات ایمان قبول کرلیں تو ان کا دشمن ہو جاتا ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے کام کیوں کئے حور و غلمان کا دشمن نہیں وہ تو آدم علیہ السلام کا بدلہ ان کی اولاد سے لے رہا ہے یہ فائدہ لا تیتنھم سے حاصل ہوا کیونکہ ھم کی ضمیر انسانوں یعنی اولاد آدم کی طرف ہے۔ دسواں فائدہ: اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو علم غیب بخشا ہے، دیکھو اس نے قیامت تک کے انسانوں کے متعلق کہا لا تجد اکثرھم شاکرین اور بالکل سچ کہا واقعی تھوڑے انسان شاکر ہیں بہت سے کافر ہیں۔ رب فرماتا ہے وقلیل من عبادی الشکور جب شیطان کو عطا علم غیب ہوئی تو مقبول بندوں کے لئے علم غیب کی عطا ماننا شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ گیارھواں فائدہ: تقیہ کرنا بدترین جرم ہے دیکھو شیطان نے رب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ نہیں کیا بلکہ جو اس نے کرنا تھا وہی صاف صاف کہہ دیا۔ بارھواں فائدہ: اللہ کے نیک بندوں کا قرب شیطان سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے دیکھو ابلیس ہمارے دائیں بائیں سمت سے ہم سے قریب نہیں ہو تا دور رہ کر ہم کو بہکاتا ہے کیونکہ ادھر فرشتے موجود ہیں یہ فائدہ عن ایمانھم اور عن شمائلھم میں عن فرمانے سے حاصل ہوا جیسا کہ ہم نے ابھی تفسیر میں تفصیل سے عرض کر دیا۔

پہلا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا سب کو گمراہ کرنے والا ابلیس ہے اور ابلیس کو گمراہ کرنے والا رب ہے تو سب کی گمراہی کی ذمہ داری رب تعالیٰ پر ہونی چاہئے دیکھو فرمایا گیا اغویتنی (استیار تھے پر کاش) [illegible] اس بیہودہ اعتراض کا جواب ابھی تفسیر میں بھی گزر گیا اور پارہ الم میں تفصیل سے عرض کر دیا گیا کہ برائی کی رغبت دینا [illegible] شیطان کا ہے اور برائی پیدا فرمانا اچھا ہے اس میں لاکھوں حکمتیں ہیں ہر کام رب تعالیٰ کا ہے چھری چلا تو بنانا اچھا ہے مگر ظلماً قتل کرنا برا ہے۔ اغویتنی کے معنی ہیں کہ تو نے مجھ میں گمراہی پیدا کی اور اگر اس کے معنی یہ ہوں کہ تو نے مجھے [illegible] یا تو یہ شیطان کی بکواس ہے۔ رب نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا جو ہدایت ہی ہدایت تھا سجدہ نہ کرنا اس [illegible] اس نہ کرنے سے وہ گمراہ ہوا۔ دوسرا اعتراض: شیطان دوزخ کی طرف بلاتا ہے تو چاہئے کہ ٹیڑھے راستے پر [illegible] رستے پر کیوں بیٹھتا ہے یہ تو جنتیوں کا راستہ ہے۔ جواب: تین وجہوں سے ایک یہ کہ اوھر آنے والوں کو وہ یہاں سے [illegible] پر پہنچانے کی کوشش کرتا ہے دوزخیوں کو صرف ٹیڑھے راہ پر جماتا ہے جمانا آسان ہے ہٹانا مشکل ہے اس لئے وہ [illegible] تا ہے دوسرے یہ کہ اسی راستہ پر اللہ کی قائم کردہ حفاظتی چوکیاں محافظین بندے رہتے ہیں حضرات انبیاء و اولیاء کیونکہ [illegible] گروہ راستہ ہے ٹیڑھے راستوں پر یہ کچھ نہیں اس لئے یہ بھی وہاں ہی رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ شیطان گویا ڈاکو ہے ڈاکو [illegible] جہاں سے مال والے لوگ گزرتے ہوں ایمان والے اعمال والے عرفان والے تقویٰ والے لوگ یہاں سے ہی گزرتے [illegible] یہاں ہی رہتا ہے ٹیڑھے راستے والوں کے پاس ہوتا ہی کچھ نہیں ان سے کیا چھینے۔ تیسرا اعتراض: جب شیطان [illegible] تھا کہ میں قیامت تک یہ حرکتیں کروں گا تو اسے رب نے اس وقت ہلاک کیوں نہ کر دیا نہ شیطان رہتا نہ دنیا میں کفر و [illegible] دو وجہ سے ایک یہ کہ شیطان اپنی درازی عمر کا رب سے پہلے ہی وعدہ لے چکا تھا اور وعدہ خلافی عیب۔ دوسرے [illegible] کہ شیطان دنیا میں رہے اسی کی وجہ سے ہزارہا بلا تیں ریاضتیں ہوں گی جو اس کی وجہ سے حضرات انبیاء و اولیاء [illegible] کی بقاء جوڑ توڑ ہے بھوک پیدا کی

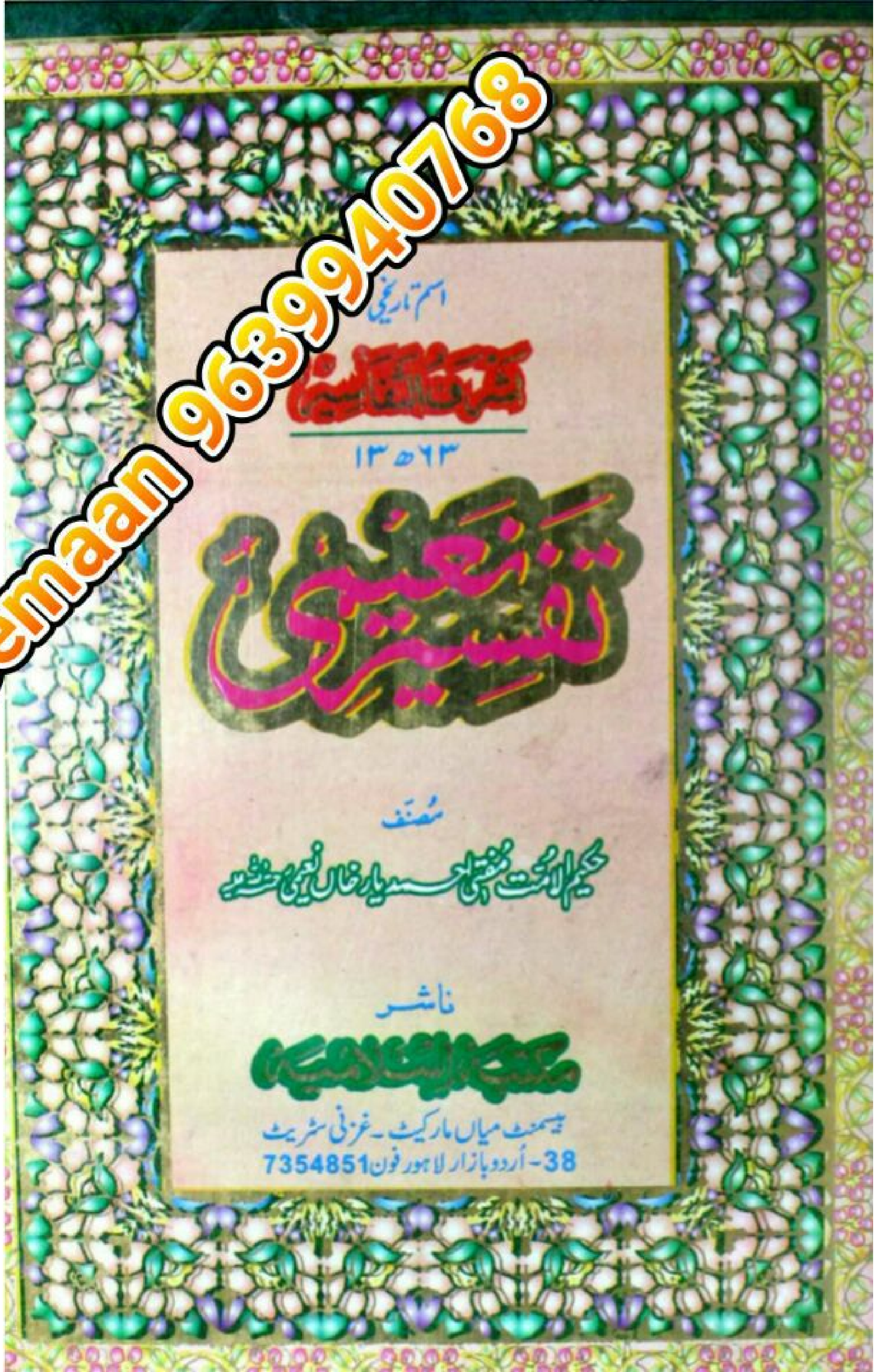

https://t.me/taqviyatuleemaan 963994076

أرض تموت إن الله عليم خبير ﴾ ».

انفرد بإخراجه البخاري فرواه في « كتاب الاستسقاء » من صحيحه [illegible] محمد بن يوسف الفريابي ، عن سفيان [illegible] سعيد الثوري [illegible] (١) . ورواه [illegible] :

حدثنا يحيى بن سليمان ، حدثنا ابن وهب ، حدثني عمر بن محمد [illegible] عمر : أن أباه حدثه أن عبد الله بن عمر قال : قال رسول الله ﷺ : « [illegible] خمس ثم قرأ : ﴿ إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام ﴾ » ، انفرد [illegible].

ورواه الإمام أحمد عن غُنْدَر ، عن شعبة ، عن عمر [illegible] محمد ؛ أنه [illegible] يحدث [illegible] عمر ، عن النبي ﷺ قال : « أوتيت مفاتيح كل شيء إلا الخمس : ﴿ إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس بأي أرض تموت إن الله عليم خبير ﴾ » (٣).

[حديث ابن مسعود ، رضي الله عنه : قال الإمام أحمد : حدثنا يحيى ، عن شعبة ، حدثني عمرو بن مُرَّة ، عن عبد الله بن سلمة قال : قال عبد الله (٤) : أوتي نبيكم ﷺ مفاتيح كل شيء غير خمس : ﴿ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴾] (٥) (٦) .

وكذا رواه عن محمد بن جعفر ، عن شعبة ، عن عمرو بن مرة ، به . وزاد في آخره : قال: قلت له : أنت سمعته من عبد الله ؟ قال : نعم . أكثر من خمسين مرة (٧) .

ورواه أيضا عن وكِيع ، عن مِسْعَر ، عن عمرو بن مرة به (٨) .

وهذا إسناد حسن على شرط أصحاب السنن ولم يخرجوه .

حديث أبي هريرة : قال البخاري عند تفسير هذه الآية : حدثنا إسحاق ، عن جرير ، عن أبي حيان ، عن أبي زُرْعَة ، عن أبي هريرة ، رضي الله عنه (٩) ؛ أن رسول الله ﷺ كان يوما بارزا للناس ، إذ أتاه رجل يمشي ، فقال : يا رسول الله ، ما الإيمان ؟ قال : « الإيمان: أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله ولقائه ، وتؤمن بالبعث الآخر » . قال : يارسول الله ، ما الإسلام ؟ قال : « الإسلام :أن تعبد الله ولا تشرك به شيئاً ، وتقيم الصلاة ، وتؤتي الزكاة المفروضة ، وتصوم رمضان» . فقال : يا رسول الله ، ما الإحسان ؟ قال : « الإحسان: أن تعبد الله كأنك تراه ، فإن لم تكن تراه فإنه يراك » . قال : يا رسول الله، متى الساعة ؟ قال : « ما المسؤول عنها بأعلم من السائل، ولكن سأحدثك عن أشراطها : إذا ولدت الأمَةُ ربَّتَهَا ، فذاك من أشراطها . وإذا كان الحفاة

(١) المسند (٢/ ٢٤) وصحيح البخاري برقم (١٠٣٥) .

(٢) صحيح البخاري برقم (٤٦٩٧) .

(٣) المسند (٢/ ٨٥) .

(٤) في ت : « وروى الإمام أحمد عن ابن مسعود قال » .

(٥) زيادة من ف ، أ .

(٦) المسند (١/ ٣٨٦)

(٧) المسند (١/ ٤٣٨) .

(٨) المسند (١/ ٤٤٥) .

(٩) في ت : « وروى البخاري » .

حضرت ملا علی القاریؒ اور مسئلہ علم غیب

حضرت ملا علی قاری الحنفیؒ نے علم غیب کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ بلاکم و کاست حرف بحرف فرقہ رضاخانی میں موجود ہے۔ ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں: "اور جب حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ واقعہ پیش آیا اور بہتان تراشوں نے ان کو متہم کیا تو نبی اکرم ﷺ کو اصل حقیقت کا علم نہ ہوسکا تا آنکہ اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی اور اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات کا ذکر کیا گیا۔ مگر اس غالی فرقہ کا خیال ہے کہ آپ بلاشک و شبہ حقیقت حال سے آگاہ تھے اور معہذا لوگوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جدائی اور طلاق کا مشورہ کرتے رہے اور باوجود علم کے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا سے بھی آپ نے دریافت کیا اور آپ نے یقینی علم کے باوجود یہ بھی کہا کہ اے عائشہ اگر تجھ سے گناہ صادر ہوچکا ہے تو اللہ سے معافی مانگ لے حالانکہ آپ ﷺ کو علم یقینی حاصل تھا۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی عیب نہیں ہے اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اس فرقہ کا باوجود اس غلو کے یہ عقیدہ ہے کہ وہ جتنا غلو کرینگے اتنا ہی انکو حضور ﷺ کا تقرب حاصل ہوگا اور آپ کے خاص ترین لوگوں میں ہوں گے درحقیقت یہ لوگ رسول خدا ﷺ کے حکم کے سب سے زیادہ نافرمان اور آپ کی سنت کے سب سے بڑھ کر مخالف ہیں اور ان میں نصاریٰ کی سی مشابہت پائی جاتی ہے۔ انہوں نے مسیح علیہ السلام کے بارے میں انتہائی غلو کیا اور ان کے دین و شریعت کی بڑی مخالفت کی اور ان لوگوں کا مقصد بھی صرف یہ ہے کہ وہ خالص جعلی اور جھوٹی روایتوں کو تسلیم کرتے اور صحیح احادیث کی تحریف کرتے ہیں۔ مگر اللہ خود اپنے دین کا نگران ہے وہ گروہ اہل حق کو دین کی حفاظت کے لئے ضرور کھڑا کرتا رہے گا۔ جو خالص دین لوگوں کے سامنے پیش کرتا رہے گا۔ (موضوعات کبیر صفحہ 194 مترجم اردو)

www.facebook.com/RazaKhaniFitna

شیعہ اور بریلوی بھائی بھائی؛

بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النبیین فداہ ابی وامی کو جو کچھ ہوگیا اور جو کچھ ہونیوالا سب غیب کا علم ہے اور بعینہ یہ عقیدہ شیعہ کا ہے چنانچہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ماکان وما یکون کا علم عطا کردیا تھا؛

نوٹ؛ یہ عقیدہ قرآنی نصوص اور صریح احادیث اور اسلاف کے اقوال کے منافی ہے اگرچہ ہمارے آقا علیہ السلام کے پاس تمام انبیاء ورسل اور تمام انسانوں سے زیادہ علم ہے اسمیں کچھ شک نہیں مگر جمیع ماکان وما یکون کا علم صرف خاصہ خداوندی ہے

روز اول سے روز آخر تک کا سب ماکان وما یکون انہیں بتایا۔ اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر ہر رطب ویابس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا الی ان قال ترجمہ اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل وحکم فصل ہے؛

قال تعالیٰ ونزلنا علیک الکتاب تبیانًا لکل شیئ الخ وقال تعالیٰ ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیئ قال اللہ تعالیٰ۔ مافرطنا فی الکتاب من شیئ۔

اور پھر آگے یوں

بکرہ جز نفی میں منفی

خاص ہو کر مستعمل

قطعی ہے اور نص

شرعی تخصیص وتا

ایمان اٹھ جائے گے

اور مولوی ابو البرکا

لفظ کل تو ایسا عام

ان اکابرین ملت

سرفراز صاحب نے ان

سے ۸۷ تک دیا ہے

کو نقل کرکے جواب دیا

صاحب لکھتے ہیں:

اثبات علم الغیب فی جواب ازالۃ الریب

(جلد دوم)

تصنیف

حضرت مولانا علامہ غلام فرید صاحب رضوی ہزاروی مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ ... رضویہ ...

ناشر

مکتبہ سعیدیہ رضویہ ... گوجرانوالہ

لَهَا فِي الدُّنْيَا ...

أَعْلَمُ أَنَّ فِي ...

٨ - قَالَ: ...

أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ ...

الْقَدْرِ، وَتَنَزُّلِ ...

يَأْتُونَهُمْ بِأَمْرٍ ...

إِلَّا وَعَلِيٌّ ...

عَلَيْكَ الْقَضَاءُ بِطَلَبِ الدَّيْنِ، قَالَ: فَافْهَمْ مَا أَقُولُ لَكَ.

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أُسْرِيَ بِهِ لَمْ يَهْبِطْ حَتَّى أَعْلَمَهُ اللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ عِلْمَ مَا قَدْ كَانَ وَمَا سَيَكُونُ، وَكَانَ كَثِيرٌ مِنْ عِلْمِهِ ذَلِكَ جُمَلًا يَأْتِي تَفْسِيرُهَا فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَكَذَلِكَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام قَدْ عَلِمَ جُمَلَ الْعِلْمِ وَيَأْتِي تَفْسِيرُهُ فِي لَيَالِي الْقَدْرِ، كَمَا كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ السَّائِلُ: أَوَمَا كَانَ فِي الْجُمَلِ تَفْسِيرٌ؟ قَالَ: بَلَى وَلَكِنَّهُ إِنَّمَا يَأْتِي بِالْأَمْرِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فِي لَيَالِي الْقَدْرِ إِلَى النَّبِيِّ وَإِلَى الْأَوْصِيَاءِ: افْعَلْ كَذَا وَكَذَا، لِأَمْرٍ قَدْ كَانُوا عَلِمُوهُ، أُمِرُوا كَيْفَ يَعْمَلُونَ فِيهِ؟ قُلْتُ: فَسِّرْ لِي هَذَا؟ قَالَ: لَمْ يَمُتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا حَافِظاً لِجُمْلَةِ الْعِلْمِ وَتَفْسِيرِهِ، قُلْتُ: فَالَّذِي كَانَ يَأْتِيهِ فِي لَيَالِي الْقَدْرِ عِلْمُ مَا هُوَ؟ قَالَ: الْأَمْرُ وَالْيُسْرُ فِيمَا كَانَ قَدْ عَلِمَ، قَالَ السَّائِلُ: فَمَا يَحْدُثُ لَهُمْ فِي لَيَالِي الْقَدْرِ عِلْمٌ سِوَى مَا

مقالاتِ بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ

جلد اول

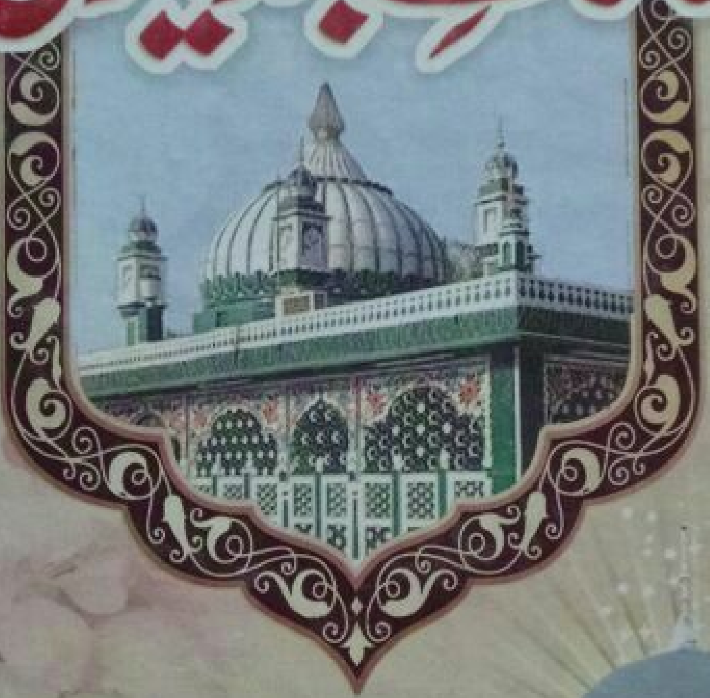

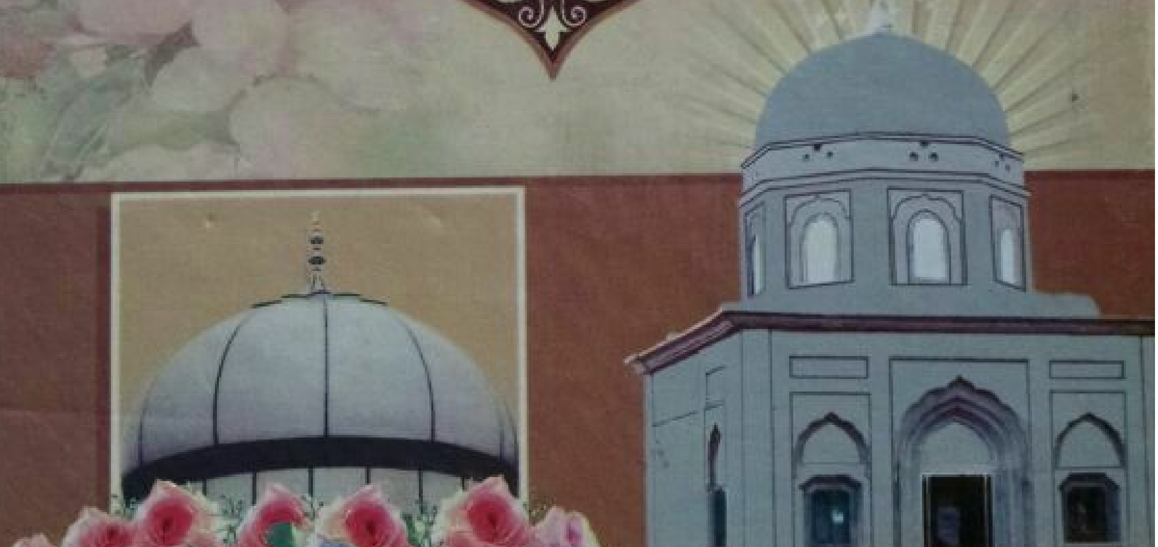

از

جامع المعقول والمنقول

حاوی الفروع والاصول، تاجورِ کشورِ تدریس، ملک المدرسین

حضرت علامہ استاذ الاساتذہ

مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی بندیالوی نور اللہ مرقدہ

ناشر

استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب

فائدہ چہارم:۔ قرآن کریم میں اللہ جل شانہ کو ''رب العالمین'' فرمایا گیا۔اور ''العالمین'' عالم کی جمع ہے۔اور عالم

'' آلہ'' کا صیغہ ہے۔جس چیز سے کسی شئے کا علم آئے اور جو چیز کسی کے وجود پر دلیل ہو اسکو عالم کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔جو کہ عالم کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل ہے اسلئے اسکو عالم کہا جاتا ہے۔اور عالم موجود ماسوی اللہ کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ اور معدومات پر عالم کا اطلاق نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی توحید یہ ہے کہ اسکی دلیل سے حاصل کی جائے کیوں کہ عالم کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر اور توحید کی دلیل ہے۔لہذا اس عالم کا جتنا زیادہ کسی کو علم ہوگا اتنی ہی اسکی توحید کامل ہوگی۔اور جن کو عالم کا تھوڑا علم ہوگا اسکی توحید ناقص ہوگی۔اسلئے اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو عالم کی ہر چیز کا علم ہے۔لہذا آپ کی توحید کامل اور مکمل ہے۔اور اگر کسی نام نہاد مسلمان کا یہ عقیدہ ہو کہ عالم کی فلاں چیز کا علم حضور ﷺ کو عطا نہیں ہوا، یا آپ فلاں فلاں چیز کو نہیں جانتے تو گویا وہ شخص حضور اکرم ﷺ کی توحید کو (العیاذ باللہ) ناقص اور غیر مکمل خیال کرتا ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ عالم کی تمام اشیاء متناہی اور محدود ہیں اور عارف باللہ پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اسکو عالم کی تمام اشیاء کا علم آجاتا ہے اور اس کی توحید مکمل ہو جاتی ہے۔اسکو ''سیر الی اللہ'' کہا جاتا ہے۔یہ سیر متناہی اور محدود ہے۔عارف باللہ اسکو ختم کر لیتا ہے اسکے بعد ''سیر فی اللہ'' شروع ہوتی ہے۔یعنی عارف باللہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا علم آنا شروع ہو جاتا ہے یہ سیر غیر متناہی اور لامحدود ہے۔عارف اسمیں ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے۔اور یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی۔مذکورا بالا حدیث پاک میں جو فرمایا گیا لا یزال عبدی یتقرب الی (الحدیث)

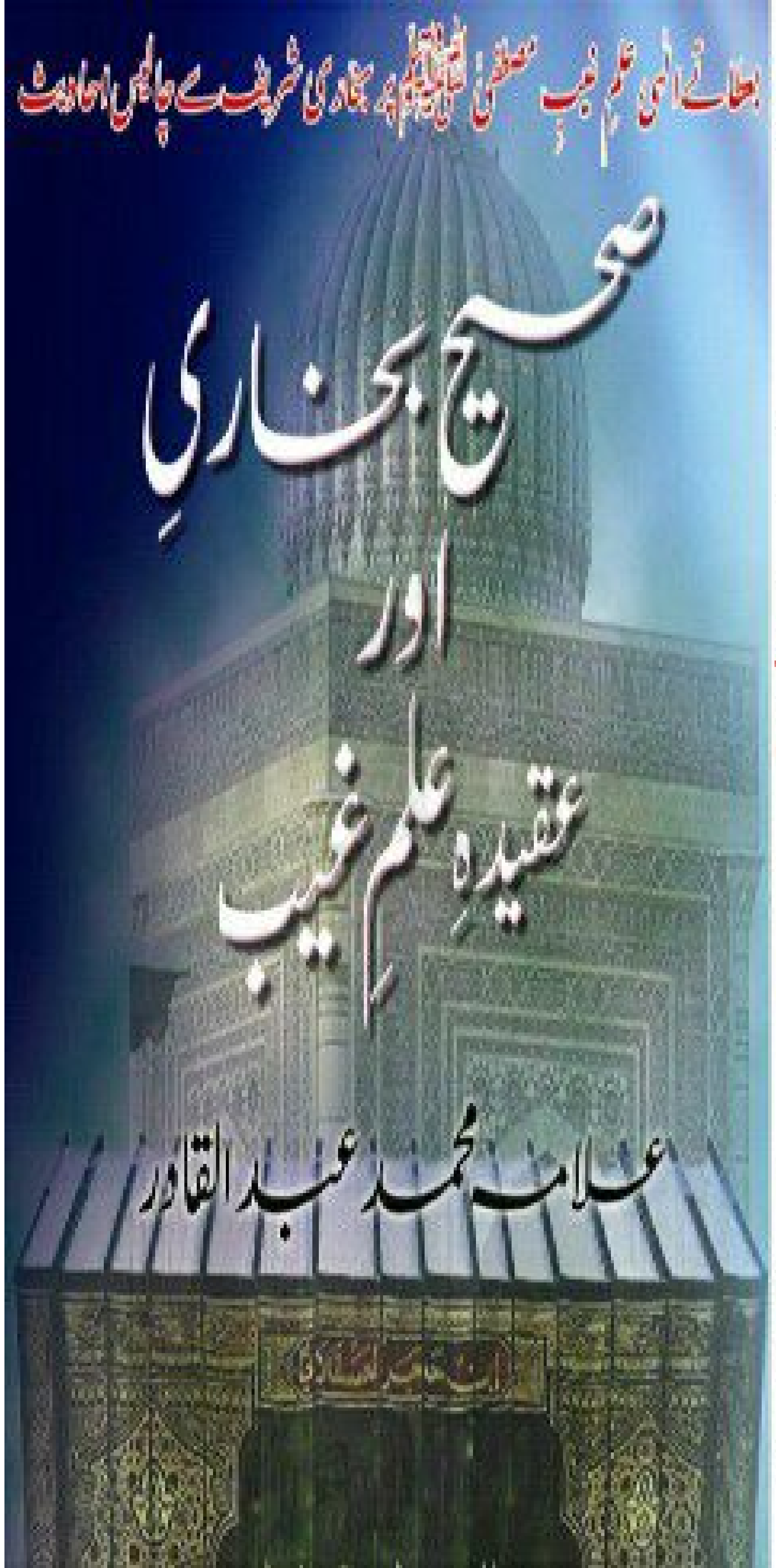

عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا

چند الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو صرف اللہ عزوجل کے لئے استعمال ہوتے ہیں، بارگاہِ الٰہی عزوجل کے انتہائی ادب کی وجہ سے کسی اور کے لیے استعمال نہیں ہوتے جیسے لفظِ رحمٰن، لغوی لحاظ سے اس کے معنٰی ہیں بہت زیادہ رحم کرنے والا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ مخلوق میں سب سے زیادہ رحمت فرمانے والے ہیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآنِ عظیم نے رؤف رحیم اور رحمۃ للعالمین فرمایا لیکن ہم سب جانتے ہیں حضور ﷺ کے لیے رحمٰن کا لفظ نہیں بولا جاتا بلکہ رحمٰن صرف اللہ عزوجل کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے، اسی طرح عالم الغیب کا اطلاق صرف اللہ عزوجل کے لیے ہوگا، جیسا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضورِ اقدس ﷺ قطعاً بے شمار غیوب، ماکان ومایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضورِ اقدس ﷺ قطعاً عزت وجلالت والے ہیں تمام عالم میں اُنکے برابر کوئی عزیز وجلیل نہ ہے نہ ہوسکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد ﷺ (کہا جائے گا)۔

("الفتاوی الرضویۃ"، ج ۲۹، ص ۵۰۲)

یہ سب اللہ عزوجل کے انتہائی ادب کی وجہ سے ہے، یہاں یہ بات یاد رہے کہ جس طرح لفظِ "الرحمٰن" اور "عزوجل" کا مخلوق کے لئے استعمال نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اب مخلوق میں اللہ عزوجل کی عطا سے کوئی رحمت کرنے والا، عزت والا نہیں، اسی طرح لفظِ "عالم الغیب" کا نبی پاک ﷺ کے لیے استعمال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنۡطِقُ عَلَيۡكُمۡ بِالۡحَقِّ (القرآن الحکیم)

مقیاسُ الحنفیّت

جُنید زمان پیرِ طریقت مناظرِ اعظم
ابوعبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز
۴۔ دربار مارکیٹ لاہور

امت کے لئے ظاہر نہ فرمانا ان کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اس خبر سے بے علم سمجھا تو اس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر وہ منکر نبوت رہے گا۔ یا اس کو یہ ماننا پڑے گا نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اس کے نبوت کے انعدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا نبی سے منعدم ہونا ایک آن کے لئے بھی اصول نبوت کیا بلکہ اصول الٰہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہو سکتا جیسا کہ نبی ﷺ تمام عالمین کے علم سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی ﷺ کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدائے آفرینش حضور ﷺ کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہ ہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں کی سے بالاتر ہے آپ کی شان نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف} غیب کے معنی مَا غَابَ عَنۡكَ ہیں۔

(۱) بقرہ ۱/۱} هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ (ہدایت ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو دیکھی ہوئی نہیں).

(۲) نساء ۵/۶} فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (نیک بخت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی) یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کے جاویں تو فرمان الٰہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

(۳) مائدہ ۷/۱۳} لِيَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ يَّخَافُهٗ بِالۡغَيۡبِ (تاکہ معلوم کرے اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے)

(۴) یوسف ۱۲/۷} ذٰلِكَ لِيَعۡلَمَ اَنِّيۡ لَمۡ اَخُنۡهُ بِالۡغَيۡبِ یوسف علیہ السلام

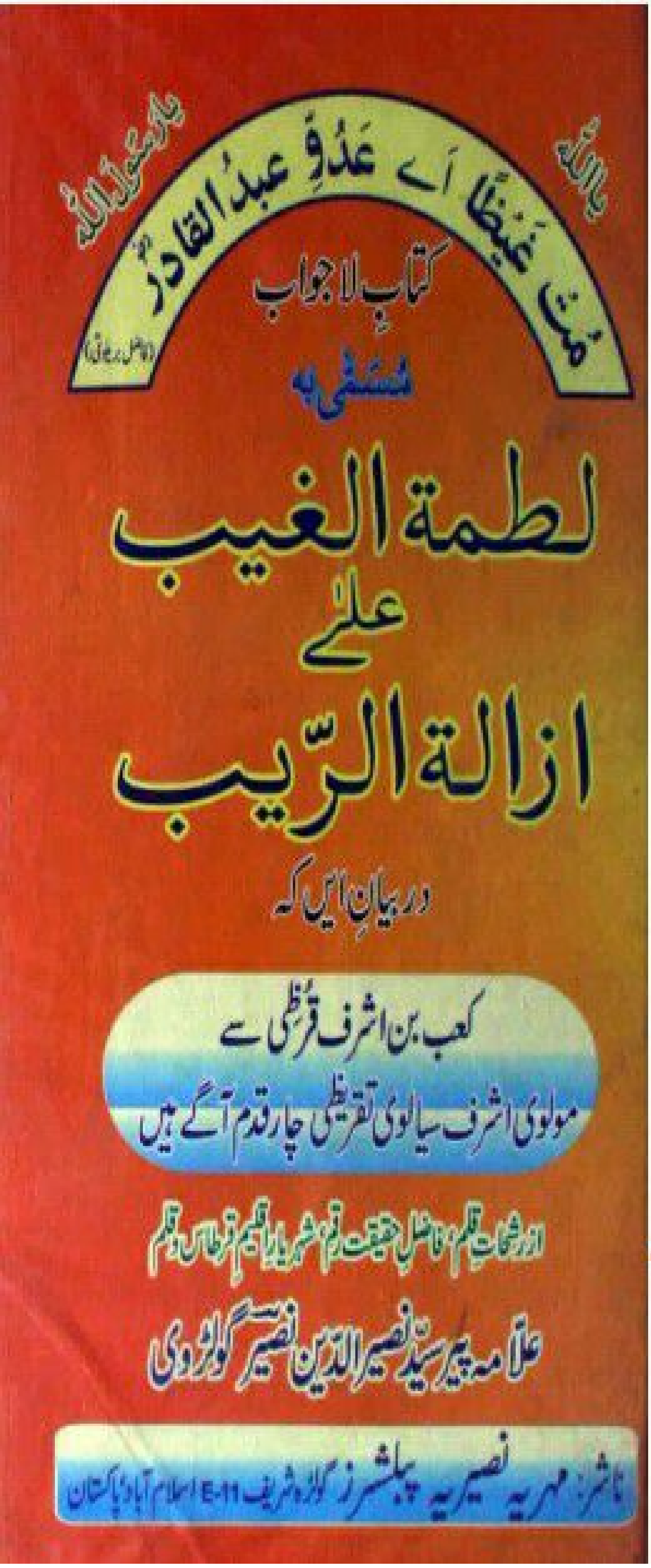

یعنی جو حواسِ خمسہ کے ذرائع اور دوسرے کسی قسم کی وساطت کا مرہونِ منت نہ ہو' ایسا غیب 'غیبِ ذاتی' ہے اور یہ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی ذات کے لئے۔ جس میں کوئی نبی' کوئی رسول اور مخلوق کا کوئی فرد شریک نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کا علم دے دے جیسا کہ بالعموم انبیائے سلف کو اور بالخصوص سید الانبیاء علیہ السلام کو عطا فرمایا تو ایسا غیب' غیبِ عطائی کہلاتا ہے' انبیاء علیھم السلام کی اس منصوص غیب دانی کا منکر' منکرِ نصوصِ قطعیہ ہے اور منکرِ نصِ قرآنی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور علمائے احناف نے اسی علمِ غیبِ ذاتی کے قائل کو کافر کہا ہے نہ کہ عطائی کے قائل کو۔

اب یہ فہرست کوئی نہیں گنوا سکتا کہ کن کن اور کتنی چیزوں کے جاننے میں کون کون نبی اور رسول کس مقام پر فائز ہے' کیوں کہ اس کا حتمی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام چونکہ افضل الناس ہیں' اس لئے آپ اعلم الناس بھی ہیں اور جو اعلم الناس کے مرتبہ جلیلہ پر فائز ہو' وہ یقیناً کائنات کے تمام انسانوں سے زیادہ غیب دان ہوتا ہے' اس لئے کہ یہ شرف صرف حضور علیہ السلام سے مخصوص ہے کہ آپ پوری کائنات کے ہر انسان پر ہر وصف' ہر خوبی اور ہر کمال میں کُلّی طور پر فضیلت رکھتے ہیں' یہ مرتبہ آپ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں اور پھر وعلّمك مالم تكن تعلم کی آیت میں لفظ 'ما' کا عموم اس پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے' اللہ تعالیٰ نے اُسے آپ پر منکشف فرما دیا اور اس کا تحقق ماضی مطلق کے صیغہ' واحد غائب و علّمك سے فرمایا۔ طرفہ تر یہ کہ خود پر صیغہ' غائب کا اطلاق کرنے والا ضمیرِ کاف کے مخاطب کو حاضر پا کر اس کے سامنے ازل سے لیکر ابد تک کے علومِ غیبیہ وحضوریہ کے دروازے

marfat.com

تفسير القرآن العظيم

للحافظ
أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي
(٧٠٠ - ٧٧٤هـ)

تحقيق
سامي بن محمد السلامة

الجزء السادس
النور - يس

دار طيبة للنشر والتوزيع

من شأننا ، فعثرت أم مسطح في مِرْطها فقالت : « تَعس مسْطح » . فقلت لها : بئسما قلت . تسبين رجلا [قد] (١) شهد (٢) بدرا ؟ قالت : أيْ هَنْتاه ، ألم (٣) تسمعي ما قال ؟ قلت : وماذا قال ؟ فأخبرتني (٤) بقول أهل الإفك ، فازددتُ مرضًا إلى (٥) مرضي . فلما رجعتُ إلى بيتي فدخل على رسول الله ﷺ فسلم ، ثم قال : « كيف تِيكُم ؟ » قلت : أتأذن لي أن آتي أبويّ ؟ - قالت : وأنا حينئذ أريد أن أتيقن الخبر من قبَلهما - فأذنَ لي رسول الله ﷺ ، فجئت أبوى فقلت لأمي : يا أمَّتاه ، ما يتحدث الناس ؟ فقالت : أيْ بُنَية (٦) ، هوِّني عليك ، فوالله لقلما كانت (٧) امرأة قَطّ وضيئة ، عند رجل يحبها ، ولها ضرائر إلا أكثرن عليها . قالت : فقلتُ : سبحان الله أوقد تحدث الناس بهذا ؟ قالت : فبكيت تلك الليلة حتى أصبحت ، لا يرقأ لي دمع ولا أكتحل بنوم ، ثم أصبحت أبكي . فدعا رسول الله ﷺ عَلِيًا (٨) ، وأسامة بن زيد حين استلبث الوحيُ ، يستشيرهما في فراق أهله ، قالت : فأما أسامة بن زيد فأشار على رسول الله ﷺ بالذي يعلم من براءة أهله ، وبالذي يعلم في نفسه له من الود ، فقال : يا رسول الله ، هم أهلك ، ولا نعلم إلا خيرا . وأما على بن أبي طالب فقال : لم يُضيق الله عليك ، والنساء سواها كثير ، وإن تسأل الجارية تصدُقك الخبر . قالت (٩) : فدعا رسول الله ﷺ بَريرة ، فقال : « أيْ بَريرة ، هل رأيت من شيء يَريبك من عائشة؟» فقالت له بريرة : والذى بعثك بالحق إنْ رأيت عليها أمرا قَطّ أغمصهُ عليها ، أكثر من أنها جارية حديثة السن ، تنام عن عجين أهلها ، فتأتي الداجن فتأكله ، فقام رسول الله ﷺ فاستعذر من عبد الله بن أبي بن سَلُول . قالت : فقال رسول الله ﷺ وهو على المنبر : « يا معشر المسلمين ، مَنْ يعذرني من رجل قد بلغني أذاه في أهل بيتي ، فوالله ما علمت على أهلي إلا خيراً ، ولقد ذكروا رجلا ما علمت عليه إلا خيراً ،

---

(١) زيادة من ف ، أ ، والمسند . (٢) في أ : « شاهد » . (٣) في ف : « أولم » .
(٤) في ف ، أ : « وماذا قال ؟ قالت : فأخبرتني » . (٥) في أ : « على » . (٦) في ف ، أ : « يا بنية » .

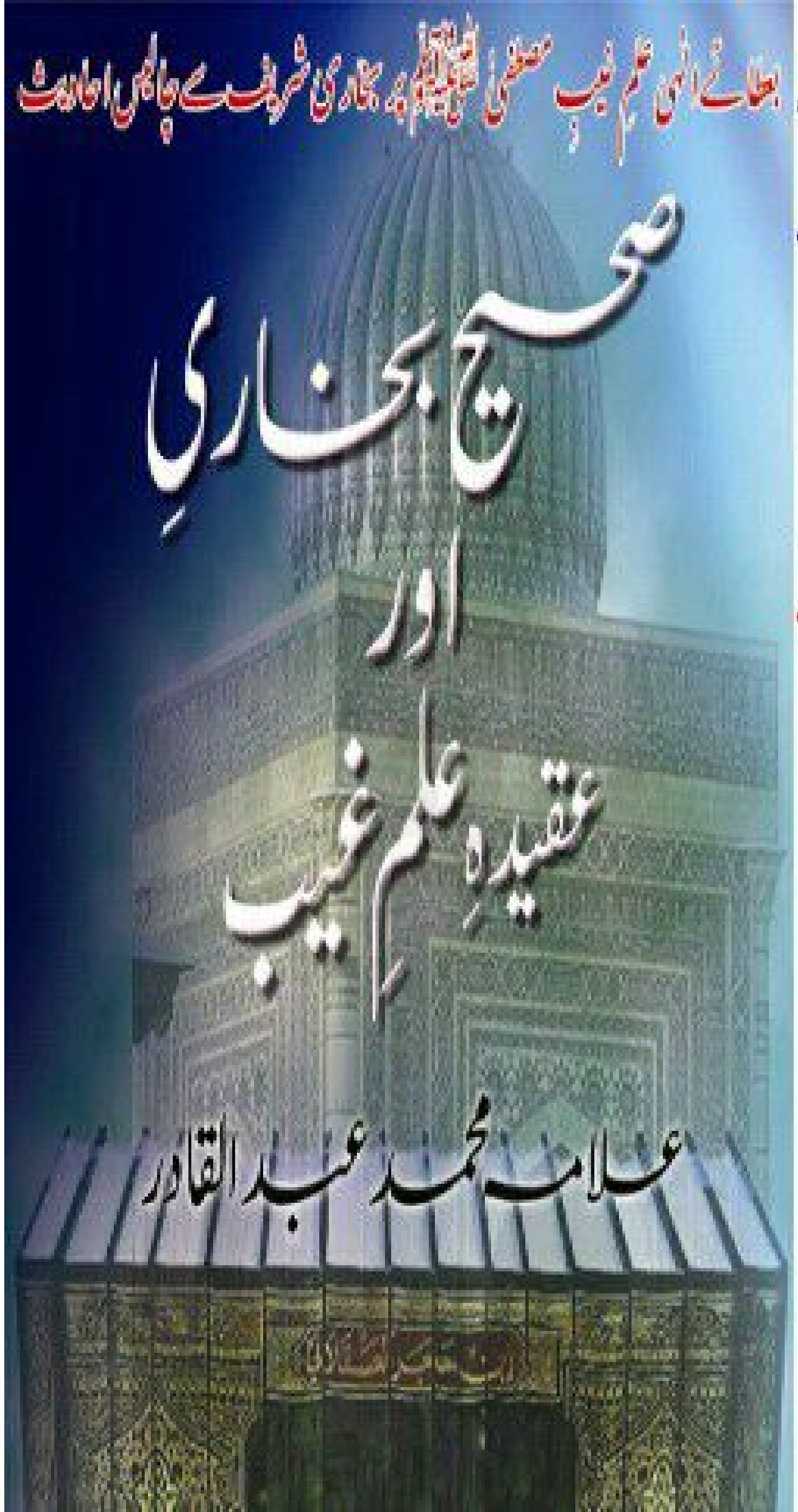

تیسری قسم: اس سے مراد وہ مسائل ہیں جن کے بارے میں اہلسنت وجماعت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اہلسنت وجماعت میں اس بات پر تو اتفاق ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو علوم غیب میں سے بعض واقعات کے بارے میں علم عطا فرمایا ہے لیکن اس بارے میں اہلسنت وجماعت میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ علوم غیب میں سے قیامت تک کے تمام واقعات کا علم تفصیل کے ساتھ عطا فرمایا گیا ہے یا خاص خاص واقعات کا علم دیا گیا ہے، اس بارے میں بکثرت علماء اہلسنت، علماء باطن اور اولیاء کرام رحمھم اللہ اور انکی اتباع کرنے والے علماء کا یہ عقیدہ ہے:

1) روز اول سے قیامت تک تفصیل کے ساتھ سرکار دوعالم ﷺ کو علوم غیب میں سے ہر ہر واقعہ کا علم اللہ عزوجل نے عطا فرمایا ہے۔
2) نیز لوح محفوظ میں جو کچھ ماکان ومایکون درج ہے (یعنی جو ہوا اور جو ہوگا) کا علم رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔
3) رسول اللہ ﷺ کو تعیینِ وقت قیامت کا بھی علم ہے۔
4) حضور پر نور ﷺ کو حقیقتِ روح کا بھی علم ہے۔
5) محبوب ﷺ کو قرآن عظیم کے تمام متشابہات کا علم ہے۔

تو جو کوئی اس تیسری قسم میں سے کسی عقیدے کو نہ مانے مثلاً کہے: سرکار دوعالم ﷺ کو علوم غیب میں سے جتنا اللہ عزوجل نے چاہا اتنا علم ہے، ہر ہر واقعے کا علم نہیں تو ایسا شخص معاذ اللہ کافر تو در کنار گمراہ اور فاسق بھی نہیں اور اس عقیدے کی بنا پر اس کو شرمندہ تک نہیں کیا جائے گا بشرطیکہ دل میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کا کمال درجے کا ادب واحترام رکھتا ہو اور نہ ماننا اس وجہ سے ہو کہ اپنے خیال میں دلائل سے استدلال کو قوی نہ سمجھتا ہو اور نہ ماننا اس بیماری کی وجہ سے نہ ہو جو آج کل بدمذہبوں کے دلوں میں پائی جاتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کی تعریف وثناء سن کر جلتے ہیں، ہر بات میں

اور خلیل صلوٰۃ اللہ علیہ کا معاملہ بالعکس ہے۔علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وما بینھما بون بائن یعنی ان دونوں علوم میں بڑا عظیم فرق ہے قرآن وسنت سے جو عقیدہ توحید ثابت ہوتا ہے اس کا ذکر اوپر بیان ہو چکا ہے۔اور اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی بھی نبی ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید مکمل نہیں ہے۔چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ آپ ﷺ کو فلاں چیز کا علم نہیں تھا تو بتائیے جب آپ ﷺ کی توحید مکمل نہیں ہے تو پھر دنیا میں کس کی توحید مکمل ہو سکتی ہے۔اور بعض اہل بدعت نے عقیدہ توحید کو الٹا جامہ پہنا دیا کہ اگر کسی نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عالم کی ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے تو یہ عقیدہ شرک ہے یعنی عقیدہ توحید کو جو براہین سے ثابت ہوتا ہے اس کو تو شرک قرار دیا اور ان اہل بدعت نے عقیدہ توحید یہ اختراع کیا کہ کامل موحدہ ہے جس کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ ہو اور پھر طرفہ یہ کہ ان اہل بدعت کے نزدیک شیطان لعین کی وسعت علمی تو نص قرآنی سے ثابت ہے اور افضل الانبیاء ﷺ کے علم پر کوئی دلیل نہیں ہے جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ شیطان کی توحید انبیاء علیہم السلام کی توحید سے اکمل ہے۔نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ع

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا نام خرد

یہاں تک بندہ نے یہ واضح کیا ہے کہ ملت اسلامیہ کی اساس اول توحید کو اہل ضلالت نے کتنا غلط رنگ دیا ہے اب آیئے آپ کو دین متین کی بنیاد ثانی یعنی رسالت سے روشناس کرائیں۔پھر اہل بدعت نے اس بنیاد میں جو قہر سامانیاں کیں ہیں ان پر سے پردہ اٹھائیں اولاً آپ کو یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک عقیدہ رسالت ﷺ کیا چیز ہے؟ قرآن پاک میں ہے۔انی جاعل فی الارض خلیفہ اس آیت مبارکہ پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ خلیفہ اس وقت مقرر کیا جاتا ہے جب اصل کام سرانجام نہ دے سکے۔اللہ تعالیٰ تو ہر قسم کے

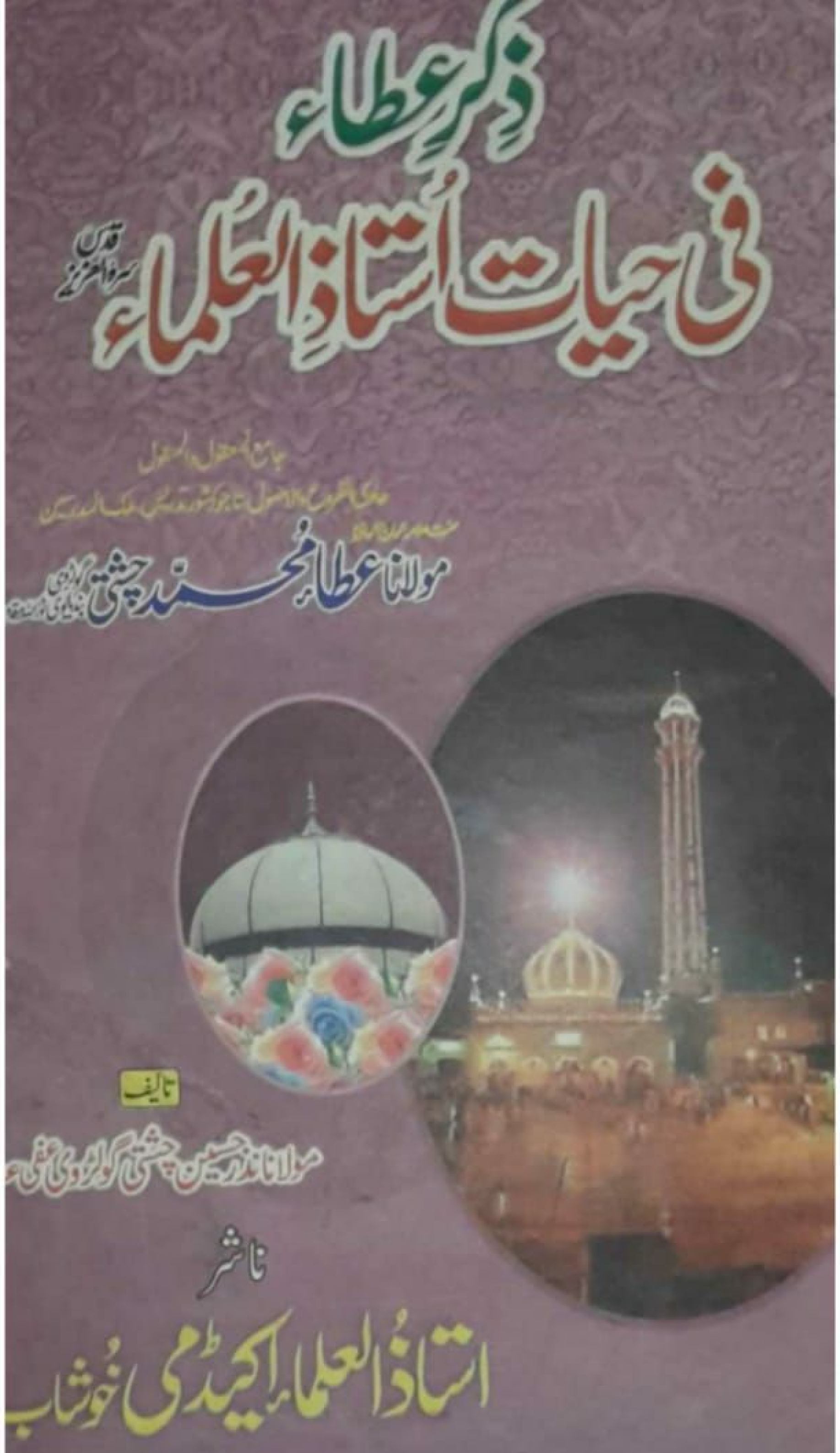

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القواعد فی العقائد

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا

048-3215204-0303-7931327

افضل سمجھنا اور شیخین سے محبت کرنا، موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا، تمام صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان کا ادب، اجماع امت کی حجیت کو تسلیم کرنا، ہمیشہ جماعت کا ساتھ دینا اور شذوذ سے بچنا۔

(iii)۔ثابتات محکمہ:۔ یہ ایسے عقائد ہیں جو ظنی دلائل سے ثابت ہوں۔ یہ دلائل اس قدر وزنی ہوتے ہیں کہ جانب خلاف کو پچھاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ جیسے صحیح خبر واحد اور قول جمہور۔ ان کا خلاف بھی کوئی معمولی آفت نہیں، اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے ید اللہ علی الجماعۃ۔ مثلاً گستاخ رسول کی توبہ کا عدم قبول، انبیاء کی فرشتوں پر افضلیت، حضرت عثمان غنی ﷺ کی سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر افضلیت۔

(iv)۔ظنیات محتملہ:۔ یہ نظریات ایسی ظنی دلیل سے ثابت ہوتے ہیں جو محض راجح ہو اور جانب خلاف کے لیے گنجائش بھی موجود ہو۔ مثلاً محبوب کریم ﷺ کو عالم ماکان وما یکون سمجھنا، حاضر ناظر سمجھنا، مختار کل سمجھنا، آپ ﷺ کی نورانیت حسی، یارسول اللہ کہنے کا جواز، حضور ﷺ کا سایہ نہ ہونا، علماء وشہداء کے شفیع بننے کا عقیدہ، مزارات کی زیارت اور صاحب مزار سے توسل، بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ سمجھنا۔

بعض کام ایسے ہیں جن کا تعلق عقیدے سے نہیں بلکہ عمل سے ہے اور عصر حاضر میں اختلافی ہونے کی وجہ سے انہیں عقائد کے ساتھ ملحق کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا، میلاد شریف منانا، کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، محبوب کریم ﷺ کے اسم گرامی پر انگوٹھے چومنا، جنازہ کے بعد دعا مانگنا، ایصال ثواب کی مختلف صورتیں مثلاً سوئم چالیسواں عرس وغیرہ۔ یہ سب باتیں مستحب ہیں، ان کا کرنا ثواب ہے، لیکن ان کے ترک سے نہ گناہ لازم آتا۔

ایک محقق کو معلوم ہونا چاہیے کہ کونسی دلیل سے کیا ثابت ہوتا ہے اور کون سے دعویٰ پر کونسی دلیل درکار ہوتی ہے۔ آج کچھ لوگ ایسے ہیں جو قطعی باتوں کے انکار کو بھی کفر نہیں کہتے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو ظنیات محتملہ اور مستحبات پر شرک کا فتویٰ داغ رہے ہیں۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ منکر محض اپنے پسندیدہ احتمال پر مصر ہوتا ہے اور اس احتمال کے منکر کو کافر کہہ رہا ہوتا ہے۔ جبکہ فریق مخالف کے پاس قول مختار ہوتا ہے۔ جو اسکو دوا شتا ہے۔ نہ صرف ذاشتا ہے بلکہ اسے کافر کہتا ہے۔ اس صورت حال

تفسير القرآن العظيم

للحافظ

أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي

(٧٠٠ - ٧٧٤هـ)

تحقيق

سامي بن محمد السلامة

الجزء السادس

النور - يس

دار طيبة للنشر والتوزيع

وماكان يدخل على أهلى إلا معى » . فقام سعد بن معاذ الأنصارى فقال : أنا أعذرك منه يا رسول اللّه ، إن كان من الأوس ضربنا عنقه ، وإن كان من إخواننا من الخزرج ، أمرتنا ففعلنا أمرك . قالت : فقام سعد بن عبادة ـ وهو سيد الخزرج ، وكان رجلا صالحا ، ولكن احتملته الحمية ـ فقال لسعد بن معاذ : لعمر اللّه لا تقتله[١]، ولا تقدر على قتله . فقام أُسَيد بن حُضير ـ وهو ابن عم سعد بن معاذ ـ فقال لسعد بن عبادة: كذبت ! لعمر اللّه [٢] لنقتلنه ، فإنك منافق تجادل عن المنافقين . فتثاور الحيان الأوس والخزرج حتى هَمّوا أن يقتتلوا ، ورسول اللّه ﷺ [قائم على المنبر . فلم يزل رسول اللّه ﷺ] [٣] يُخَفّضهم حتى سكتوا وسكت رسول اللّه ﷺ ، قالت : وبكيت يومى ذلك ، لا يرقأ لى دمع ، ولا أكتحل بنوم ، وأبواى يظنان أن البكاء فالق كبدى . قالت : فبينما هما جالسان عندى وأنا أبكى ، استأذَنَت على امرأة من الأنصار ، فأذنتُ لها ، فجلست تبكى معى ، فبينا نحن على ذلك [٤] ، إذ دخل علينا رسول اللّه ﷺ فسلم ثم جلس ـ قالت : ولم يجلس عندى منذ قيل [لى] [٥] ما قيل ، وقد لبث شهراً لا يُوحَى إليه فى شأنى شىء ـ قالت: فتشهد رسول اللّه ﷺ حين جلس ، ثم قال : أما بعد يا عائشة ، فإنه قد بلغنى عنك كذا وكذا ، فإن كنت بريئة فسيبرئك اللّه ، وإن كُنت ألْمَمْت بذنب فاستغفرى اللّه ثم توبى إليه ، فإن العبد إذا اعترف بذنب ثم تاب ، تاب اللّه عليه . قالت : فلما قضى رسول اللّه ﷺ مقالته قَلَص دمعى حتى ما أحس منه قطرة ، فقلت [٦] لأبى : أجب عنى رسول اللّه ﷺ . فقال : واللّه ما أدرى ما أقول للرسول . فقلت لأمى: أجيبى عنى رسول اللّه . فقالت : والله ما أدرى ما أقول لرسول الله . قالت : فقلت ـ وأنا جارية حديثة السن ، لا أحفظ [٧] كثيرا من القرآن ـ : [إنى] [٨] واللّه لقد عرفت أنكم قد سمعتم بهذا ، حتى استقر [٩] فى أنفسكم وصدقتم به ، ولَئن [١٠] قلت لكم إنى بريئة ـ واللّه يعلم إنى بريئة ـ لا تصدقونى [بذلك . ولَئن اعترفت لكم بأمر واللّه عز وجل يعلم أنى بريئة تصدقونى][١١] ، وإنى واللّه ما أجد لى [١٢] ولكم مثلا إلا كما قال أبو يوسف : ﴿ فصبر جميل واللّه المستعان علىٰ ما تصفون ﴾ [يوسف : ١٨] . قالت : ثم

دو جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا) آپ بھی چونکہ سید حسنی ہیں۔ فریقین کو تحریر بذا سنا کر آپس میں ملا دیں اور ہدایت کریں کہ ایک دوسرے کو بُرا نہ کہیں اور ایسا ہی عوام کو بھی۔

؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ از گولڑہ بقلم خود

۳۔ آنحضرت ﷺ عالم الغیب

(آپ سے استفسار کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ کو علم غیب عطا ہوا اور آپ ﷺ کو عالم الغیب کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ آپ جواب ارشاد فرماتے ہیں)

آنحضرت ﷺ کو علم غیب حسب نصوص قرآنیہ اور علم ما کان وما یکون کا ازروئے احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام من جانب اللہ عطا ہوا ہے۔ علم غیب کلی اور بالذات علی سبیل الاستمرار خاصۂ خدائی عزاسمہ۔ اور علم غیب علی قدر الاعلام والا عطاء آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا ہے اور آپ کو عالم الغیب بعلم عطائی وہبی کہا جاسکتا ہے۔

الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ۔

۴۔ غیر نبی اور علوم غیب

(در جواب استفسار جناب صاحبزادہ عبدالحق صاحب پسر جناب ملاں صاحب باگی علاقہ نوشہرہ ضلع پشاور)

مہربان من جناب صاحبزادہ عبدالحق صاحب وفقکم اللہ لما تحب وترضی۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

حسب الارشاد تعمیل بعنوان سوال وجواب نمودہ ے آید (میرے مہربان جناب صاحبزادہ عبدالحق صاحب اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے محبوب اور پسندیدہ کاموں کی توفیق دے۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! حسب الارشاد سوال جواب کے عنوان کے ساتھ تعمیل کی جاتی ہے)

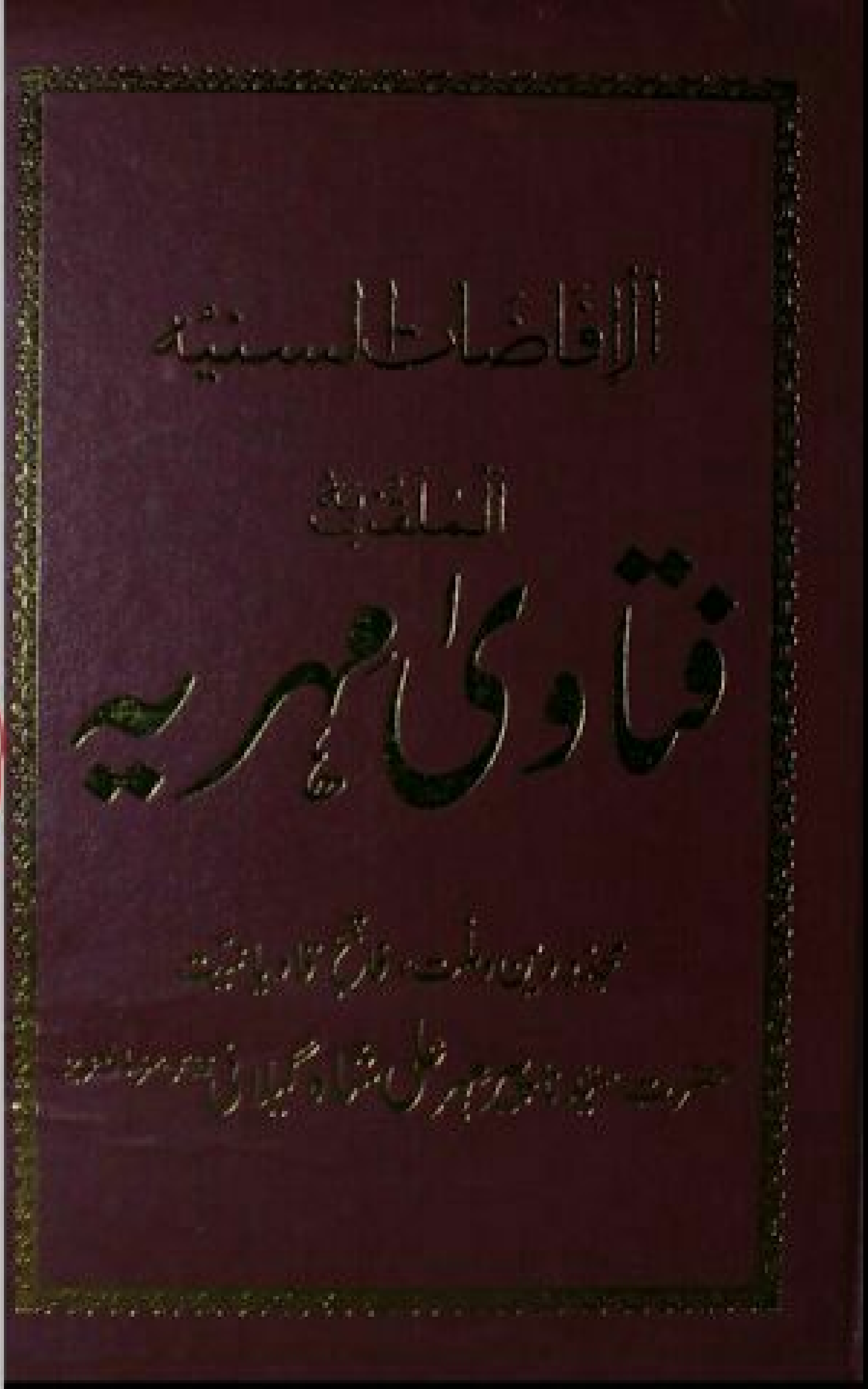

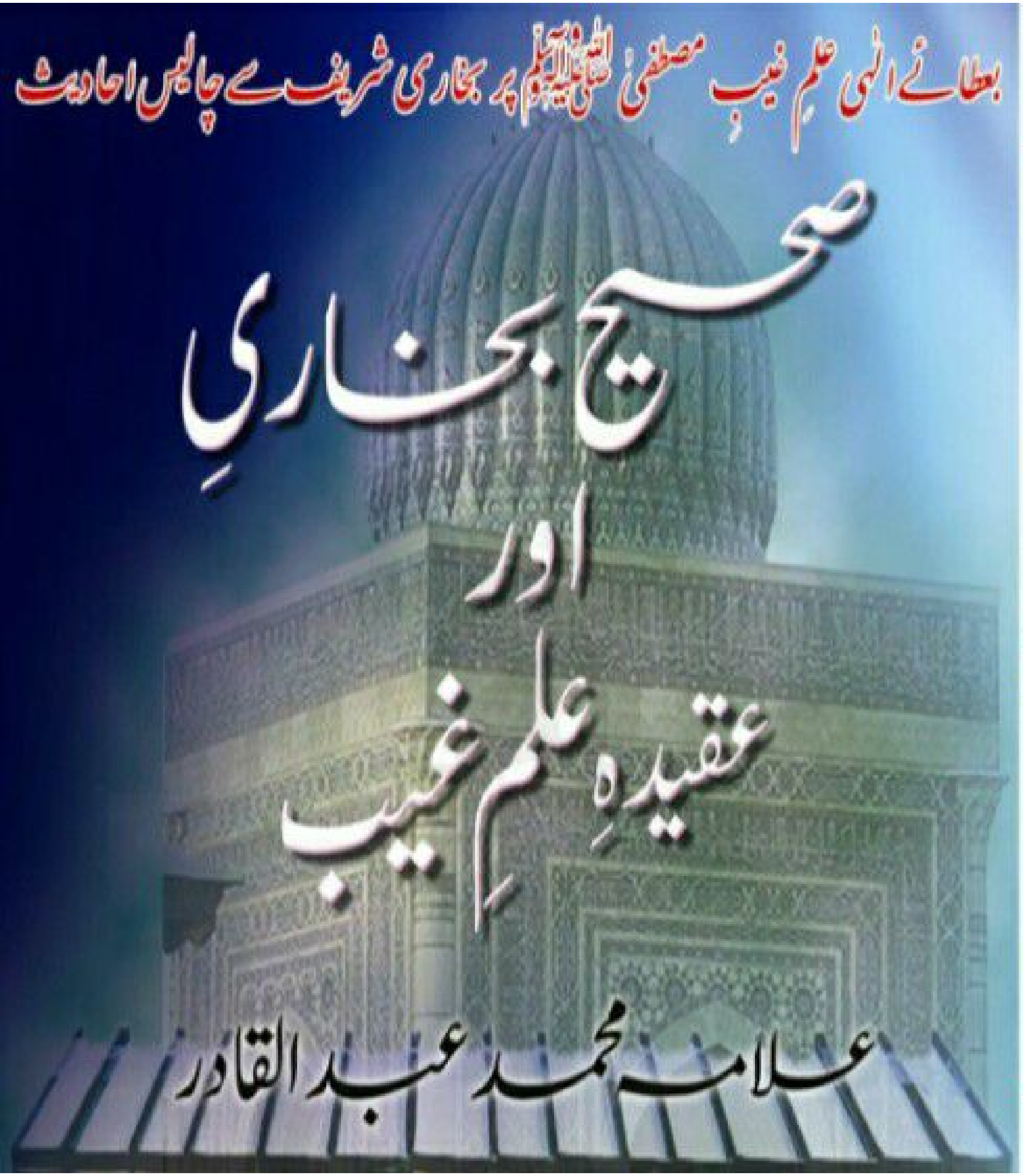

منکرینِ علمِ غیبِ نبی ﷺ کے بارے میں شرعی حکم

جاننا چاہیے کہ عقائد تین طرح کے ہیں:

1) بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا تعلق ضروریاتِ دین سے ہوتا ہے اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے جیسے اللہ عزوجل کے رب ہونے یا ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا منکر کافر ہے۔

2) بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں جو اہلسنت وجماعت میں اگرچہ پائے جاتے ہیں لیکن اُنکے دلائل ایسے قطعی ویقینی نہیں ہوتے کہ انکار کرنے والا کافر ہو؛ لہٰذا ایسے عقائدِ اہلسنت کے منکر کو گمراہ و بدمذہب کہا جاتا ہے، جیسے انبیاء کرام کے وصال کے بعد حیاتِ جسمانی کا انکار کرنے والا گمراہ کہلائے گا، کافر نہیں۔

3) بعض عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ خود اہلسنت وجماعت میں ہی آپس میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے جیسے مُردوں کے سُننے اور شبِ معراج دیدارِ الٰہی عزوجل کے بارے میں صحابۂ کرام میں اختلاف رہا ہے تو اس تیسری قسم کے اختلاف کی وجہ سے کسی فریق کو گمراہ یا کافر نہیں کہا جاسکتا بلکہ دونوں ہی فریق صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔

﴿قُل لَّآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِي نَفۡعٗا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُۚ وَلَوۡ كُنتُ أَعۡلَمُ ٱلۡغَيۡبَ لَٱسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ ٱلۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُۚ إِنۡ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٞ وَبَشِيرٞ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ ١٨٨﴾.

﴿قُل لا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعاً وَلاَ ضَرّاً﴾ جلب نفع ولا دفع ضر، وهو إظهار للعبودية والتبري من ادعاء العلم بالغيوب. ﴿إِلاَّ مَا شَاءَ الله﴾ من ذلك فيلهمني إياه ويوفقني له، ﴿وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الغَيْبَ لاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الخَيْرِ وَمَا مَسَّنِي السُّوءُ﴾ ولو كنت أعلمه لخالفت حالي ما هي عليه من استكثار المنافع واجتناب المضار حتى لا يمسني سوء. ﴿إِنْ أَنَا إِلاَّ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ﴾ ما أنا إلا عبد مرسل للإنذار والبشارة. ﴿لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ فإنهم المنتفعون بهما، ويجوز أن يكون متعلقاً بال ﴿بشير﴾ ومتعلق ال ﴿نذير﴾ محذوف.

﴿۞ هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ إِلَيۡهَاۖ فَلَمَّا تَغَشَّىٰهَا حَمَلَتۡ حَمۡلًا خَفِيفٗا فَمَرَّتۡ بِهِۦۖ فَلَمَّآ أَثۡقَلَت دَّعَوَا ٱللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنۡ ءَاتَيۡتَنَا صَٰلِحٗا لَّنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ١٨٩﴾.

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ هو آدم. ﴿وَجَعَلَ مِنْهَا﴾ من جسدها من ضلع من أضلاعها، أو من جنسها كقوله: ﴿جَعل لكم من أنفسكم أزواجاً﴾. ﴿زَوْجَهَا﴾ حواء. ﴿لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾ ليستأنس بها ويطمئن إليها اطمئنان الشيء إلى جزئه أو جنسه، وإنما ذكر الضمير ذهاباً إلى المعنى ليناسب. ﴿فَلَمَّا تَغَشَّاهَا﴾ أي جامعها. ﴿حَمَلَتْ حَمْلاً خَفِيفاً﴾ خف عليها ولم تلق منه ما تلقى منه الحوامل غالباً من الأذى، أو محمولاً خفيفاً وهو النطفة. ﴿فَمَرَّتْ بِهِ﴾ فاستمرت به أي قامت وقعدت، وقرىء «فمرت» بالتخفيف و«فاستمرت به» و«فمارت» من المور وهو المجيء والذهاب، أو من المرية أي فظنت الحمل وارتابت منه. ﴿فَلَمَّا أَثْقَلَتْ﴾ صارت ذات ثقل بكبر الولد في بطنها. وقرىء على البناء للمفعول أي أثقلها حملها. ﴿دَعَوا الله رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحاً﴾ ولداً سوياً قد صلح بدنه. ﴿لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾ لك على هذه النعمة المجددة.

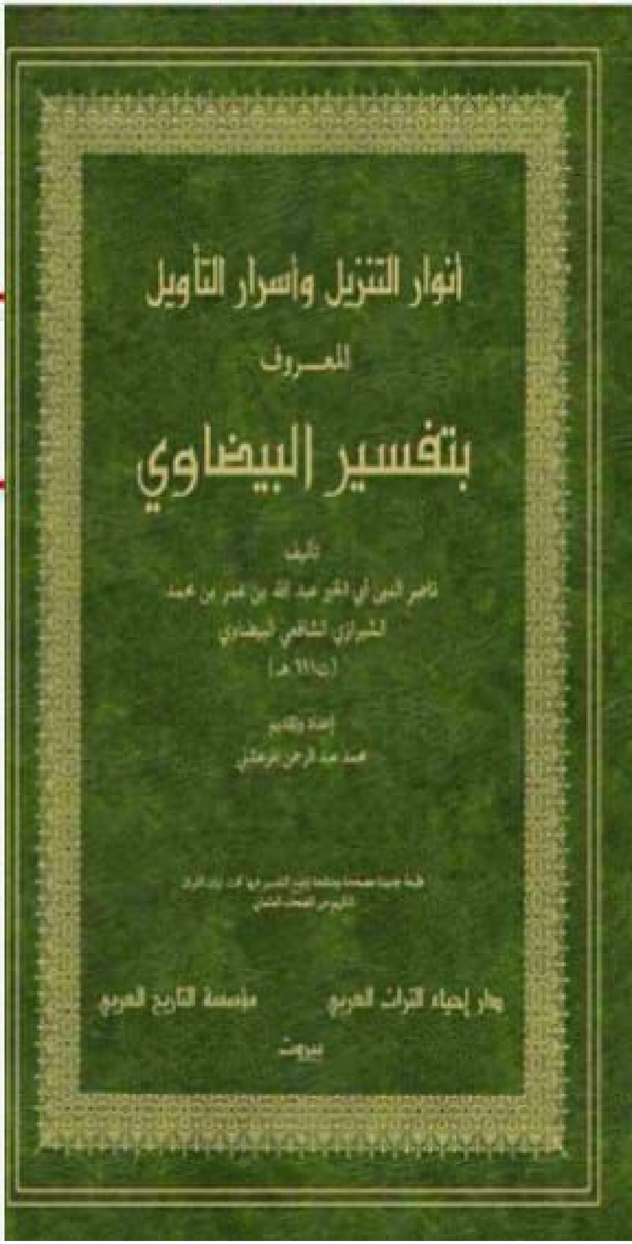

Aik Ganda Gustaakh Mazhab hai | http://razakhanimazhab.we

العين في الحال عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين ولو فاسقين أو محدودين أو أعميين أو ابنى العاقدين وصح تزوج مسلم ذمية عند ذميين ومن أمر رجلاً

وتزوجها لم تطلق لأنه حين خطبها حنث لوجود الشرط فحين تزوجها تزوجها واليمين غير باقية اهـ. ومنها ما في الخلاصة: لو قال صرت لي أو صرت لك فإنه نكاح عند القبول وقد قيل بخلافه اهـ. ومنها ما في التتارخانية: لو قال لها يا عروسي فقالت لبيك انعقد لكن في الصيرفية أنه خلاف ظاهر الرواية. ومنها بالسمع والطاعة لو قال زوجي نفسك مني فقال بالسمع والطاعة فهو نكاح كما في الخلاصة. ومنها ما في الذخيرة: لو قال ثبت حقي في منافع بضعك بألف فقالت نعم صح النكاح اهـ. والجواب أن العبرة في العقود للمعاني حتى في النكاح كما صرحوا به وهذه الألفاظ تؤدي معنى النكاح وهذا مما ظهر لي من فضله تعالى.

قوله: **(عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين ولو فاسقين أو محدودين أو أعميين أو ابني العاقدين)** متعلق بـ«ينعقد» بيان للشرط الخاص به وهو الإشهاد فلم يصح بغير شهود لحديث الترمذي «البغايا اللاتي ينكحن أنفسهن من غير بينة»[1] ولما رواه محمد بن الحسن مرفوعاً «لا نكاح إلا بشهود» فكان شرطاً ولذا قال في مآل الفتاوى: لو تزوج بغير شهود ثم أخبر الشهود على وجه الخبر لا يجوز إلا أن يجدد عقداً بحضرتهم اهـ. وفي الخانية والخلاصة: لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لاعتقاده أن النبي يعلم الغيب. وصرح في المبسوط بأن النبي ﷺ كان مخصوصاً بالنكاح بغير شهود ولا يشترط الإعلان مع

قوله: **(والجواب أن العبرة في العقود للمعاني الخ)** يعني أن المصنف أراد لفظ النكاح والتزويج وما يؤدي معناهما. قال في النهر: وفيه ما لا يخفى قول المصنف: (أو محدودين) أي في قذف. وقيده في النهر بقوله «وقد تابا» قال: وهذا القيد لا بد منه وإلا لزم التكرار وفيه نظر، أما أولاً فلأن قوله «لا بد من هذا القيد» ممنوع لأن المقصود من إطلاق المصنف الإشارة إلى خلاف الشافعي في الفاسق المظهر والمحدود قبل التوبة، وأما المستور والمحدود بعد التوبة فلا خلاف له فيهما كما في شرح المجمع والحقائق، فظهر أن قوله «لا بد من القيد» فرية بلا مرية بل لا بد من اعتبار عدمه ومن ثم قال في البرهان: أو محدودين في قذف غير تائبين. وأما ثانياً فلأن قوله «وإلا لزم التكرار» ممنوع أيضاً لأن المحدود في القذف أخص مطلقاً من الفاسقين ولم يقل أحد إن ذكر الخاص بعد العام تكرار كيف وهو واقع في كلام الله تعالى الذي هو في غاية الإعجاز على أنه قد صرح في الحواشي السعدية من كتاب الإكراه بأنه إذا قوبل الخاص بالعام يراد بالعام ما عدا الخاص. هذا ولا يخفى أن في عبارة المصنف عطف الخاص على العام بـ«أو» وهو مما تفردت به الواو و«حتى» كما في المغني حوي قال

---

(١) رواه الترمذي في كتاب النكاح باب ١٥.

Aik Ganda Gustaakh Mazhab hai |

more...

البحر الرائق

شرح

كنز الدقائق

(في فروع الحنفية)

للشيخ الإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود المعروف بحافظ الدين النسفي

المتوفى سنة ٧١٠هـ

والشرح «البحر الرائق»

للإمام العلامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي

المتوفى سنة ٩٧٠هـ

ومعه الحواشي المسماة

منحة الخالق على البحر الرائق

للعلامة الشيخ محمد أمين عابدين بن عمر عابدين بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي

المتوفى سنة ١٢٥٢هـ

ضبطه وخرج آياته وأحاديثه

الشيخ زكريا عميرات

تنبيه

وضعنا متن كنز الدقائق في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منه مباشرة نص «البحر الرائق» ووضعنا في أسفل الصفحات حواشي الشيخ ابن عابدين

الجزء الثالث

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

Free Image Hosting at www.ImageShack.us

Aik Ganda Gustaakh Mazhab hai | http://razakhanimazhab.wee

www.alahazratnetwork.org

(۴) اُسی کی نظرِ ثانی میں ہے :

نہ ھو وبھی مما تقرران شبھۃ

علوم المخلوقین ط ا

الٰہ ال

... روتاباں ہوگیا کہ تمام مخلوق کے

... سے مساوی ہونے کا شبہہ

... دل میں اس کا خطرہ

(

قد ا

علو ا

محال

... کا جمیع معلوماتِ

... سے یقیناً

(۶) اس

العلم الذاتی

مختص باللہ تع ... مطلق

العلم العطائی[۳]

علم ذاتی اور بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لئے صرف ایک گونہ علم بعطائے الٰہی ہے۔

(۷) اسی کی نظرِ خامس میں ہے :

لا نقول بمساواۃ علم اللہ تعالٰی ولا بحصولہ بالاستقلال ولا نثبت بعطاء اللہ تعالٰی ایضاً الا البعض[۴]

ہم نہ علمِ الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں، اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

میرا مختصر فتوٰی انباء المصطفٰی بمبئی مرادآباد ف میں تین بار ۱۳۱۸ھ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع ہوکر شائع ہوا، ایک نسخہ اسی کا کہ رسالہ الکلمۃ العلیا کے ساتھ مطبوع ہوا مرسلِ خدمت ہے۔ اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے مفتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

---

[۱] الدولۃ المکیۃ النظر الثانی مطبعہ اہلسنت بریلی ص ۱۵

[۲] " " " " " ۱۶

[۳] " " النظر الثالث " " ۱۹

[۴] " " النظر الخامس " " ۲۸

ف : الکلمۃ العلیا مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ

کی عزت و قدر ایسی کرتے تھے کہ باید و شاید خصوصاً تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے (الی ان قال) اس عزت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ (حیات اعلیٰحضرت ص۳۶)

(۲)۔ محمد بن محمد بن عرب مدنی نے اعلیحضرت کی دعوت کی۔ دوران طعام ان کے اور اعلیحضرت کے درمیان مسئلہ افضلیت مدفونین بقیع شریف پر گفتگو چھڑ گئی۔ اعلیحضرت نے فرمایا کہ مدفونین بقیع میں سب سے افضل امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور مولانا محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (حیات اعلیحضرت ص۱۲)

(۳)۔ یہ حقیقت کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ اعلیحضرت نے اپنے سے پہلے کے اکابرین سے کئی ایک مسائل میں اختلاف کیا۔ مثلاً عورتوں کا مزارات اولیاء پر جانا جمہور اہل سنت کے نزدیک جائز اور مستحب اور اعلیحضرت کے نزدیک حرام ہے۔

(۴)۔ اسی طرح علامہ برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مغیبات خمس (پانچ غیبوں) کا علم نہیں مانتے (دیکھے ملفوظات اعلیحضرت۔ اس کے برعکس اعلیٰ حضرت اور علماء کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مغیبات خمسہ (پانچوں غیبوں) کا علم مانتے ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود اعلیحضرت علامہ برزنجی کو ان القاب سے یاد فرماتے ہیں:

"جامع علوم نقلیہ و اصل فنون عقلیہ، جامع شرافت حسب ونسب آباء و اجداد وارث علم و شرف، محقق، صاحب ذہن نقاد و مدقق تیز ذہن، مدینہ طیبہ میں شافعیہ کے مفتی مولانا سید شریف احمد برزنجی ان کا فیض ہر سیاہ و سفید کو عام ہو۔"
(حسام الحرمین ص۱۹ طبع کانپور)

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ اسقدر زبردست اختلاف کے باوجود کہ امام احمد رضا حضور صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں اور علامہ برزنجی نہیں مانتے پھر بھی اعلیحضرت ان کو سُنی ہونے سے خارج قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے اسم گرامی کے ساتھ اس قدر عظیم الشان القاب شامل فرماتے ہیں۔

(۵)۔ قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین مجددی فاروقی کے ممتاز شاگرد و مرید و خلیفہ حضرت شاہ سلامت اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو باکمال عالم و عارف تھے انھوں نے مسئلہ اذان ثانی میں اعلیحضرت سے اختلاف کیا۔ (مکتوب امام احمد رضا ص۹۳)

حضرت مولانا عبد الغفار خاں صاحب رامپوری مسئلہ اذان ثانی میں اعلیحضرت کی مخالفت میں پیش پیش تھے (حیات اعلیحضرت ص۹)

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰىكُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا

اور جو کچھ تم کو رسول عطا فرمائیں اس کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو روکیں ان سے باز رہو

شرح صحیح مسلم

جلد سابع

بر، قدر، علم، ذکر، توبہ، صفت المنافقین، فتن، زہد، تفسیر

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر
فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

WWW.NAFSEISLAM.COM

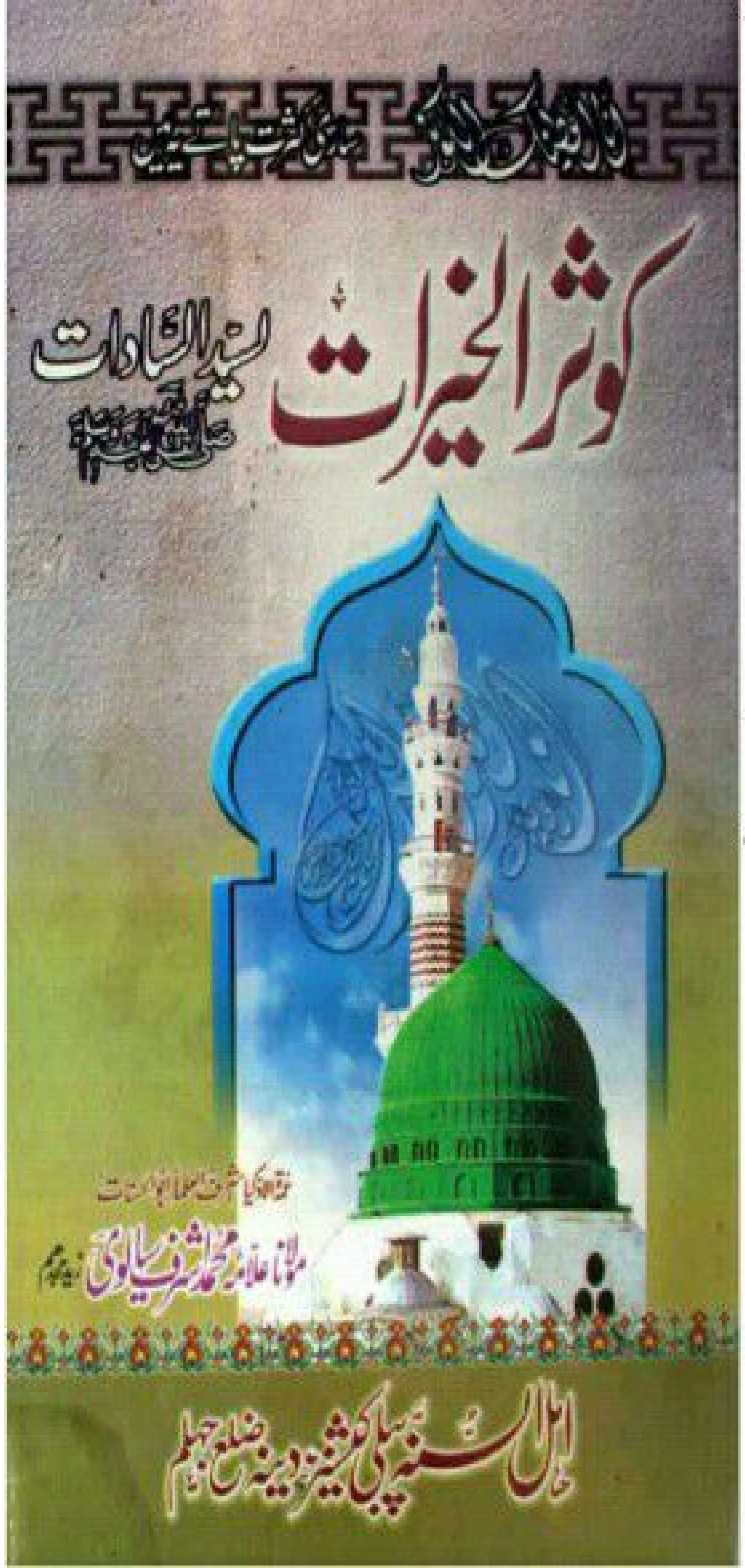

اس کا شریک ٹھہرانا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کو انتظامی امور میں ان کے تعاون کا محتاج ماننا شروع کر دیا تو فرمایا اے حبیب میری توحید اور یکتائی، میرا بیوی اور بچوں سے، نرینہ اولاد اور بیٹیوں سے پاک ہونا تم بیان کرو قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ؎

قُل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے تیرے سنی
اللہ کو ہے کتنی تیری گفتگو پسند

٭

جب مشرکینِ عرب نے آپ کو شاعر ہونے کا طعنہ دیا اور کہا بل ھو شاعر نتربص بہ ریب المنون "بلکہ وہ تو شاعر ہے ہم اس پر گردشِ دوراں کے منتظر ہیں" اور شاعر کی کلام خیالی ہوتی ہے اور ذہنی اختراع ہوتی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لہٰذا ہم ان کی اتباع کیسے کریں؟! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے دامنِ عصمت پناہ کو اس عیب سے بھی محفوظ فرمایا اور اس الزام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ان ھو الا ذکر و قرآن مبین "ہم نے انہیں شعر نہیں سکھلائے اور نہ ہی ان کے لائق ہے لہٰذا ان کی زبان پر جاری ہونے والی کلام شعر نہیں بلکہ ذکرِ خدا اور قرآنِ مبین ہے لہٰذا اسے شعر کہنا اور انہیں شاعر کہنا لغو و باطل ہے۔

منکرین و معاندین نے کہا ان ھذا الا سحر یؤثر ان ھذا الا قول البشر "یہ تو جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے اور یہ تو صرف انسانی کلام ہے" اس کے کلامِ خدا ہونے اور منزل من السماء ہونے کا دعوےٰ باطل ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس الزام سے بھی ان کی براءت کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے والنجم اذا ھوٰی ما ضل صاحبکم وما غوٰی وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ "قسم ہے چمکتے ستارے (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی جب وہ معراج سے لوٹے، تمہاری طرف آنیوالے مدعیٔ رسالت و نبوت نہ راہِ راست سے بھٹکے ہیں اور نہ ہی گمراہ ہوئے

فہرست مضامین

تحقیقات

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
10	سخن اویسی	01
18	تاثرات و تقریظات علمائے اہل سنت	02
18	استاذ العلماء، حضرت علامہ مفتی عبدالرشید رضوی، جھنگ	03
19	حضرت علامہ مولانا صالح محمد نقشبندی، میانوالی	04
22	حضرت علامہ مولانا عمر حیات بارودی، لیہ	05
29	حضرت علامہ مولانا مفتی غلام حسن قادری، لاہور	06
30	حضرت علامہ مولانا غلام محمد بندیالوی شرقپوری	07
39	حضرت علامہ مولانا محمد اقبال مصطفوی، لاہور	08
46	علامہ مفتی محمد رشید چشتی، سرگودھا	09
48	استاذ العلماء علامہ علی احمد سندیلوی، لاہور	10
52	محدث اعظم علیہ الرحمہ کے ایک مرید کا مکتوب	11
54	آغاز کتاب	12
58	گناہ بے گناہی	13
61	بہتان عظیم	14
63	باب اول۔ الزام واتہام کا سبب اور منشا	15

مصدق لما معکم "تو پھر آئے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو تمہارے تمام امور شرعیہ اور احکام دینیہ اور معجزات وشواہد نبوت کی" "تو تم ضرور بالضرور ان پر ایمان لانا اور انکی امداد کرنا"

لہذا ہمارے ان مجتہدین کے نظریہ وعقیدہ کے مطابق آپ کو اس دورانیہ میں نبی ماننا بھی لازم اور ضروری ہونا چاہیے تھا۔ اور ان تمام پہلی شریعتوں کا مکمل علم بھی آپ کے حق میں ماننا لازم اور ضروری بلکہ فرض ہونا چاہیے تھا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

علمت علم الاولین والآخرین (خصائص کبریٰ)

"مجھے تمام پہلے اور پچھلے حضرات کا علم عطا کر دیا گیا ہے"

اس میں محض استبعاد کی نفی کرنے کا کوئی تُک نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ بقول ان مجتہدین کے جو نبوت آپکو عالم ارواح میں حاصل تھی وہ سلب تو نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اپنی اسی حالت پر قائم ودائم تھی۔ فقال حق الاتامل۔ لہذا ان کے نظریہ کے مطابق صرف استبعاد کی نفی سراسر ناکافی ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان قبل الایحاء قبل انشر بهذا الایحاء فی الایحاء فی هذ النشاۃ و کان لمنبی ﷺ فی کل حال من احواله فیها نوع من الوحی والدرایة المنفیة الا کان علیه الصلوۃ والسلام فی کینونته قبل اخراجه منها بتجلی کینونته عزوجل ولا فهو ﷺ نبی ولا آدم ولا ماء ولا طین ولا یعقل نبی بدون ایحاء

ترجمہ:

"اے محبوب کریم تم نہیں جانتے تھے، کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ جانتے تھے، کہ ایمان کیا ہے، ہمارے وحی فرمانے سے پہلے، کہا گیا ہے کہ اس وحی کرنے سے مراد ہے کہ اس دنیا میں وحی کرنا اور آں حضرت ﷺ کیلئے جملہ احوال (دینویہ اور اخرویہ) میں سے ہر ہر حال میں وحی کا کوئی

marfat.com

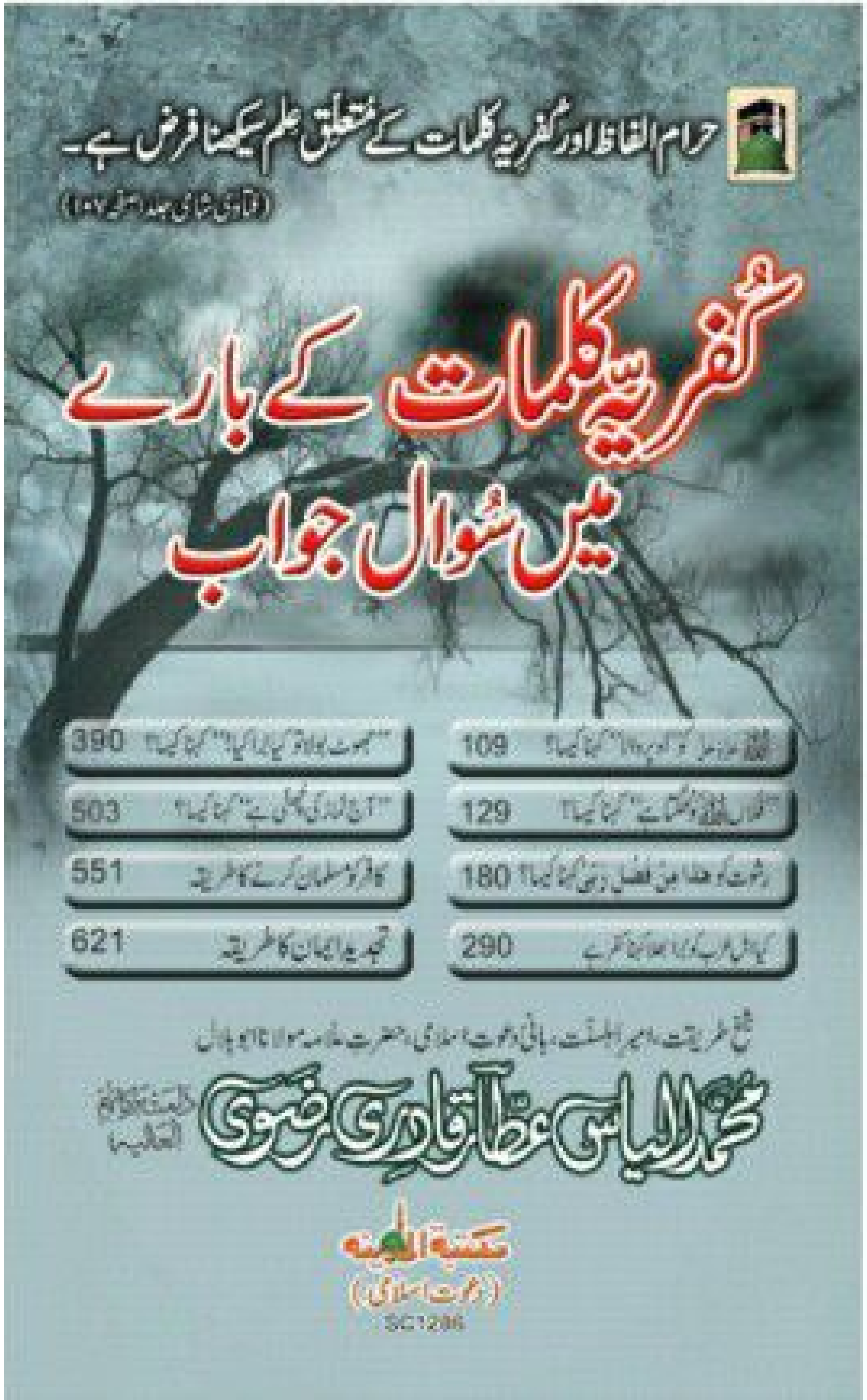

کیا جِنّ کو آئندہ کی باتوں کا پتا چل جاتا ہے؟

سُوال: جِنّ کی آئندہ کی بتائی ہوئی غیب کی خبر پر یقین کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں کر سکتے۔ میرے **آقا اعلیٰ حضرت**، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "**حاضرات** کر کے مُؤکّلان وجِنّ سے (آئندہ کی باتیں) پوچھتے ہیں، فُلاں مقدمہ میں کیا ہوگا؟ فُلاں کام کا انجام کیا ہوگا؟ **یہ حرام ہے۔**" ------

فرمانِ مصطفےٰ [illegible]

جِنّ **غیب** سے نِرے (یعنی مکمّل طور پر) **جاہل ہیں**۔ ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً **حرام** اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ جِنّ کو علمِ غیب ہے یہ) **کُفر** ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۷۸) جِنّات کو ایک سال تک **حضرت**

شرح المواقف

للقاضي عضد الدين عبد الرحمن الإيجي المتوفى سنة ٧٥٦هـ

تأليف

السيد الشريف علي بن محمد الجرجاني

المتوفى سنة ٨١٦هـ

ومعه

حاشيتا السيالكوتي والچلبي

على شرح المواقف

ضبطه وصححه

محمود عمر الدمياطي

تنبيه:

جعلنا بأعلى الصحيفة المواقف بشرحها، ودونها حاشية عبد الحكيم السيالكوتي ودونهما حاشية حسن چلبي بن محمد شاه الفناري مفصولاً بين كل واحد منها بجدول

الجزء الثامن

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية

زمان غير أن يعرض لها غلط (ومتنازلاً إلى البليد الذي لا يكاد يفقه قولاً وكيف) يستنكر ذلك الاطلاع في حق النبي (وقد يوجد) ذلك (فيمن قلت شواغله لرياضة) بأنواع المجاهدات (أو مرض) صارف للنفس عن الاشتغال بالبدن واستعمال الآلة (أو نوم) ينقطع به إحساساته الظاهرة فإن هؤلاء قد يطلعون على مغيبات ويخبرون عنها كما يشهد به التسامع والتجارب بحيث لا يبقى فيه شبهة للمنصفين. (قلنا:) ما ذكرتم (مردود) بوجوه (إذ الاطلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبي اتفاقاً) منا ومنكم، ولهذا قال سيد الأنبياء: ولو كنت أعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء. (والبعض) أي الاطلاع على البعض (لا يختص به) أي بالنبي (كما أقررتم به) **حيث جوزتموه للمرتاضين** والمرضى والنائمين فلا يتميز به النبي عن غيره (ثم) نقول: (إحالة ذلك) أي الاطلاع المختص بالنبي (على اختلاف النفوس) في صفاء جوهرها وكدره وشدة قوتها على قطع التعلق والتوجه إلى جناب القدس والملاء الأعلى (وتجردها مع **اتحادها** بالنوع) كما هو مذهبهم (**مشكل**) لأن المساواة في الماهية توجب الاشتراك في الأحكام والصفات وإسناد الاختلاف إلى أحوال البدن مبني على القول بالموجب بالذات (و) نقول أيضاً (باقي المقدمات) من الاتصال بالمبادىء العالية بعلة الجنسية وانتقاشها بما فيها من صور الحوادث كما في المرايا المتقابلة (خطابية) لا تفيد إلا ظناً ضعيفاً. (وثانيها) أي ثاني تلك الأمور المختصة بالنبي (أن يظهر منه الأفعال الخارقة للعادة لكون هيولى عالم العناصر مطيعة له منقادة لتصرفاته انقياد بدنه لنفسه) في حركاته وسكناته على وجوه شتى وأنحاء مختلفة بحسب إرادته (ولا يستنكر) ذلك الانقياد (لأن النفوس الإنسانية) ليست منطبعة في الأبدان (وهي بتصوراتها مؤثرة في المواد) البدنية (كما تشاهد من الاحمرار والاصفرار والتسخن عند الخجل والوجل والغضب) هذا نشر على ترتيب

بقوله يا نبيء الله أي الخارج من مكة الى المدينة فأنكر عليه الهمزة وقيل النبي هو الطريق ومنه يقال للرسول عن الله تعالى أنبياء لكونهم طرق الهداية اليه هذا بحسب اللغة وأما في الشريعة فذهب الحكماء الى أن النبي من كان مختصا بخواص ثلاث الاولى أن يكون مطلعا على الغيب لصفاء جوهر نفسه وشدة اتصاله بالمبادي العالية من غير سابقة كسب وتعليم وتعلم الثانية كونه بحيث يطيعه الهيولى العنصرية القابلة للصور المفارقة في بدنه الثالثة أن يشاهد الملائكة على صور متخيلة ويسمع كلام الله بالوحي

وقد أورد على هذا بانهم ان أرادوا بالاطلاع الاطلاع على جميع الغائبات فهو ليس بشرط في كون الشخص نبيا بالاتفاق وان أرادوا به الاطلاع على بعضها فلا يكون ذلك خاصة للنبي اذ ما من أحد الا ويجوز أن يطلع على بعض الغائبات من دون سابقة تعليم وتعلم وأيضا النفوس البشرية كلها متحدة بالنوع فلا تختلف حقيقتها بالصفاء والكدر فما جاز لبعض جاز أن يكون لبعض آخر فلا يكون الاطلاع خاصة للنبي وأيضا ما جعلوه خاصة ثانية لا يكون مختصة بالنبي فانهم معترفون أيضا بان مادة العناصر مطيعة لغير الانبياء وأيضا ما جعلوه خاصة ثالثة غير متحققة لانهم منكرون للملائكة ولا يثبتون غير الجواهر المجردة العالية وهي غير مرئية عندهم وفي هذه الايرادات نظر اما الاول فلانهم أرادوا بالاطلاع الاطلاع على بعض ما لم تجر العادة به من غير سابقة تعليم وتعلم من غير عارض ولا شك ان مثل هذا البعض لا يكون لغير النبي وأما قولهم النفوس البشرية متحدة بالنوع فيجوز أن يثبت لكل ما يثبت لبعض فممنوع اذ يجوز أن يكون التفاوت راجعا الى استعدادات مختلفة بحسب أمزجة مختلفة وكذا الخاصة الثانية والثالثة ولئن سلم ان كل واحدة من هذه الخواص الثلاث ليست بخاصة مطلقة بل خاصة اضافية والمجموع خاصة مطلقة للنبي فلا يرد الاعتراض وذهب الاشاعرة الى أن النبوة موهبة من الله تعالى ونعمة منه على عبده وهو قول الله تعالى لمن اصطفاه من عباده أرسلتك وبعثتك و بلغ عنا وأما بيان احتياج الانسان الى النبي عليه السلام على طريقة حكماء الاسلام فبان يقول ان الله تعالى خلق الانسان بحيث لا يستقل وحده بامر معاشه لانه يحتاج الى غذاء ولباس ومسكن وسلاح كلها صناعية ليس كسائر الحيوانات التي يكون ما تحتاج اليه من الغذاء واللباس والمسكن والسلاح طبيعيا والشخص الواحد لا يمكنه القيام باصلاح تلك الامور وترتيبها الا في مدة لا يمكن عادة أن يعيش تلك المدة وان امكن فهو عسير جدا فكان أمر معاشه لا يتم بل لا يتيسر الا بمشاركة آخر من بني جنسه ومعارضة ومعاونة تجري بينهما فيما يعن لهما مما يتوقف عليه صلاح الشخص أو النوع بحيث يزرع هذا لذاك ويخبز ذاك لهذا ويخيط واحد للآخر والآخر يتخذ الابرة له وعلى هذا قياس سائر الامور فيتم أمر معاش كل من بني نوعه باجتماع ومعارضة ومعاونة فاذا الانسان محتاج بطبعه في معاشه الى اجتماع يتيسر بسببه المعاوضة والمعاونة والمعاضدة ولذلك قيل الانسان مدني بطبعه فان التمدن عندهم عبارة عن هذا الاجتماع واجتماع الناس على المعارضة والمعاونة والمعاضدة لا يتم ولا ينتظم الا اذا كان بينهم معاملة وعدل لان كل واحد يشتهي ما هو محتاج اليه ويغضب على مزاحمه وجميع الخيرات والسعادات يختار لنفسه فان الخير مطلوب لذاته وحصول المقاصد الجسمانية والمطالب الحسية لواحد يستدعي فواتها عن غيره فلهذا يؤدي الى المزاحمة والانسان اذا ازدحم على ما يشتهيه غضب على المزاحم فيدعوه شهوته وغضبه الى الجور والظلم على الغير ليستبد بذلك المشتهى فيقع من ذلك الهرج والتنازع ويختل أمر الاجتماع وهذا الاختلال لا يندفع الا اذا اتفقوا على معاملة وعدل فاحتاج الى العدل والمعاملة والعدل والمعاملة غير متناول للجزئيات التي لا تنحصر فلابد من قانون كلي هو شرع يحفظه والشرع لابد له من شارع يفرض ذلك الشرع على الوجه الذي ينبغي فاذا لابد من شارع ثم انهم لو تنازعوا في وضع الشرع وقع الهرج والمرج فينبغي أن يمتاز الشارع منهم باستحقاق الطاعة ليتقاد الباقون له في قبول الشرع وذلك الاستحقاق انما يتحقق بان يختص بآيات ظاهرة ومعجزات باهرة تدل على انه من عند ربهم وتحث على اجابته وتصدقه في

ترجمہ

اور اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر فلاسفہ کی مراد یہ ہے کہ نبی کے لئے تمام مغیبات پر اطلاع ہونی چاہیے تو یہ بالاتفاق نبی کے لئے کسی کے نزدیک بھی شرط نہیں ہے اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ بعض مغیبات پر اطلاع ہونی چاہیے تو یہ نبی کے ساتھ خاص نہیں کیوں کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کو بغیر کسی سابق تعلیم وتعلم کے بعض مغیبات پر اطلاع ہو جانی جائز نہ ہو علاوہ ازیں نفوس بشریہ نوع کے لحاظ سے سب متحد ہیں لہذا ان کی حقیقت صفائی اور کدورت (عدم صفائی) میں مختلف نہیں ہو سکتی سو جو بات بعض کے لئے ممکن ہے وہ سب کے لئے ممکن ہے پس اطلاع علی الغیب بھی نبی کا خاصہ نہ رہا۔

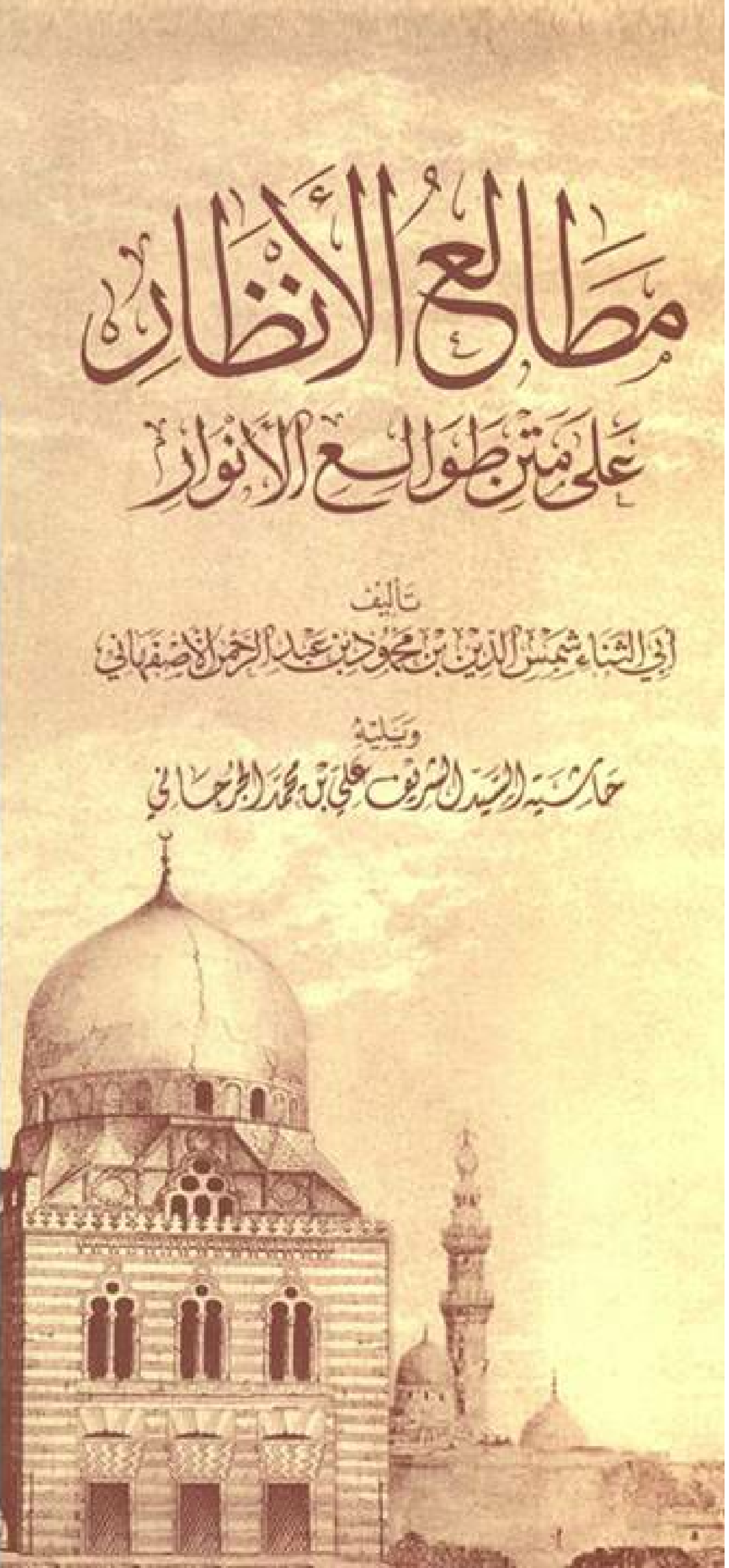

کہ بیان روشن اور تفصیل سے کوئی چیز رہ گئی ہو۔

قطعیت کلامی اور قطعیت اصولی

اُصولِ فقہ میں قطعیت کلامی اور قطعیت اُصولی میں فرق بتایا گیا ہے، قطعیت عام اجتہادی ہے۔ تو قطعیت کلامی کے سامنے وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی کسی حنفی کا استدلال عموم قرآنی سے اور اس کے مذہب میں اس محکم کا قطعی ہونا نہ مرادالٰہی پر جزما کوئی حکم لگاتا ہے۔ نہ دائرۂ تاویل سے خروج کرتا ہے [illegible] بات ثابت ہوگئی کہ [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام ما کان وما یکون کو جانتے ہیں اور جب یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا علم قرآن کریم سے مستفاد ہے اور ہر ایک بیان روشن اور مفصل ہے۔ یہ کتاب خداوند کی صفت ہے کہ اس میں ہر ایک چیز موجود ہے۔ ہر سورت، ہر آیت اور ہر پارہ یک وقت نہیں اُترا تھا۔ بلکہ قرآن پاک کا نزول پورے تیئس سال میں ہوا تھا۔ جوں جوں کوئی آیۂ کریمہ اُترتی حضور ﷺ کے علوم میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جب قرآن پاک مکمل ہوگیا حضور ﷺ کے علوم کی تکمیل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنی نعمت تمام کردی۔ قرآن پاک کے نزول سے پہلے سابقہ اَنبیاء کا ذکر مجمل رہا اور مفصل بیان نہ کیا گیا۔ پھر اِن اُولو العزم انبیاء کے واقعات سامنے آنے لگے۔ اگرچہ منافقین حضور کے علم کے بارے میں خفیہ بدزبانی کرتے تھے۔ اگر حضور ﷺ کسی معاملہ میں توقف فرماتے یا تردّد فرماتے تو منافقین بغلیں جھانکتے کہ حضور ﷺ تو (معاذ اللہ) بے خبر ہیں۔ حتیٰ کہ وحی آتی۔ حضور ﷺ کے علم میں اضافہ ہوتا۔ یہ بات نہ تو حضور ﷺ کے علم میں نقص کی دلیل ہے نہ قرآن پاک کی آیات کے خلاف ہے۔

HTTPS://T.ME/TAQVIYATULEEMAAN 9639940768

''یعنی اس نور سے جو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔''

لہٰذا ہمارے حضور عین النور صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ ذاتِ خود بلا واسطہ تخلیق ان کی طاقت وقوت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
تھا اشاروں پہ کھلونا نور کا
انبیاء اجزاء بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے سچا نور کا

پھر مولانا اپنے مضمون کے صفحہ ۳ پر حضرت آدم علیہ ... کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جزی فضیلت ثابت کرنے کے لیے لکھتے ہیں:

اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء والمسمیات ایک بار سکھا دیا گیا اور نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فاضل بریلوی وغیرہ علماء رحمھم اللہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ آپ کو بتدریج علم عطا کیا گیا اور آپ کا علم قرآن مجید کے ساتھ مکمل ہوا۔

الجواب: اس ضمن میں بھی درج ذیل امور قابل غور ہیں۔

اولاً: اس عبارت سے یہ بات پھر ثابت ہوتی ہے کہ علم کی کسی ایک نوع یا انواع کثیرہ کے بارے میں عدم علم، عدم نبوت کا ثبوت نہیں چہ جائیکہ محض کسی چیز یا حکم کی تفصیلات سے ناواقفی، نبوت کے منافی ہو جیسا کہ مولانا نے ماکنت تدری الخ ... آیت سے استدلال کیا ہے۔

ثانیاً: یہاں مولانا علم الاسماء والمسمیات جو کہ علم کی کثیر انواع میں سے ایک نوع ہے، کا موازنہ

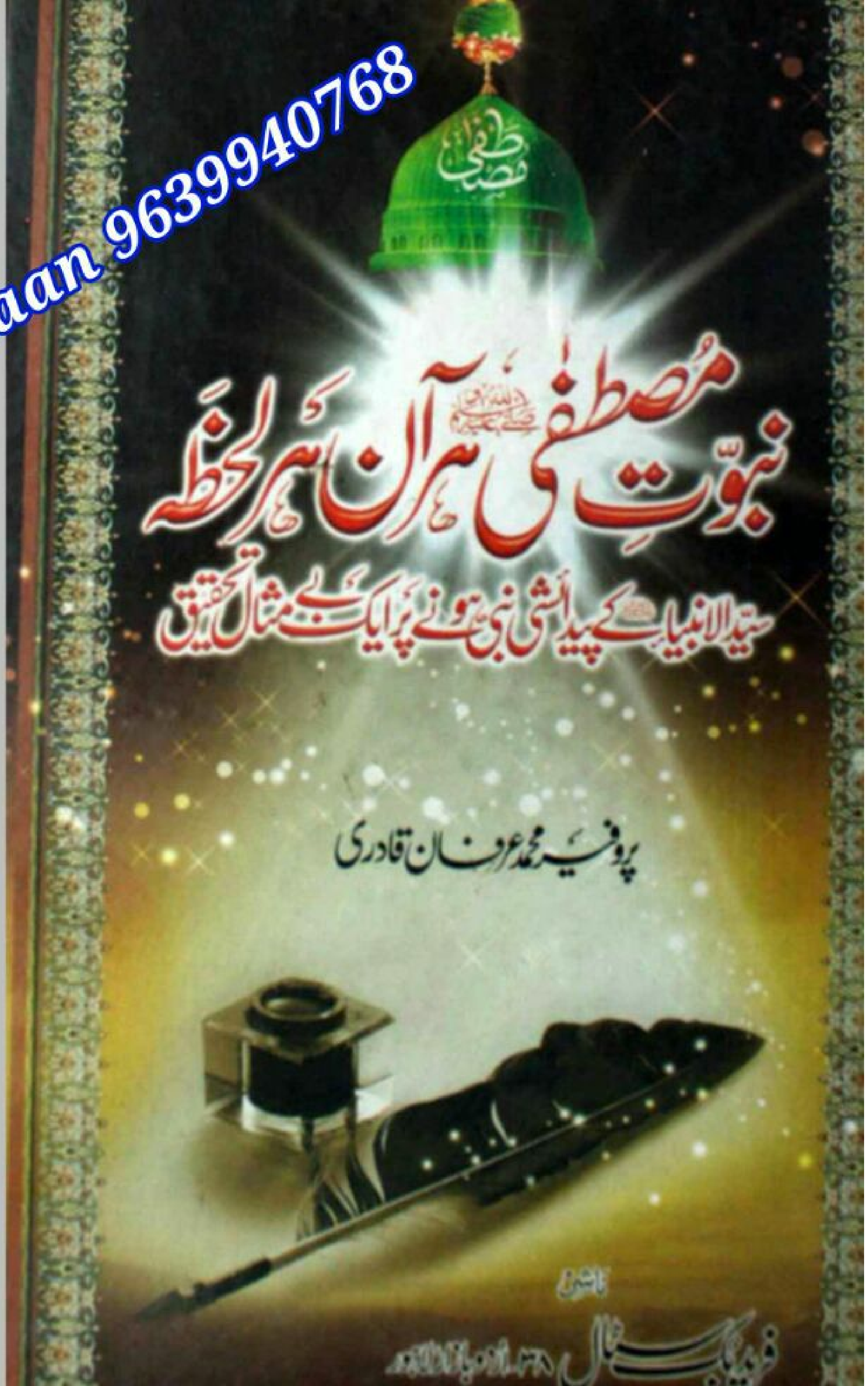

https://t.me/taqviyatuleemaan 9639940768

"عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا"

(سورۃ الجن آیت نمبر 26,27,28)

کون سا اہل علم ہو سکتا ہے جو اس آیت کریمہ کے مطابق مقام مدح میں اللہ تعالی کی مراد اس عالم الغیب سے شرعی مفہوم کے سوا کچھ اور کہہ سکے یا علم غیب کے لغوی مفہوم کی طرف اس کا ذہن جا سکے۔ یہی حال حدیث کے حوالہ سے بھی ہے کہ جہاں جہاں ذوات قدسیہ انبیاء و مرسلین اور ان کے متبعین کیلئے علم غیب کا ثبوت آیا ہے وہ علم غیب کے لغوی مفہوم پر محمول ہیں اور جہاں پر غیر اللہ سے علم غیب کی نفی مذکور ہوئی ہے وہیں پر علم غیب کے منقول شرعی والا مفہوم معتبر ہے۔ سلف صالحین کے طبقہ مفسرین سے لیکر طبقہ محدثین تک اور طبقہ فقہاء سے لیکر طبقہ عرفاء تک، جس نے بھی اس حوالہ سے کوئی کلام کیا ہے ان سب کا یہی حال ہے کہ جس نے غیر اللہ کیلئے ثابت کیا ہے اس کے لغوی مفہوم کو پیش نظر رکھ کر ایسا کیا ہے اور جنہوں نے اسے ممنوع و نا جائز ہونے کا قول کیا ہے ان کے پیش نظر اس کے شرعی مفہوم کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆

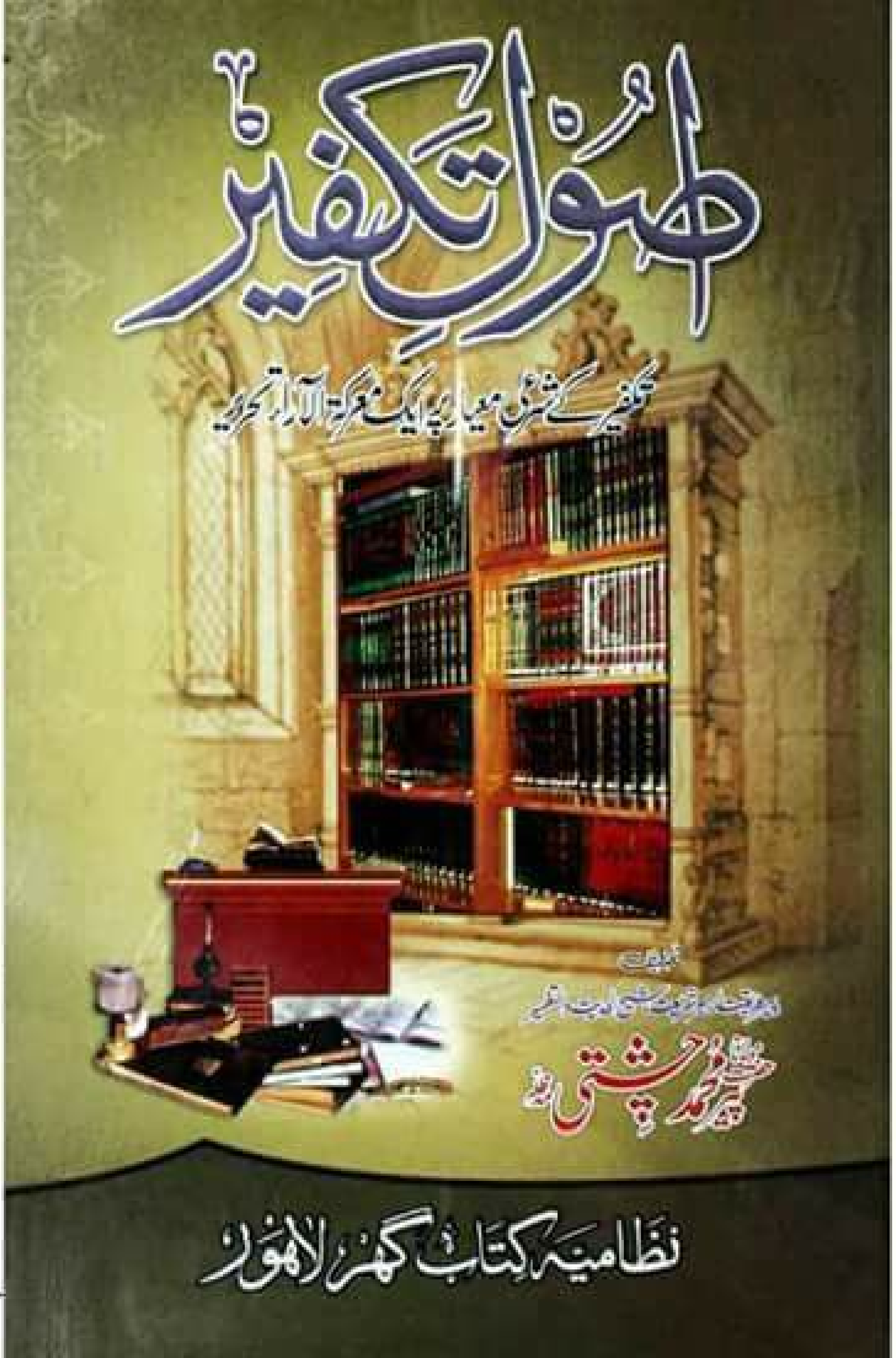

نبی کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے کافر ہیں

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمة الله علیہ کا فتویٰ

قارئینِ کرام : حضرت مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب نے علم غیب کے موضوع پر فقہاء احناف کے درجن پھر فتاوی پیش کیے ہیں جن میں نبی کے جبلئے علم غیب کے قائل پر کفر کا فتوی لگایا گیا ہے ۔۔۔ رضاخانیوں سے ان حوالہ جات کا تو کوئی جواب نہیں بن سکا ۔ خیر ۔ یہ ہم نے امام اعظم کا فتوی پیش کر دیا ہے جس میں امام صاحب نے علم غیب کے قائل پر کفر کا فتوی لگایا ہے ۔ رضاخانیوں کیا امام صاحب کو بھی وہابی کہو گے ؟۔ رضاخانی حضرات سے گزارش ہے کہ یا تو امام صاحب کی بات مان لو اگر نہیں تو خود کو سنی کہنا چھوڑ دو ۔ اگر چھوڑتے بھی نہیں تو تم امام صاحب کے فتوے سے کافر تو ہو ہی گئے

بریلویت کے لئے ڈوب کر مر جانے کا مقام

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمة الله علیہ ۔بھی وہابی نکلے

05/07/2017

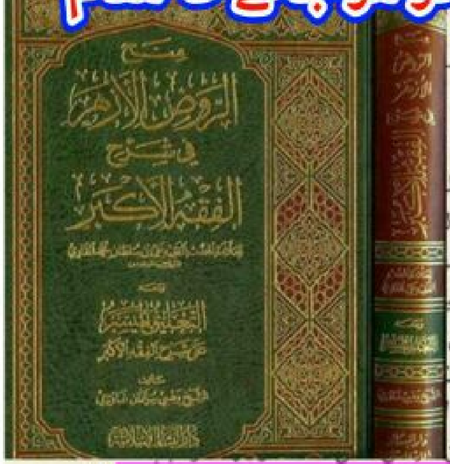

المشركين على المسلمين ويقول: إن الرسول ...
المسلمين قد عصوا وهؤلاء في الحقيقة أخوان ...

ثم الناس من أهل العلم في حق رجال ال...
رجال الغيب، ولكن قد عاينهم الناس وثبت ذ...
وهؤلاء إذا رأوهم وتيقنوا وجودهم خضعوا ل...
واعتقدوا أن ثمة في الباطن طريقًا إلى الله غ...
وحزب ما أمكنهم أن يجعلوا وليًا خارجًا عن ...
مُبِدًا للطائفتين فهؤلاء مُعَظِّمون للرسول جاهلون ...
الشياطين، وأن رجال الغيب هم الجنّ لأن ا...
الإنس وإنما يحتجب أحيانًا، فمَن ظنّ أنهم من ...
فيهم ... (١)،
وبال... إلهام
بطري... لك.
ولهذ... مدّعيًا
علم ...

بڑے حنفی بنے پھرتے ہیں
جو حنفیت سے بھاگتے ہیں ۔

ومن اللطائف ما حكاه بعض أرباب الظرائف أن منجمًا صُلِبَ فقيل له: هل رأيت هذا في نجمك؟ فقال: رأيت رفعة، ولكن ما عرفت أنها فوق خشبة.

ثم اعلم أن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما علّمهم الله تعالى أحيانًا.

وذكر الحنفية تصريحًا بالتكفير باعتقاد أن النبي عليه الصلاة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى: ﴿قُل لا يَعلَمُ مَن في السَّمٰوات والأرض الغيب إلاّ الله﴾(٢). كذا في المسايرة.

ومنها: ما ذكره شارح عقيدة الطحاوي(٣) عن الشيخ حافظ الدين ....

(١) شرح الطحاوية ٢/ ٧٦٣، ٦٦٧ بشيء من التصرف.
(٢) النمل: ٦٥.
(٣) ...

https://t.me/taqviyatuleemaan

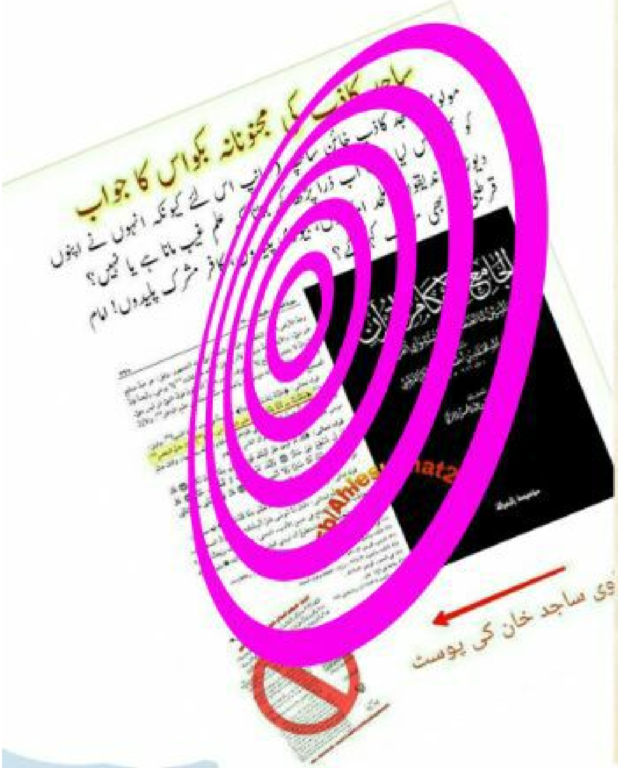

تفسیر نور العرفان

رب نے شیطان کو علم غیب دیا

http://www.rehmani.net

ا؎ شرک سے مراد کفر ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ اور مطلب یہ ہے کہ جو کفر پر مر جاوے اس کی مغفرت نہیں۔ گناہ پر مرنے والے کی
مغفرت ہو سکتی ہے یہ مطلب نہیں [illegible] بھی کفر [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible] عرب پہلے کفار [illegible] ایمان لائے۔ [illegible] توبہ کی۔ بخشے گئے ۲؎ اس سے دو
[illegible]
کہ رب تعالیٰ صاحب حق سے معاف کرا دے گا۔ دوسرے یہ کہ خلاف وعید جائز بلکہ واقع ہے وہ دراصل لطف ہی ہے تمام گناہوں کی سزا مشیت الٰہی پر موقوف

يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ
اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا
وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾
ہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا
اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ
یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو اور نہیں پوجتے
اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ
مگر سرکش شیطان کو جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا قسم ہے میں ضرور
مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ
تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا
وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ
اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان
الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَ
چیریں گے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے اور
مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ
جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ
خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُھُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ
صریح ٹوٹے میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے
وَمَا يَعِدُھُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ
اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے ان کا
مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾
ٹھکانا دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے

ہے۔ تیسرے یہ کہ اس بخشش کا یقین نہیں امید ہے کیونکہ لِمَنْ يَّشَآءُ فرمایا گیا۔ لہٰذا یہ آیت گناہ پر جرأت پیدا نہیں کرتی بلکہ گناہ سے روکتی ہے۔ کیونکہ یاس گناہ کراتی ہے۔ ۳؎ کفار عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہہ کر پوجتے تھے۔ نیز گزشتہ مری ہوئی بعض عورتوں کے بت بناتے تھے نیز بتوں کو زیور پہناتے تھے۔ جیسے آج مشرکین ہند گنگا، کالی وغیرہ کو عورت مان کر پوجتے ہیں ۴؎ حضور کا راستہ چھوڑ کر جس گمراہ کی اطاعت کی جاوے شیطان کی پیروی ہے کیونکہ سب گمراہوں کو شیطان نے ہی گمراہ کیا ہے ۵؎ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری لعنت ہے۔ کہ شیطان نے بھی رب کے سامنے تقیہ نہ کیا۔ جو اسے کرنا تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان کو رب نے اتنا وسیع علم اور قدرت بخشی کہ وہ بہکانے کے طریقے جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انبیاء و اولیاء کو شیطان بھی معصوم یا محفوظ جانتا ہے اس لئے اس نے مِنْ عِبَادِكَ کہا جو انہیں گنہگار مانیں وہ شیطان سے بھی بدتر ہیں۔ ۶؎ خیال رہے کہ دنیا کی لمبی عمر، زیادتی مال وغیرہ کی وہ آرزو جو رب سے غافل کرے شیطانی کام ہے البتہ اللہ کے لئے یہ چیزیں چاہنا عبادت ہے۔ ۷؎ اس سے پتہ لگا کہ گائے کی تعظیم کرنا یا ہولی دیوالی میں جانوروں کے سینگ رنگنا یا مشرکین کی سی رسمیں کرنا سب شیطانی کام ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا لازم ہے بلکہ ان کے بڑے دن کی تعظیم گنگا وغیرہ کا احترام کرنا کفر ہے۔ مسلمان کو ہر بری چیز سے نفرت چاہیے۔ ۸؎ معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج دنیا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیے۔ نبی ولی علاج ہیں شیطان بیماری ۹؎ ڈاڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغییر خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو ڈاڑھی منڈانا۔ یہ آیت ان تمام آیتوں کی تفسیر ہے جن میں وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ بنانے کی ممانعت کی گئی

ربع

ہے۔ اس آیت نے بتایا کہ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیطان اور شیطانی لوگ ہیں۔ ولی اللہ اور ہیں ولی من دون اللہ کچھ اور۔ اس کا بہت خیال چاہیے۔ ۱۰؎ کہ تم کفر کی وجہ سے بخشے جاؤ گے اور بری رسمیں تمہاری عزت افزائی کا ذریعہ بنیں گی۔ یہ دو مراد ہو کہ آج کل مسلمان بہت کھا رہے ہیں۔ وہ سمجھے ہیں کہ فضول خرچی کی رسمیں، کوٹھیاں، وزارتیں عزت کا ذریعہ ہیں۔ یہ سب شیطانی دھوکا ہے ۱۱؎ یعنی کفار دوزخ میں جا کر وہاں سے نہ نکل سکیں گے۔ مگر مومن اپنی سزا پوری کر کے بخش دیئے جائیں گے۔ دوزخ میں ہمیشگی کفار کیلئے خاص ہے۔

نکتہ۔ اس آیت سے یہ تو معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ اب یہ سوال ہے کہ اس کنجی سے کسی کے لئے دروازۂ غیب کھولا بھی گیا یا نہیں؟ یا کسی کو کوئی کنجی دی گئی یا نہیں؟ اس کا جواب قرآن و حدیث سے پوچھو۔ قرآن فرماتا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ہم نے آپ کے لئے ظاہر طور پر کھول دیا کیا کھول دیا؟ اس کی نفیس توجیہیں ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن بآیات القرآن میں دیکھو ۔

قفل اور کنجی میں وہ ہی چیز رکھی جاتی ہے جو کھول کر نکالنی ہو اور جسے کھول کر نکالنا نہ ہو وہ زمین میں دفن کر دی جاتی ہے۔ پتہ لگا کہ غیب دینا تھا اس لئے کنجی میں رکھا ۔

حدیث میں ہے اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کنجی بھی دی گئی اور آپ کے لئے فتح باب بھی ہوا ۔

(۴) قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ ۔

اس آیت کے بھی مفسرین نے دو مطلب بیان فرمائے۔ غیب ذاتی کوئی نہیں جانتا۔ کل غیب کوئی نہیں جانتا ۔

تفسیر انموذج جلیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے مَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ بِلَا دَلِيْلٍ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ بِلَا تَعْلِيْمٍ اَوْ جَمِيْعَ الْغَيْبِ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت وَالْغَيْبُ مَا لَمْ يَقُمْ عَلَيْهِ دَلِيْلٌ وَلَا اَطْلَعَ عَلَيْهِ مَخْلُوْقٌ غیب وہ ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور کسی مخلوق کو اس پر مطلع نہ کیا گیا ہو ۔

مدارک کی اس توجیہ سے معلوم ہوا کہ ان کی اصطلاح میں جو علم عطائی ہو وہ غیب ہی نہیں کہا جاتا۔ غیب صرف ذاتی کو کہتے ہیں۔ اب کوئی اشکال ہی نہیں رہا۔ جن آیات میں غیب کی نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے ۔

اسی آیت کے کچھ آگے ہے۔ مَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ جس سے معلوم ہوا کہ ہر غیب لوح محفوظ یا قرآن میں موجود ہے ۔

فتاویٰ امام نووی مَا مَعْنٰى قَوْلِ اللّٰهِ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَاَشْبَاهِ ذٰلِكَ مَعَ اَنَّهٗ قَدْ عَلِمَ مَا فِيْ غَدٍ وَالْجَوَابُ مَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ اِسْتِقْلَالًا وَاَمَّا الْمُعْجِزَاتُ وَالْكَرَامَاتُ

شرح المواقف

للقاضي عضد الدين عبد الرحمن الإيجي المتوفى سنة ٧٥٦هـ

تأليف

السيد الشريف علي بن محمد الجرجاني

المتوفى سنة ٨١٦هـ

ومعه

حاشيتا السيالكوتي والجلبي

على شرح المواقف

ضبطه وصححه

محمود عمر الدمياطي

تنبيه:

جعلنا بأعلى الصحيفة المواقف بشرحها، ودونها حاشية عبد الحكيم السيالكوتي ودونهما حاشية حسن جلبي بن محمد شاه الفناري مفصولاً بين كل واحد منها بجدول

الجزء الثامن

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية

زمان غير أن يعرض لها غلط (ومتنازلاً إلى البليد الذي لا يكاد يفقه قولاً وكيف) يستنكر ذلك الاطلاع في حق النبي (وقد يوجد) ذلك (فيمن قلت شواغله لرياضة) بأنواع المجاهدات (أو مرض) صارف للنفس عن الاشتغال بالبدن واستعمال الآلة (أو نوم) ينقطع به إحساساته الظاهرة فإن هؤلاء قد يطلعون على مغيبات ويخبرون عنها كما يشهد به التسامع والتجارب بحيث لا يبقى فيه شبهة للمنصفين. (قلنا:) ما ذكرتم (مردود) بوجوه (إذ الاطلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبي اتفاقا) منا ومنكم، ولهذا قال سيد الأنبياء: ولو كنت أعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء. (والبعض) أي الاطلاع على البعض (لا يختص به) أي بالنبي (كما أقررتم به) **حيث جوزتموه للمرتاضين** والمرضى والنائمين فلا يتميز به النبي عن غيره (ثم) نقول: (إحالة ذلك) أي الاطلاع المختص بالنبي (على اختلاف النفوس) في صفاء جوهرها وكدره وشدة قوتها على قطع التعلق والتوجه إلى جناب القدس والملاء الأعلى (وتجردها مع **اتحادها** بالنوع) كما هو مذهبهم (**مشكل**) لأن المساواة في الماهية توجب الاشتراك في الأحكام والصفات وإسناد الاختلاف إلى أحوال البدن مبني على القول بالموجب بالذات (و) نقول أيضاً (باقي المقدمات) من الاتصال بالمبادىء العالية بعلة الجنسية وانتقاشها بما فيها من صور الحوادث كما في المرايا المتقابلة (خطابية) لا تفيد إلا ظناً ضعيفاً. (وثانيها) أي ثاني تلك الأمور المختصة بالنبي (أن يظهر منه الأفعال الخارقة للعادة لكون هيولى عالم العناصر مطيعة له منقادة لتصرفاته انقياد بدنه لنفسه) في حركاته وسكناته على وجوه شتى وأنحاء مختلفة بحسب إرادته (ولا يستنكر) ذلك الانقياد (لأن النفوس الإنسانية) ليست منطبعة في الأبدان (وهي بتصوراتها مؤثرة في المواد) البدنية (كما تشاهد من الاحمرار والاصفرار والتسخن عند الخجل والوجل والغضب) هذا نشر على ترتيب

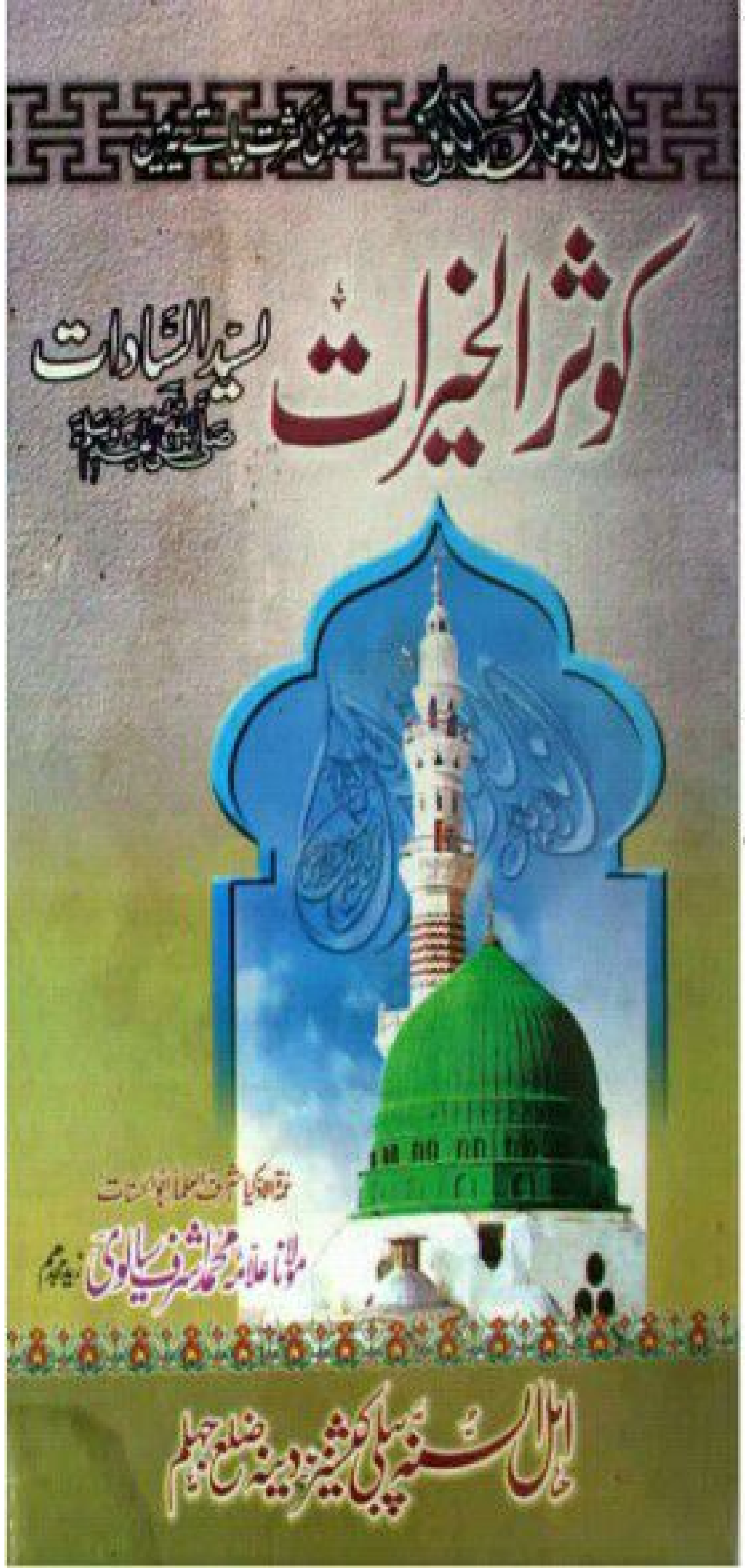

اس کا شریک ٹھہرانا شروع کر دیا اور اللہ تعالےٰ کو انتظامی امور میں ان کے تعاون کا محتاج ماننا شروع کر دیا تو فرمایا اے حبیب میری توحید اور یکتائی، میرا بیوی اور بچوں سے، نرینہ اولاد اور بیٹیوں سے پاک ہونا تم بیان کرو قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ ؎

قُل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے تیرے سنی
اللہ کو ہے کتنی تیری گفتگو پسند

٭

جب مشرکینِ عرب نے آپ کو شاعر ہونے کا طعنہ دیا اور کہا بل ھو شاعر نتربص بہ ریب المنون" بلکہ وہ تو شاعر ہے ہم اس پر گردشِ دوراں کے منتظر ہیں" اور شاعر کی کلام خیالی ہوتی ہے اور ذہنی اختراع ہوتی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لہٰذا ہم ان کی اتباع کیسے کریں؟! اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے دامنِ عصمت پناہ کو اس عیب سے بھی محفوظ فرمایا اور اس الزام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ان ھو الا ذکر و قرآن مبین" ہم نے انہیں شعر نہیں سکھلائے اور نہ ہی ان کے لائق ہے لہٰذا ان کی زبان پر جاری ہونے والی کلام شعر نہیں بلکہ ذکرِ خدا اور قرآنِ مبین ہے لہٰذا اسے شعر کہنا اور انہیں شاعر کہنا لغو و باطل ہے۔

منکرین و معاندین نے کہا ان ھذا الا سحر یؤثر ان ھذا الا قول البشر" یہ تو جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے اور یہ تو صرف انسانی کلام ہے" اس کے کلامِ خدا ہونے اور منزل من السماء ہونے کا دعوےٰ باطل ہے تو اللہ تعالےٰ اس الزام سے بھی ان کی براءت کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے والنجم اذا ھوٰی ما ضل صاحبکم وما غوٰی وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی "قسم ہے چمکتے ستارے (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی جب وہ معراج سے لوٹے، تمہاری طرف آنیوالے مدعیِ رسالت و نبوت نہ راہِ راست سے بھٹکے ہیں اور نہ ہی گمراہ ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق صدق اللہ العظیم

مقیاس الحنفیّت

جُنید زمان پیر طریقت مناظرِ اعظم
ابوعبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الامن ارتضی من رسول یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسلت ربہم واحاط بما لدیہم واحصی کل شی عددا (فرمادیجئے یارسول اللہ ﷺ نہیں جانتا میں جوتم وعدہ دیئے گئے ہو۔ کیا قریب ہے یا رب میرا اس کے واسطے مدت بنادے گا۔ غیب کے جاننے والا ہے۔ وہ نہیں مطلع کرتا اپنے تمام غیب پر کسی کو مگر رسولؑ جسے جس کو پسند کرے۔ اس کے آگے اور اس کے پیچھے نگہبان چلاتا ہے تاکہ وہ رسول جان لے کہ انہوں نے (ملائکہ نے) اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا اور مضبوط کیا اس نے (رسول اللہ ﷺ) نے جو ملائکہ (جبرائیل علیہ السلام وغیرہ) کے پاس ہے۔ اور گھیر لیا اس نے (رسول اللہ ﷺ نے) ہر چیز کو گنتی سے اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی ذات کی طرف سے قیامت کی روایت کا انکار کرواتے ہوئے ظاہر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اس مدت مقررہ کے علم غیب کو اپنے رسولوں پر جس کو مرتضیٰ بنالے ظاہر کرسکتا ہے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے چاروں طرف فرشتے بھی متعین فرمادیتا ہے تاکہ اس کے علم غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام ان ملائکہ کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے **علی غیبہ** میں اپنے کسی علم غیب کی تحقیق نہیں فرمائی جو نبی ﷺ کو عطا کیا گیا بلکہ غیب کی ضمیر کا مرجع الغیب رکھا۔ اور الغیب میں ال جنس کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کرکے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اس کی طرف ضمیر راجعہ کا منسوب نبی ﷺ **فلایظہر علی غیبہ** سے کیسے بے خبر ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی ﷺ کو اپنا کل غیب عطا کرکے سراہے تو اُس کے انکار کرنے والے کو کیسے صحیح مومن سمجھا جاسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عموم کا احصار نبی اللہ ﷺ کے واسطے کل شے کو ہے۔ جس کل کی تم تخصیص نہیں کرسکتے۔

اور خلیل صلوٰۃ اللہ علیہ کا معاملہ بالعکس ہے۔ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وما بینھما بون بائن یعنی ان دونوں علوم میں بڑا عظیم فرق ہے قرآن وسنت سے جو عقیدہ توحید ثابت ہوتا ہے اس کا ذکر اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی بھی نبی ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید کمل نہیں ہے۔ چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ آپ ﷺ کو فلاں چیز کا علم نہیں تھا تو بتائیے جب آپ ﷺ کی توحید کمل نہیں ہے تو پھر دنیا میں کس کی توحید کمل ہو سکتی ہے۔ اور بعض اہل بدعت نے عقیدہ توحید کو الٹا جامہ پہنا دیا کہ اگر کسی نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عالم کی ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے تو یہ عقیدہ شرک ہے یعنی عقیدہ توحید کو جو براہین سے ثابت ہوتا ہے اس کو تو شرک قرار دیا اور ان اہل بدعت نے عقیدہ توحید یہ اختراع کیا کہ کامل موحدہ ہے جس کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ ہو اور پھر طرفہ یہ کہ ان اہل بدعت کے نزدیک شیطان لعین کی وسعت علمی تو نص قرآنی سے ثابت ہے اور افضل الانبیاء ﷺ کے علم پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ شیطان کی توحید انبیاء علیہم السلام کی توحید سے اکمل ہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ ع

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا نام خرد

یہاں تک بندہ نے یہ واضح کیا ہے کہ ملت اسلامیہ کی اساس اول توحید کو اہل ضلالت نے کتنا غلط رنگ دیا ہے اب آیئے آپ کو دین متین کی بنیاد ثانی یعنی رسالت سے روشناس کرائیں۔ پھر اہل بدعت نے اس بنیاد میں جو قہر سامانیاں کیں ہیں ان پر سے پردہ اٹھائیں اولاً آپ کو یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک عقیدہ رسالت ﷺ کیا چیز ہے؟ قرآن پاک میں ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ اس آیت مبارکہ پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ خلیفہ اس وقت مقرر کیا جاتا ہے جب اصل کام سرانجام نہ دے سکے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر قسم کے

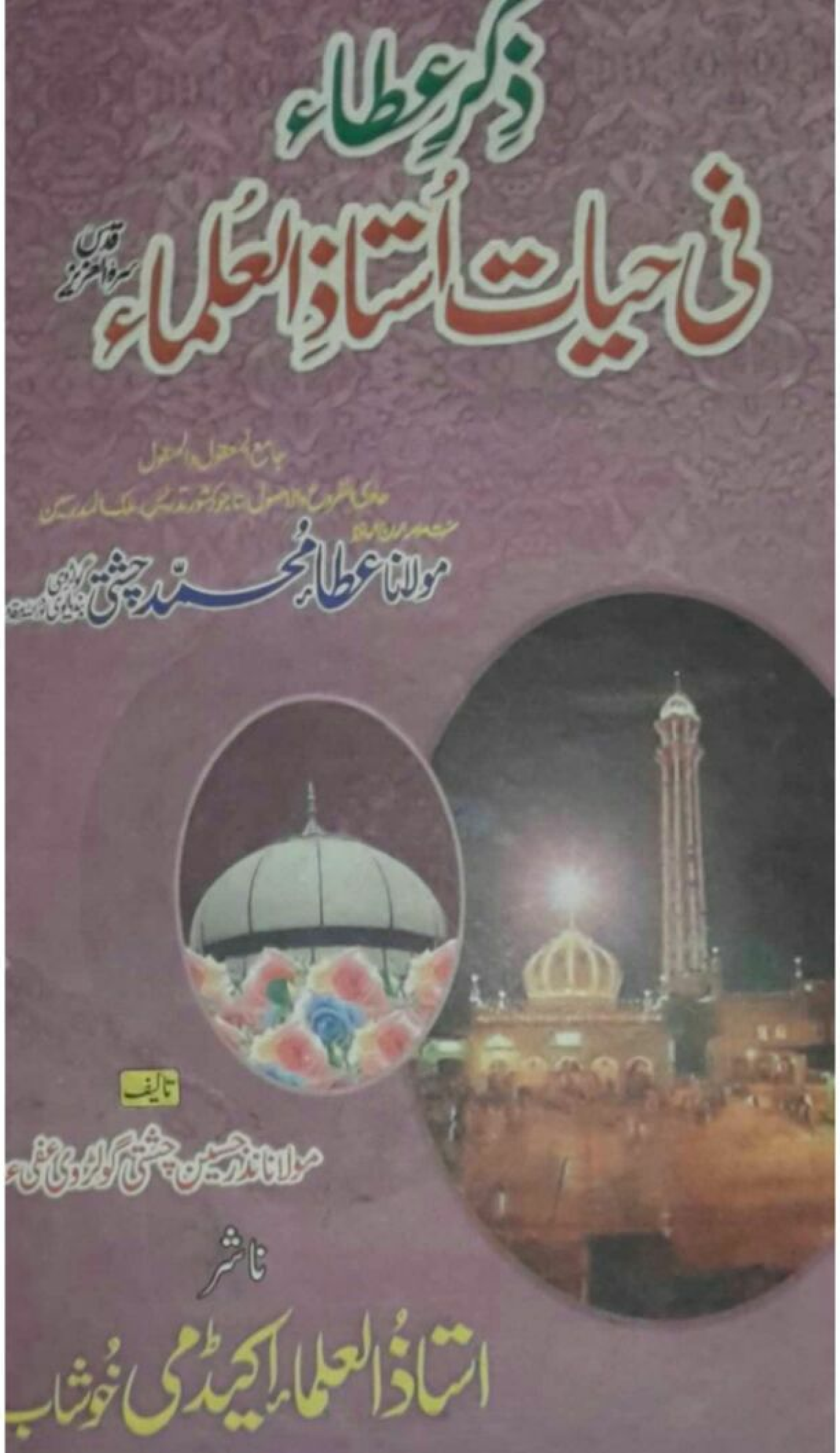

انبیاء کیلئے علم غیب ماننا ان کو

اله ماننا هے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لازم ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے واجب الوجود کی صفات کی نفی کی جائے جیسے علم غیب اور اور عالم کی تخلیق پر قدرت ہونا

(تفہیمات الٰہیہ ج ۱ ص ۲۴ مطبوعہ برقی پریس بجنور انڈیا)

معلوم ہوا کہ جو نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب مانے تو انہیں خدا مانتا ہے معاذ اللہ

[illegible]

ثم بعد ذلك يجب ان ينفى عنهم صفات الواجب جل مجده من العلم بالغيب والقدرة على خلق العالم ابتداء ونحو ذلك وليس ذلك بنقص

[illegible]

قال الله عز وجل

الجزء الاول من كتاب

التفهيمات الالهية

تاليف

حجة الاسلام الشيخ قطب الدين احمد المعروف بشاه ولي الله المحدث الدهلوي

(المتوفى [illegible])

صاحب "الفوز الكبير" و "البدور البازغة" و "الخير الكثير" وغيرها

سلسلة مطبوعات المجلس العلمي [illegible]

حقوق الطبع محفوظة

طبع في

[illegible]

اللہ کے سوا کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا
(تفسیر الخازن ج 1 ص 235)

تفسير الخازن
المسمّى
لباب التأويل في معاني التنزيل

تأليف
علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم البغدادي
الشهير بالخازن
المتوفى سنة ٧٢٥ هـ

ضبطه وصححه
عبد السلام محمد علي شاهين

الجزء الأول
المحتوى
سورة الفاتحة - سورة النساء

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

يؤمن والمعنى وما كان الله ليبين لكم أيها الكفار المؤمن من الكافر فيقول فلان مؤمن وفلان كافر أو منافق لأنه لا يعلم الغيب أحد غيره وإن سنة الله جارية أنه لا يطلع على غيبة أحاد الناس فلا سبيل إلى معرفة المؤمن من الكافر والمنافق إلاّ بالامتحان بالآفات والمصائب فيتميز المؤمن المخلص بثباته على إيمانه ويتزلزل المنافق عن المحن والبلايا. وقيل في معنى الآية وما كان الله ليطلع محمداً على الغيب فيخبركم بالمؤمن من الكافر ﴿ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء﴾ يعني ولكن الله يصطفي ويختار من رسله من يشاء فيطلعه على ما يشاء من غيبه ﴿فآمنوا بالله ورسله﴾ يعني أنه لما قالت الدلائل على صحة نبوة محمد ﷺ فلم يبق إلاّ الإيمان بالله ورسوله محمد ﷺ وإنما قال ورسله على الجمع ولم يقل ورسوله على التوحيد لقوله ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء ولأنه إذا أقر بجميع الرسل كان مقراً بأحدهم وهذه صفة المؤمنين لأنهم آمنوا بجميع الرسل ﴿وإن تؤمنوا وتتقوا﴾ يعني وأن تصدقوا أجتبيه برسالتي وأطلعته على ما أشاء من غيبي وأعلمته بالمنافق منكم والمؤمن المخلص وتتقوا ربكم فيما أمركم به ونهاكم عنه ﴿فلكم أجر عظيم﴾ يعني فلكم بإيمانكم واتقائكم ثواب جزيل وهو الجنة. قوله عز وجل:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا۟ بِهِۦ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَٰثُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٨٠﴾﴾

﴿ولا يحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله من فضله هو خيراً لهم﴾ يعني ولا يحسبن الذين يبخلون البخل خيراً لهم ﴿بل هو﴾ يعني البخل ﴿شر لهم﴾ والبخل هو إمساك المقتنيات عما لا يستحق حبسها عنه والبخيل هو الذي يكثر منه البخل والآية دالة على ذم البخل عن عبدالله بن عمر قال: خطب رسول الله ﷺ فقال: إياكم والشح فإنما هلك من كان قبلكم بالشح. أمرهم بالبخل فبخلوا وأمرهم بالفجور ففجروا أخرجه أبو داود عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ خصلتان لا يجتمعان في مؤمن: البخل وسوء الخلق أخرجه الترمذي وقال حديث حسن غريب واختلف العلماء فيمن نزلت هذه الآية فقال عبدالله بن مسعود وأبو هريرة وابن عباس في رواية أبي صالح عنه والشعبي ومجاهد نزلت هذه الآية في الذين يبخلون أن يؤدوا زكاة أموالهم ووجه هذا القول أن أكثر العلماء ذهبوا إلى أن البخل عبارة عن منع الواجب وأن من منع التطوع لا يكون بخيلاً ويدل عليه الوعيد الشديد في سياق الآية. وهو قوله تعالى سيطوقون ما بخلوا به وهذا لا يكون إلاّ في ترك الواجب لا في التطوع وقال ابن عباس في رواية عطية عنه وابن جريج عن مجاهد أنها نزلت في أحبار اليهود الذين كتموا صفة محمد ﷺ ونبوته وهذا القول هو اختيار الزجاج ووجه هذا القول أن البخل عبارة عن منع الخير والنفع ويدخل فيه العلم كما يقال بخل فلان بعلمه وصحح الطبري القول الأول واختاره وقوله ﴿سيطوقون ما بخلوا به يوم القيامة﴾ أي سيلزمون وبال ما بخلوا به إلزام الطوق فإن حملنا معنى الآية على منع الزكاة والبخل بها فقد قال ابن مسعود وابن عباس يجعل ما منعه من الزكاة حية تطوق في عنقه يوم القيامة تنهشه من فرقه إلى قدمه ويدل على صحة هذا التأويل ما روي عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «من آتاه الله مالاً فلم يؤد زكاته مثل له يوم القيامة شجاع أقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيامة ثم أخذ بلهزمتيه يعني شدقيه ثم يقول: أنا مالك أنا كنزك ثم تلا ولا يحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله» الآية أخرجه البخاري قوله زبيبتان قيل هما النكتتان السوداوان فوق عيني الحية وقيل هما نقطتان يكتنفان فاها وقيل هما زبيبتان في شدقيها وقد جاء في الحديث تفسير لهزمتيه بأنهما شدقاه وقيل إنهما مضغتان في أصل الحنك وقيل هما منحنى اللحيين أسفل من الأذنين [illegible] كله متقارب. (ق) عن أبي ذر قال: انتهيت إلى النبي ﷺ وهو جالس [illegible] فجئت حتى جلست فلم أتقار أن قمت فقلت يا رسول الله فداك أبي وأمي من هم؟ قال هم الأكثرون أموالاً إلاّ من

www.FaceBook.com/Razakhanifitna

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب و مختار کل مانتا ہے وہ ان کو معاذ اللہ الہ (خدا) مانتا ہے

قاضی ناصر الدین بیضاوی رحمہ اللہ سورہ انعام کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عالم الغیب اور زمینوں کے خزانوں کے ملک کے دعوے سے اپنی برات کا اظہار کیا کیونکہ اس قسم کے دعوے الوہیت کے دعوے ہیں اور صاف طور پر نبوت کا دعوی کیا کیونکہ ایسا دعوی ہی کمالات بشریت میں سے ہے۔ قاضی بیضاوی نے اپنی ایک عبارت ہی میں رضاخانیوں کے تینوں عقائد علم غیب، مختار کل، نور کی دھجیاں اڑا دیں

www.FaceBook.com/RazaKhaniFitna

فقہاء احناف کے ہاں ایسا شخص کافر ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی ﷺ علم غیب جانتے تھے

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

اور ہمارے علماء احناف نے اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی (ﷺ) علم غیب جانتے تھے تو اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ یہ قرآن کی اس آیت کے خلاف ہے۔

[قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (النمل : 65)]

(واذا تكلم على العلم) اى علمه عليه الصلاة والسلام (قال هل يجوز ان لا يعلم الا ما علم) كما يشير اليه قوله تعالى وعلمك ما لم تكن تعلم (وهل يمكن ان لا يكون عنده علم من بعض الاشياء حتى يوحى اليه) لقوله تعالى ولا يحيطون به علما اى بذاته وقوله تعالى قل الروح من امر ربى وقوله قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله وفى الحديث مفاتح الغيب خمس لا يعلمهن الا الله ان الله عنده علم الساعة الاية وفى حديث جبريل ما المسؤل عنها بأعلم من السائل وقد قال تعالى ان الساعة آتية اكاد اخفيها اى عن نفسى لو كان امكن فضلا عن غيرى والحاصل ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالى احيانا وقد صرح علماؤنا الحنفية بتكفير من اعتقد ان النبى يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله كذا فى المسايرة للامام ابن الهمام (ولا يقول يجهل) النبى (لقبح اللفظ وبشاعته) بل يقول لا يدرى مثلا وقت مجئ الساعة فان حسن العبارة معتبر عند ارباب الاشارة كما حكى انه كان معبران لبعض الامراء وجعل وظيفة احدهما الفا والآخر نصفه وعجز ندماؤه وجلساؤه عن وجه الفرق بينهما لاتحادهما فى مراتب العلم والصلاح والادب فسألوه عن ذلك وعن تميزهما بما هنالك قال رأيت فى النوم ان اسنانى سقطت فصاحب الالف عبر بأنك تعيش بعد اقوامك كلهم وعبر الآخر بأنهم يموتون قدامك جميعهم فانظروا فالفرق بين العبارتين مع ان مؤداهما واحد فى الاشارتين (واذا تكلم) التكلم (فى الافعال) الصادرة عنه عليه الصلاة والسلام (قال هل يجوز منه المخالفة فى بعض الاوامر والنواهى) ولا يعبر عنها بالكبائر والمعاصى (ومواقعة الصغائر) بل الاولى ان يعبر عنها بالزلات والمكروهات بل وخلاف الاولى (فهو) اى ما ذكر من العبارات (اولى وآدب) بمد الهمزة اى اكثر تأدبا (من قوله هل يجوز ان يعصى او يذنب او يفعل كذا وكذا من انواع المعاصى) المشتملة على الصغائر والكبائر (فهذا) الذى قدمناه (من حق توقيره) وفى نسخة زيادة وبره اى طاعته او اكرامه (عليه الصلاة والسلام وما يجب له من تعزير) اى تبجيل (واعظام وقد رأيت) ويروى ورأيت (بعض العلماء لم يتحفظ من هذا) الذى ذكرناه ويروى فى هذا (فقبح منه) ما صدر عنه (ولم استصوب عبارته فيه) وانما اكتفيت بذكر اشارته (ووجدت) ويروى ورأيت (بعض الجائرين) بالجيم من الجور اى المائلين عن الاقتصاد فى القول وفى رواية بالحاء المهملة من الحيرة وهو التردد اى من المتحيرين فى سبيل الرشاد غير متمكنين على طريق السداد (قوله) بتشديد الواو اى نسبه الى الخطأ فى قوله الخاص به (لاجل ترك تحفظه فى العبارة ما لم يقله) والمعنى زعم لاجل ترك تحفظه انه قال ما لم يقله (وشنع) ذلك البعض (عليه) اى على من لم يتحفظ (بما يأباه) كلامه (ويكفر قائله واذا كان مثل هذا) الاستعمال بالتحفظ فى الاقوال (بين الناس مستعملا فى آدابهم وحسن معاشراتهم وخطابهم فاستعماله فى حقه عليه الصلاة والسلام اوجب) اى الزم (والتزامه آكد) بمد الهمزة اى اوثق واتم

شرح الشفا

للقاضي عياض

شرحه

الإمام الهمام ناصر السنة وقامع البدعة

الملا علي القاري

عليه رحمة الباري

الجزء الثاني

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

/SUsamaAskari

نبی ہونے کے لئے علم غیب ضروری ماننے والے راسخ ایمان (ایمان میں پختہ) نہیں ہیں

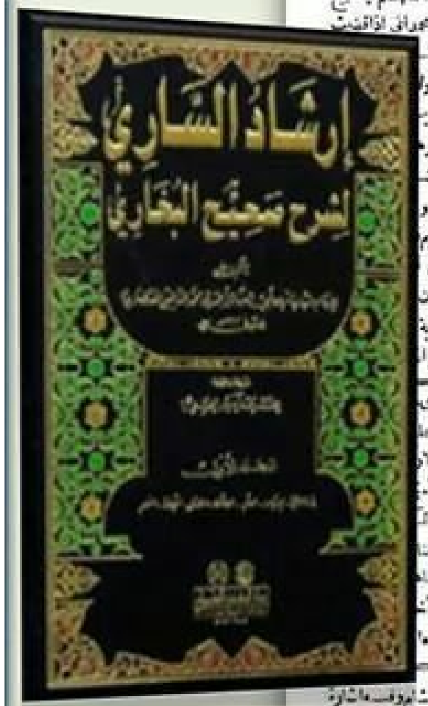

علامہ قسطلانیؒ فرماتے لکھتے ہیں کہ:

بعض وہ لوگ جو راسخ الایمان نہ تھے ایسا خیال کرتے تھے۔ یہاں تک ان کا خیال تھا کہ نبوت کی صحت اس کو مستلزم ہے کہ نبی تمام غیوب پر مطلع ہو۔

(ارشاد الساری ج 10 ص 453)

https://www.facebook.com/RazaKhaniFitna

علم غیب کے متعلق بریلوی دلیل کا جواب

مستدرک میں ہے نبی کل غیب پر مامون ہے۔ جواب: پہلی بات تو یہ کہ مستدرک میں "غائب" نہیں بلکہ "غالب" کا لفظ ہے ثانیا اس روایت کے متعلق علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ منقطع روایت ہے (مستدرک، ج4 ص41) اور علامہ ہیثمی فرماتے ہیں وفیہ من لم اعرفھم (مجمع الزوائد ج8، ص195 رقم 13914) اس کی سند میں مجہول راوی ہیں ایسی ضعیف منقطع روایت سے عقیدہ میں استدلال کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے

www.Facebook.com/Razakhanifitna

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر وحی کے اپنے عطائی علم غیب کا اظہار فرمایا ہے ان میں سے دو حدیث مبارکہ بطور حوالہ پیش خدمت ہیں۔

نمبر۱: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر بھی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ہاں عمر کی" (نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں) میں نے عرض کیا کہ (میرے باپ حضرت) ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی جیسی ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ج سوم باب مناقب ابوبکر)

آسمان کے ستارے کتنے ہیں یہ بھی غیب کی بات ہے اور جو شخص نیکیاں کرتا ہے اس کی نیکیاں کتنی ہیں یہ بھی غیب کی بات ہے اگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عقیدہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب نہیں جانتے تو کبھی ایسا سوال نہ کرتیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال کرتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً بغیر وحی کے اپنے عطائی علم غیب سے جواب ارشاد فرمایا۔

نمبر۲: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کے سبب نہیں (بلکہ) ان میں ایک پیشاب (کی چھینٹوں) سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خور تھا"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تازہ (سبز) شاخ منگوا کر اس کو درمیان سے چیر کر دونوں قبروں پر لگا دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ

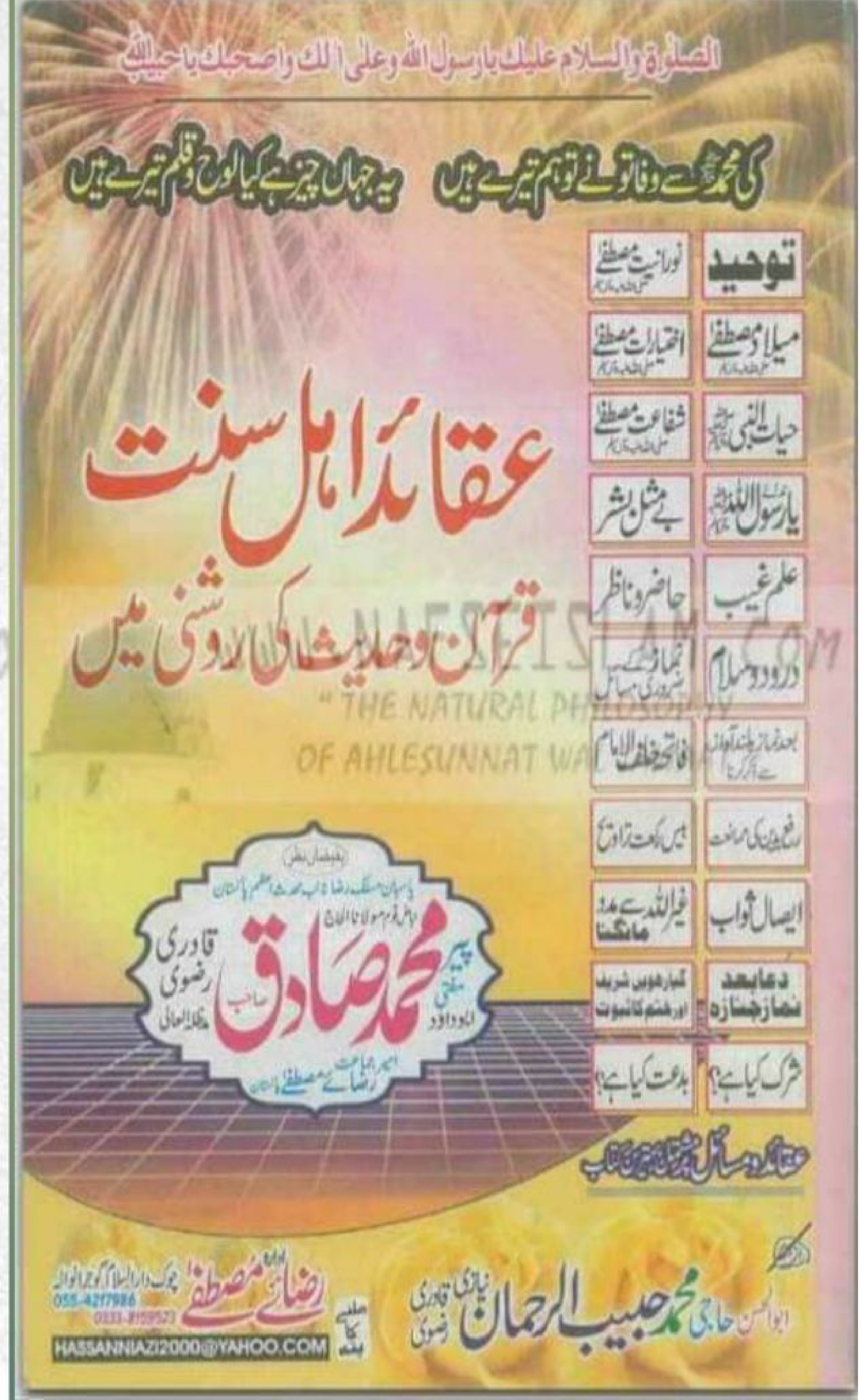

الجامع لاحکام القرآن
معروف بہ
تفسیر قرطبی
جلد اوّل

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

متن قرآن کا ترجمہ: جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

مولانا ملک محمد بوستان — مولانا سید محمد اقبال شاہ گیلانی

مولانا محمد انور مگھالوی — مولانا شوکت علی چشتی

زیر اہتمام
ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی ○ پاکستان

قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرنے اور اس پر جرأت کرنے پر وعید اور مفسرین کے مراتب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ کی تفسیر فرماتے تھے مگر چند آیات کی جو جبریل آپ کو سکھاتے تھے۔ ابن عطیہ نے کہا: اس حدیث کا مطلب ہے قرآن کے مغیبات کے بارے میں، مجمل کی تفسیر وغیرہ کے بارے میں حضور تفسیر فرماتے تھے جن تک اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر رسائی ممکن نہ تھی۔ جملہ مغیبات میں سے وہ ہے اللہ تعالیٰ نے جن کا علم نہیں دیا ہے جیسے قیامت کے قیام کا وقت وغیرہ، جو الفاظ سے تلاوت کی جاتی ہیں، صور میں نفخات کی تعداد، آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی ترتیب۔ ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، فرمایا: میری طرف سے حدیث بیان کرنے سے بچو مگر جو تم جانتے ہو (وہ بیان کرو) جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ آگ کے ٹھکانا میں اترے اور فرمایا: جو قرآن میں اپنی رائے کو دخل دے وہ آگ کے ٹھکانا میں اترے (1)۔ حضرت جندب سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے دی اور صحیح بھی بیان کیا تو اس نے خطا کی (2)۔ فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے نقل کیا ہے اور اس کے ایک راوی پر کلام کی گئی ہے۔ رزین نے یہ زائد بیان کیا ہے جس نے اپنی رائے دی اور غلطی کی تو اس نے کفر کیا۔ ابوبکر محمد بن قاسم بن بشار بن محمد انباری نحوی، لغوی نے اپنی کتاب الرد میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس کی حدیث کی دو تفسیریں بیان کی گئی ہیں (۱) جس نے قرآن کے مشکل الفاظ کی ایسی تفسیر بیان کی جو صحابہ، تابعین اور پہلے لوگوں کے مذہب سے معروف نہیں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے اور قول اثبت ہے اور معنی کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔ جس نے قرآن کے بارے میں کوئی قول کیا جبکہ وہ جانتا ہے کہ حق اس کے علاوہ ہے تو وہ دوزخ کے ٹھکانا میں اترے۔ یتبوأ کا معنی ینزل و یحل (اترنا) ہے۔ شاعر نے کہا ؎

و بوئت لی صیم معشرھا — فتم لی قومھا میزھا

اور حضرت جندب کی حدیث میں فرمایا: بعض اہل علم نے اس حدیث کو اس پر محمول کیا ہے کہ رائے سے مراد خواہش ہے یعنی جس نے قرآن کے بارے میں ایسا قول کیا جو اس کی خواہش کے موافق ہے اس نے ائمہ سلف سے نہیں لیا ہے پھر وہ ٹھیک بھی کہے گا تو خطا کرنے والا ہوگا کیونکہ اس نے قرآن پر ایسا حکم لگایا جس کی اصل معروف نہیں ہے اور وہ اہل اثر اور نقل کے مذاہب پر موقوف نہیں ہے۔ ابن عطیہ نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص سے کتاب اللہ کا کوئی معنی پوچھا گیا تو اس

1۔ مسند امام احمد، مسند عبداللہ بن عباس، جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ما جاء فی الذی تفسیر القرآن برأیہ، حدیث نمبر 2875، مطبوعہ [illegible]

Mohammad Sajid Siddiqui

کے لئے یہ لفظ بولتے ہوئے سنا تو اس کی گردن مار دوں گا (قتل کردوں گا)

تفسیر الآلوسی - (ج 1، ص 348) مکتبہ حقانیہ ملتان

آیت کریمہ ۔ 7: إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ٥ (الاحزاب آیت 57)

ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

☆ اذیت رسول دینے والا دنیا و آخرت کا ملعون ہے۔ آخرت کی لعنت تو جہنم کے عذاب کی صورت میں ہوگی اور دنیا کی لعنت کس عذاب کی صورت میں ہوگی اسی صورت میں تین آیات کے بعد ہی قرآن کریم کا حکم ہے۔

ترجمہ: ملعون جہاں کہیں ملیں، پکڑے جائیں اور چن چن کر قتل کردیئے جائیں۔ اللہ کا یہی دستور چلا آتا ہے ان سے پہلے لوگوں میں بھی اور تم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے۔

(الاحزاب آیت 61،62)

☆ آیت کریمہ میں گستاخوں کی سزا بیان ہوگئی کہ جہاں کہیں بھی ہوں انہیں قتل کیا جائے گا اور دوسری آیت میں یہ بھی بیان ہے کہ یہ سزا صرف اس امت کے گستاخوں کیلئے ہی نہیں ہے بلکہ پہلی امتوں کے گستاخوں کے لئے بھی رب کا یہی قانون و دستور تھا۔

☆ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دینے والا اس عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے جو کسی بھی صاحب ایمان کو نہیں دیا جائے گا۔

درج ذیل آیات میں عذاب مھین کا ذکر ہے۔

☆ سورۃ بقرہ آیت 90	☆ سورۃ آل عمران آیت 178
☆ سورۃ نساء آیت 151،102،37،14	☆ سورۃ الحج آیت 57
☆ سورۃ الجاثیہ آیت 9	☆ سورۃ المجادلہ آیت 16،5
☆ سورۃ الاحزاب آیت 17	

جہاں بھی عذاب مھین کا ذکر ہے کافروں کیلئے ہے، ایمان والوں کے لئے نہیں ہے۔

اگر کوئی اہل ایمان دانستہ اذیت رسول کا ارتکاب کرتا ہے تو مسلمان نہیں رہتا کافر ہو جاتا ہے اور ذلت کے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

آیت کریمہ 8: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥ (النساء، آیت 65)

تو اے نبی تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان ہی نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے کوئی حرج محسوس نہ کریں۔

☆ اللہ رب العزت قسم بیان فرمارہا ہے کہ رسول اللہ کے فیصلے کو جو شخص دل سے تسلیم نہ کرے اور آپ کے فیصلے پر دل میں میل لائے تو وہ ایمان والوں میں سے نہیں رہتا چہ جائیکہ توہین کا مرتکب ہو۔

... آیت کا شان نزول کچھ یوں

... کیا کہ دو بندوں نے حضور کی
... مایا جس کے خلاف فیصلہ کیا گیا
... یا چاہتا ہے؟ کہنے لگا میں چاہتا
... جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا
... یا تھا حضور نے میرے حق میں
... حضور نے فرمایا ہے۔ جس کے
... س جاتے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
... نے نبی کریم کی بارگاہ میں اپنا
... پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس
... بھی راضی نہ ہوا (اور آپ کے
... ے) پوچھا کیا معاملہ اسی طرح

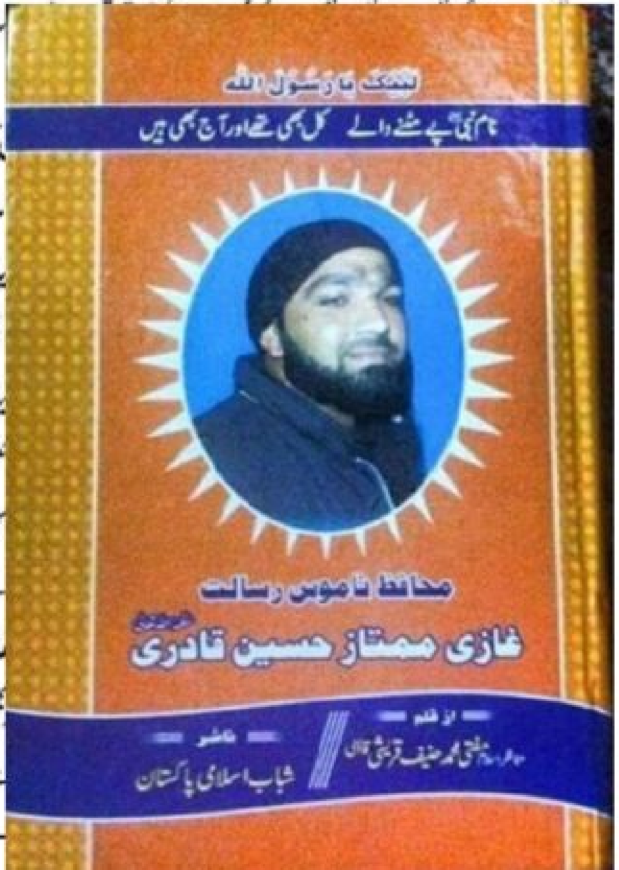

مَاکَانَ[۱۱۱] وَمَایکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامِ قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں اور پہلا شعر کہ اگرخیریت دنیا وعقبیٰ الخ حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ قصیدۂ نعتیہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا ہے الحمد للہ یہ عقیدے ہیں ائمۂ دین کے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب عالم تاب میں ۔ برخلاف اُس سرکش طاغی شیطان لعین کے بندۂ داغی جو کہ ایمان کی آنکھ پر کفران کی ٹھیکری رکھ کر کہتا ہے "جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں "۔ اَلَا صَلّٰی رَبُّ مُحَمَّدٍ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاُخْرٰی مُنْتَقِضِیْہِ وَاَعَادَنَا مِنْ حَالِہِمْ وَشَرِّہِمْ وَسَلَّمَ اٰمِیْن علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں یُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِہٖ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَمْرُ بِالسُّؤَالِ اَنَّ اللہَ تَعَالٰی مَکَّنَہٗ مِنْ اِعْطَآءِ کُلِّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرما دیں ۔ والحمد للہ رب العٰلمین ۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جانِ وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ یا رسول اللہ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔ **وھابی** صاحبو یہ کیسا کھلا شرکِ وہابیت ہے جسے حضور مالکِ جنت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ قبول فرما رہے ہیں وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ

[۱۱۱] ماکان ومایکون کا علم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک ٹکڑا ہے ۔

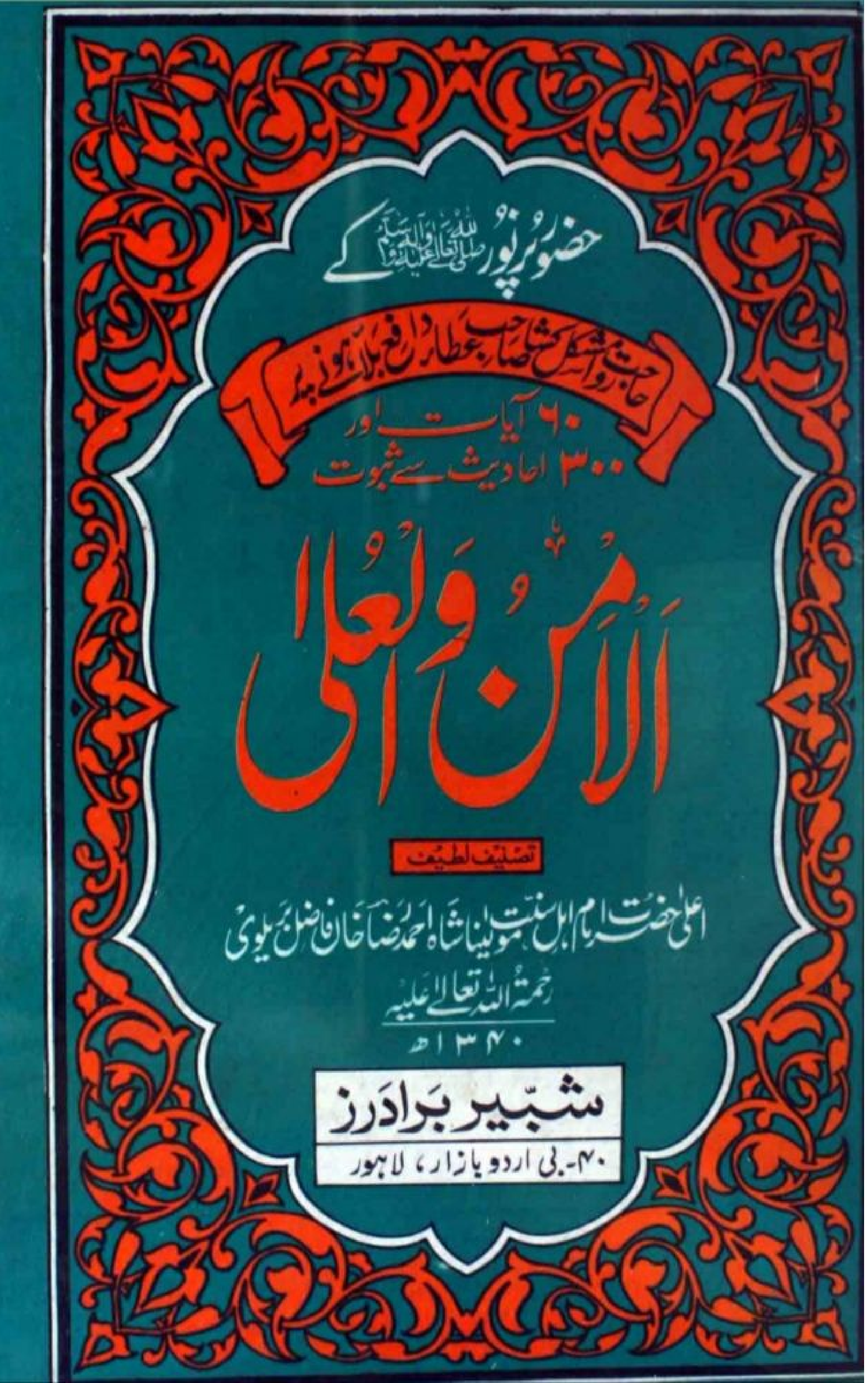

فَاَسَاءَ الصَّلٰوةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ اَلَا تَرٰى كَيْفَ تُصَلِّيْ اِنَّكُمْ تُرَوْنَ اَنَّهٗ يَخْفٰى عَلَيَّ شَيْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى مِنْ خَلْفِيْ كَمَا اَرٰى مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ.

رَوَاهُ اَحْمَدُ

جب سلام پھیرا تو اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل چھپا رہتا ہے۔ اللہ کی قسم میں پیچھے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں۔

(احمد)

ل؎ اس مرد نے سلام پھیرا۔

٢؎ واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے پیچھے دیکھنا خرق عادت (معجزہ) کے طور پر تھا وحی والہام کے ذریعے اور کبھی کبھی تھا ہمیشہ نہ تھا۔ اس کی مؤید وہ روایت ہے کہ جب آپ کا ناقہ مبارک گم ہو گیا تو آپ کو معلوم نہ ہوا کہ کدھر گیا ہے تو منافقین نے کہا محمد کہتے ہیں کہ میں آسمان کی خبر دیتا ہوں مگر نہیں جانتے کہ ان کا ناقہ کہاں گیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہی جانتا ہوں جس قدر اللہ مجھے بتلاتا ہے۔ ابھی ابھی مجھے میرے پروردگار نے بتایا ہے کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ سے الجھی ہوئی ہے۔ یہ بھی آپ نے فرمایا میں بشر ہوں نہیں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کے بتلانے کے بغیر میں نہیں جانتا۔

اور بلا شبہ نماز چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں سے سب سے افضل وارفع حالت ہے۔ تو اس حالت میں آپ کو انکشاف حقائق اشیاء اور اعیانِ موجودہ پہ اطلاع اتم اور اکمل ہوتی تھی۔ اور حق تعالیٰ کی ذات میں آپ کا حضور ان کائنات سے استغراق اور غائب ہونے کا موجب نہ تھا۔ جس طرح کاملین کہ کائنات میں ہوتے ہیں مگر کائنات سے جدا ہوتے ہیں۔ ان کا حال ہے۔ مشائخ قدس اللہ سرہم فرماتے ہیں نماز کشف و حضور کا مقام ہے۔ غیبت استغراق اور اضمحلال کا مقام نہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان دیکھنے کا آلہ تھا سوراخ کی مانند مگر یہ قول غریب ہے کسی روایت سے ثابت نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

Mohammad Sajid Siddiqui

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم

جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو (القرآن الحکیم)

جلد دوم

اشعۃ اللمعات

شرحِ مشکوٰۃ

تصنیف منیف

عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولینا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ و حواشی

حضرت علامہ مولینا محمد سعید احمد نقشبندی مدظلہ العالی

ناشر

فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار ◎ لاہور (پاکستان)

حضرت خلیل احمد سہارنپوریؒ نے براہین قاطعہ میں شیخ عبدالحقؒ کے حوالے سے لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے دوسری جانب کا علم نہیں تھا۔ اس پہ رضا خانیوں نے کفر کے فتوے لگا دیئے۔ اب ان کا غلام رسول سعیدی لکھتا ہے کہ نبیؐ کو اپنی پشت پہ پڑی اوجھڑی کا علم نہ تھا۔ دیکھتے ہیں یہاں سعیدی پہ کوئی رضاخانی فتوی لگاتا ہے یا نہیں

MOHAMMAD SAJID SIDDIQUI

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے ضرر کو بددعاء کہنے کا عدم جواز

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سات کافروں کا نام لے کر ان کے خلاف دعائے ضرر فرمائی' بعض اردو کے سیرت نگاروں ...

... (ص ۱۳۹)

شیخ تقی عثمانی نے لکھا ہے:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کی تو یہ بات ان کو بہت گراں گزری۔ (انعام الباری ج ۲ ص ۳۹۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل بد نہیں ہے اس لیے آپ نے جو دعائے ضرر کی اس کو بددعا کہنا ناجائز اور گناہ ہے' آپ کا ہر فعل حسن اور واجب الاتباع ہے' ہم اس سے پہلے بھی اس پر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔

اس اشکال کا جواب کہ آپ کی پشت پر نجاست ڈال دی گئی تو پھر آپ کیوں نماز پڑھتے رہے؟

اس حدیث میں ہے: آپ کی پشت پر "سلی" رکھی گئی تھی یعنی وہ غلاف جس میں اونٹنی کا بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے' شرح صحیح مسلم میں میں نے "تاج العروس" ج ۱۰ ص ۱۸۳' کے حوالے سے "سلی" کا یہی معنی لکھا تھا اور یہی اس کا حقیقی معنی ہے لیکن میں نے لکھا تھا کہ اس سے مجازاً اوجھڑی مراد ہے کیونکہ بعض روایات میں ہے: اس میں خون اور گوبر بھی تھا اور گوبر اوجھڑی میں ہوتا ہے' تاہم اب میری رائے بدل گئی ہے کہ بلاوجہ اس کو مجاز پر محمول کرنا درست نہیں ہے اور "سلی" سے مراد اس کا حقیقی معنی ہی ہے اور اونٹنی کے پیٹ میں "سلی" کے اندر کچھ خون اور گوبر منتقل ہو گیا ہو تو یہ کچھ بعید نہیں ہے' اب یہاں یہ سوال ہے کہ جب "سلی" میں گوبر اور خون وغیرہ تھا اور وہ نجس ہیں' نیز وہ مشرکین کا ذبیحہ ہونے کی وجہ سے بھی نجس تھی تو اس نجاست کے ڈال دینے کے بعد آپ نماز کس طرح پڑھتے رہے' اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت آپ سجدہ میں تھے اور آپ کو پتا نہیں تھا کہ آپ کی پشت پر کیا ڈالا گیا ہے۔

اوجھڑی کھانے کا شرعی حکم

بعض دلائل اوجھڑی کھانے کی تحریم کا تقاضا کرتے ہیں' کیونکہ اوجھڑی گوبر کا محل ہے تو جس طرح مثانہ پیشاب کا محل ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے اسی طرح گوبر کا محل ہونے کی وجہ سے اوجھڑی کو مکروہ تحریمی ہونا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ نے اس دلیل کی وجہ سے اوجھڑی اور آنتوں کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۲۹' مکتبہ رضویہ کراچی) اور بعض دلائل اوجھڑی کی حلت کا تقاضا کرتے ہیں' کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال جانور کی صرف سات چیزوں کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے' باقی چیزیں بلاکراہت حلال ہیں اور چونکہ اوجھڑی ان سات چیزوں میں نہیں ہے' اس لیے وہ بلاکراہت حلال ہے' سات چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے کے متعلق یہ حدیث ہے:

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کی سات چیزوں کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتے تھے: (۱) خون (۲) فرج (۳) خصیتین (۴) غدود (۵) ذکر (۶) مثانہ (۷) پتہ۔ (مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۵۳۵' سنن بیہقی ج ۱۰ ص ۷' مراسیل ابوداؤد ص ۱۹' المعجم الاوسط: ۹۴۸۶' الجامع الصغیر: ۷۱۷۶' الکامل لابن عدی ج ۵ ص ۱۴)

اور جب کسی چیز کی حلت اور حرمت میں دلائل متعارض ہوں تو وہ مکروہ تنزیہی ہوتی ہے' نیز ایک حدیث میں ہے: حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بکری کے معدہ کا ایک ٹکڑا کھایا' وہ حدیث یہ ہے:

Marfat.com

وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو شمار نہ کر سکو گے (ابراہیم)

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری

جلد اول

الاحادیث: ۱ ——— ۳۴۸

کتاب بدء الوحی، کتاب الایمان، کتاب العلم
کتاب الوضوء، کتاب الغسل، کتاب الحیض، کتاب التیمم

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی
شیخ الحدیث، دار العلوم نعیمیہ، کراچی۔ ۳۸

ناشر
فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

اور شوہر اول کی طرف رجوع پر مجبور کی جائے گی ورنہ امان اٹھ جائے گی۔ ۱۲ مؤلف عفی عنہ) با صل المذہب یہی ہے کہ نکاح فی الحال فسخ ہو جاتا ہے۔

عرض: کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا کیا حکم ہے۔

ارشاد: بطور سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا گنہگار ہوا اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر [illegible] ایمان و اسلام کلمات کفر بولے افعال کفر [illegible] کافر کو کافر کہنا ہے۔ ۱۲) ہو گیا۔

عرض: حضور ایک صاحب پہلے محدث (یعنی حضرت مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ العزیز۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ) صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے اب ان کی حالت یہ ہے کہ اکثر مخفی باتیں بتاتے ہیں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں ہے۔

ارشاد: ایک صاحب اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے تھے آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا۔ خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دیدیں گے تو جان لوں گا یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے یہ حکایت ہم نے اس لیے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دیدیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا بس یہ سمجھ لیجیے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لیے ہو سکتی ہے انسان کے لیے کمال نہیں اور وہ جو غیر مسلم کے لیے ہو سکتی ہے مسلم کے لیے کمال نہیں۔

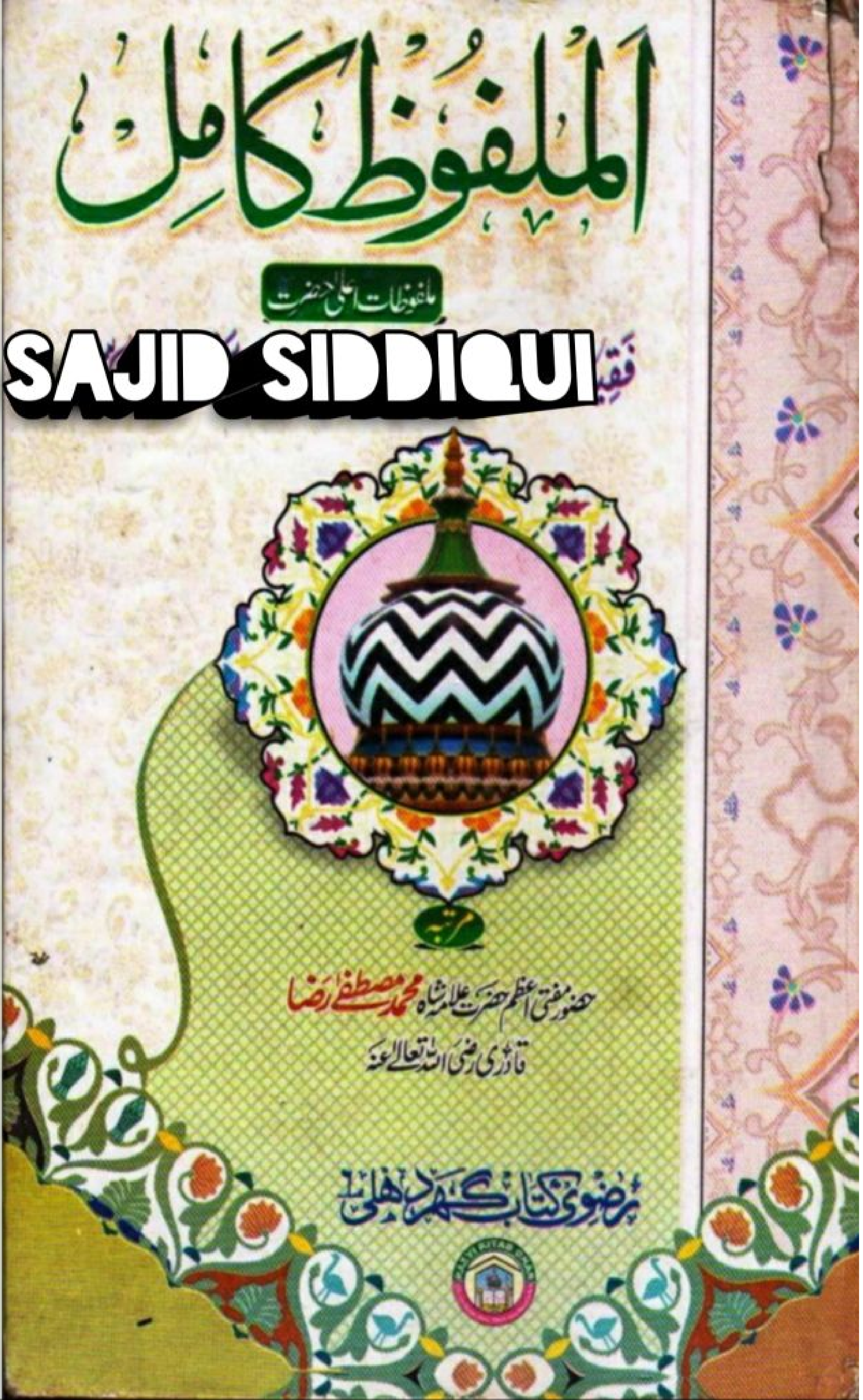

MOHAMMAD SAJID SIDDIQUI

مضمون	صفحہ
امیر معاویہ کی سچی پیشین گوئی	۲۶۸
ابدال بننے کی دعا	۲۶۹
شیعوں کے نزدیک امام مہدی کون ہے	؍؍
اولیاء کے درجے اور تعداد	؍؍
قط... [illegible]	
فقہی مسائل کشف سے ثابت نہیں ہو سکتے	۲۷۰
تیسری فصل	۲۷۲
سیاہ لباس ماتم نہیں اور جائز ہے	۲۷۳
ٹڈی کا خاتمہ قریب قیامت ہوگا ٹڈی برکت والا جانور ہے۔	۲۷۴
اصولی فروعی امتوں کی تعداد	۲۷۵
قیامت کے سامنے والی علامات اور دجال کا باب۔ پہلی فصل	۲۷۶
دجال کا ترجمہ اور دجال کی قسمیں	؍؍
سورج کا سجدہ اور اس کا چکر	۲۸۰
جھوٹے خدا اور جھوٹے نبی میں فرق	۲۸۲
کانا آدمی شرارتی ہوتا ہے۔	۲۸۳
سب سے پہلے دجال سے نوح علیہ السلام نے ڈرایا۔	۲۸۴
نبی کریم اگلے پچھلوں کو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں	۲۸۶
جس دن ایک سال برابر دن ہوگا تو نمازیں کیسے پڑھی جائیں گی۔	۲۸۷
یاجوج ماجوج کا ذکر	۲۹۰

مضمون	صفحہ
زلفہ اور زلفہ کا فرق	۲۹۴
مقابلے اور غیر مقابلے کے وقت معجزے اور کرامت کا فرق	۲۹۸
نبی کا عمل غیر نبی کے عمل سے زیادہ درجہ رکھتا ...	۲۹۹
...جال کے پہلے ساتھی	۳۰۰
کفار کی مشابہت کب جائز ہے کب منع	؍؍
دجال کی نعش کتے کھائیں گے گلیوں میں پڑی ہو گی۔	؍؍
عمر ابن عاص نے دجال کو ایک جزیرے میں بندھا ہوا دیکھا۔	۳۰۵
دجال کے منہ سے نبی کریم کی تعریف	۳۰۸
مسیح اور دجال کے معنی حضرت عیسے کبھی کبھی اب بھی زمین پر آتے ہیں۔	۳۱۰
دوسری فصل	۳۱۲
دجال کا حلیہ	۳۱۳
بعض لوگ اعمال میں صحابہ سے بڑھ سکتے ہیں لیکن درجے میں نہیں	۳۱۵
بدمذہب کے پاس مت جاؤ۔	۳۱۶
سب سے پہلے امیر اور فیشن پرست لوگ دجال کو مانیں گے۔	۳۱۷
جنات ہر شکل میں آسکتے ہیں	۳۱۹
دجال کو علم غیب دیا گیا	؍؍
تیسری فصل	۳۲۱

MOHAMMAD SAJID SIDDIQUI

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ خَالِقِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰت

کہ

جلد ہفتم

از...

مرآۃ المناجیح

اردو ترجمہ و شرح

مشکوٰۃ المصابیح

تاریخی نام

ذو المرات

مصنف حضرت حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ گجرات

صاحبزادہ اقتدار احمد خاں مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

WWW.NAFSEISLAM.COM

مولانا کرم دین دبیر مرحوم کو بریلوی اپنے اکابرین میں سے مانتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ (ملخصا)

اللہ کے سوا کسی اور کیلئے علم ماکان و مایکون، حلال حرام، موت زندگی کا اختیار ثابت کرنا کفر ہے کیونکہ یہ صفات الٰہیہ ہیں

...کم والفرقۃ فان الشاذ من الانسان للشیطان کما ان الشاذ من
...الذئب الا من دعا الی ھذا الشعار فاقتلوہ ولو کان تحت عمامتی
(دو فریق میرے بارہ میں ہلاک ہوجائنگے۔ محبت دوستی میں افراط (غلو) کرنے
...اس کو یہ دوستی حق سے دور لے جائے۔ اور دشمن دشمنی میں افراط کرنیوالا
...کو یہ عناد حق سے دور کردے۔ خوشحال انسان میرے بارہ میں وہ ہیں۔ جو
...روی اختیار کرتے ہیں۔ تم اسی جماعت کے تابع ہوجاؤ۔ اور بڑی جماعت
...تابع کرو۔ کیونکہ خدا کا ہاتھ بڑی جماعت کے سر پر ہے۔ تفرقہ سے باز آجاؤ
...جماعت سے علیحدہ ہونے والا انسان شیطان کا شکار رہتا ہے۔ جیسا کہ ریوڑ
...سے جدا ہونیوالی بکری بھیڑیئے کا شکار بنتی ہے۔ خبردار جو تمہیں جماعت سے علیحدگی
...دعوت دیں۔ ان کو قتل کردو۔ اگرچہ وہ میری اس دستار کے نیچے ہوں)
جناب امیر علیہ السلام نے اپنے اس خطبہ میں حقانیت مذہب اہل سنت والجماعۃ
...کردی ہے۔ اور رافضیوں اور خارجیوں کے مذہب کو مردود قرار دیا ہے۔ کیونکہ رافضی
...مفرط ہیں۔ جو جناب امیر علیہ السلام اور دیگر ائمہ کو مثل انبیاء معصوم سمجھتے ہیں۔
...حضرت علیؓ کو دیگر انبیاء سے افضل اور نبی آخر الزمان کا ہم پلہ سمجھتے ہیں۔ رافضیوں
...کے فرقے بھی ہیں۔ جو جناب امیر علیہ السلام کی رسالت بلکہ الوہیت کے بھی قائل ہیں۔
...کی تفصیل آگے آئیگی)
...حال کے شیعہ اگرچہ بظاہر آپ کی الوہیت کے قائل نہیں۔ تاہم اوصاف ایسے بیان
...ہیں جو آپ کو درجہ الوہیت پر پہنچا دیتے ہیں۔ چنانچہ علم ماکان و مایکون ان کو
...اشیاء کے حلال و حرام کرنے کا اختیار، موت و حیات پر اختیار وغیرہ وغیرہ
...ایسی اوصاف ہیں۔ جو شان الوہیت تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس لئے بقول جناب
...علیہ السلام یہ مذہب باطل ہے۔ ایسے ہی خارجی جو جناب امیر علیہ السلام سے اس درجہ کا
...رکھتے ہیں۔ کہ آپ کو مشرک و کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی مردود ازلی ہیں۔ ہاں
...میانہ روی اختیار کرنے والا مذہب اہل سنت والجماعۃ ہے۔ جو جناب امیر
...سے محبت رکھتے ہیں۔ لیکن شان نبوی و الوہیت تک پہنچانا کفر جانتے ہیں
...سے بغض رکھنا بھی کفر و الحاد سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہی مذہب جناب امیر علیہ السلام

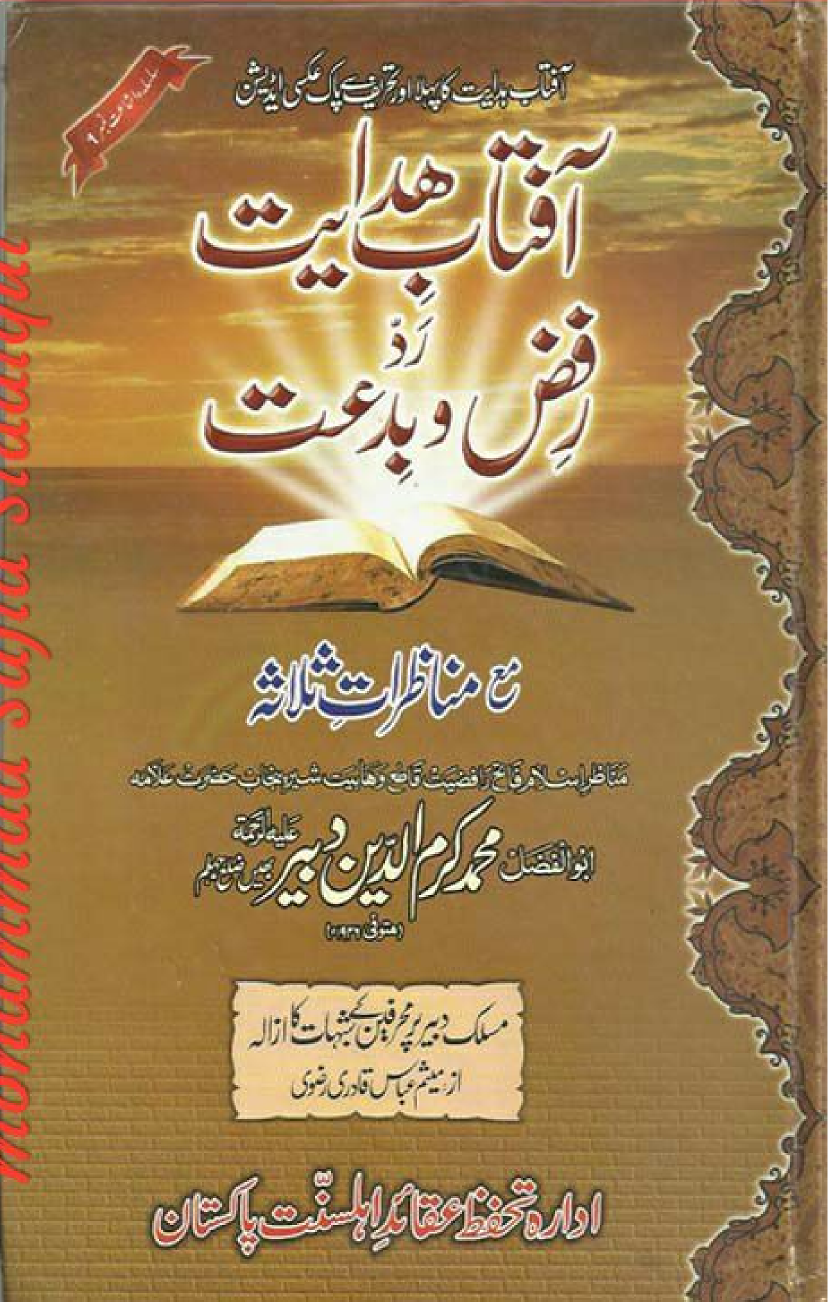

Mohammad Sajid Siddiqui
mohammad Sajid Siddiqui

اور مصنف کہتا ہے کہ انبیاء کرام کا علمِ غیب کا تو بلند مقام ہے۔ اولیائے کرام کے حیوانوں کو بھی علمِ غیب حاصل ہو جاتا ہے۔

مولوی قاسم صاحب کی بھی سنیئے؛ علومِ اوّلین اور ہیں اور علومِ آخرین اور۔ لیکن وہ سب علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مَیں مجتمع ہیں۔

لیجئے۔ بڑے صاحب اسماعیل دہلوی اور رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ رسول کو کیا خبر۔ اور چھوٹے صاحب اور ان کے پیروکار کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم علومِ اوّلین و آخرین کے جامع اور ہر قسم کے غیوب کی خبر دینے والے ہیں یعنی ما کان و ما یکون کے ہر قسم کے غیبوں کی خبریں دیتے ہیں اب فیصلہ آپ کریں کہ کس کس کی بات مانی جائے بڑوں کی بات مانیں گے تو چھوٹے تمام مشرک اور کافر۔ اور چھوٹوں کی بات مانیں گے تو بڑے صاحب دائرۂ اسلام سے خارج ہوتے ہیں۔ فیصلہ دیوبندی علما خود کریں۔ اگر ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

دونوں مسلمان یا دونوں کافر

قارئین حضرات نے دیکھ لیا کہ ایک ہی سوال کے جواب میں بھانت بھانت کی بولیاں ملاحظہ فرمالیں۔

یہ وہ اونٹ ہے جس کی کوئی کَل سیدھی نہیں کوئی مولوی قاسم کو جاہل اور بیہودہ کہہ رہا ہے اور کوئی کافر۔ اور فاسق، کوئی التزام کفر اور لزوم کفر کی بحث میں اُلجھا ہوا ہے غرضیکہ ان کے یہاں فتوئے نویسی یا فتوئی بازی کا کوئی معیار ہی نہیں اور سارے فتوے اس بنیاد پر ہیں کسی کو بھی اس کی خبر نہیں کہ تیر ... ارالعلوم کا شعر ہے تو پھر اس شعر

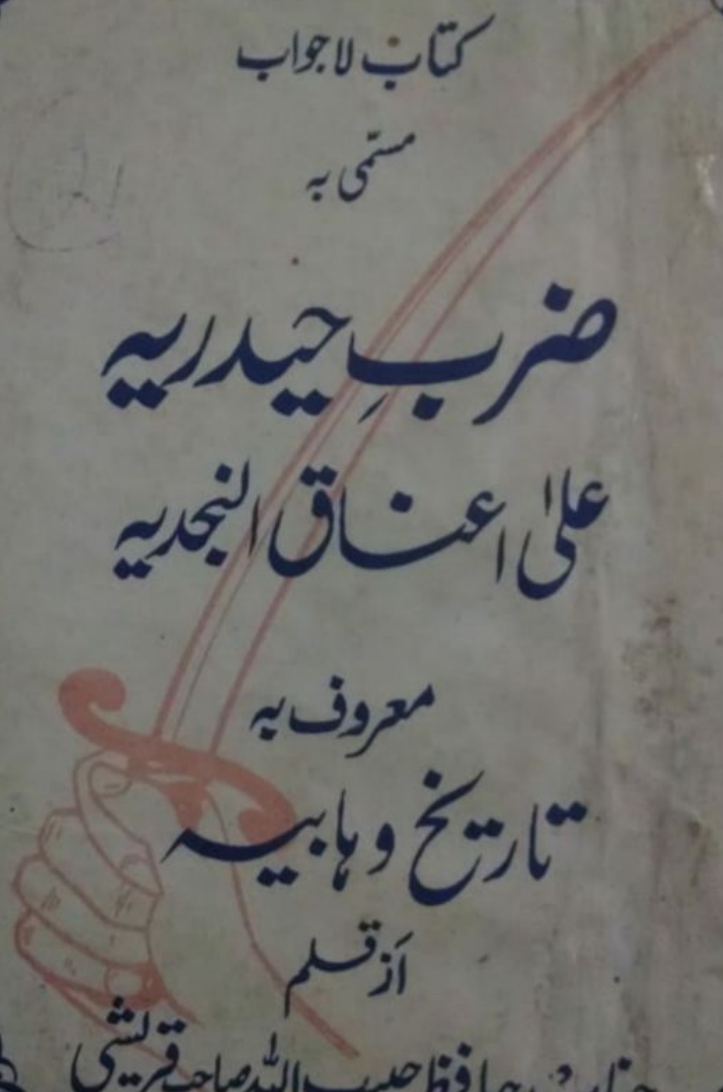

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب لاجواب

مسمّی بہ

ضربِ حیدریہ

علیٰ اعناق النجدیہ

معروف بہ

تاریخ وہابیہ

از قلم

جناب حافظ حبیب اللہ صاحب قریشی

پھگواڑی تحصیل کوہ مری

Mohammad Sajid Siddiqui

رضاخانی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں بنتے جب کے رضاخانی مولوی کا اقرار ہے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب مانتا ہے۔

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری جگہ شہید ہوا ہو۔

علامہ قسطلانی مواہب میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر حدیث ذیل نقل فرماتے ہیں:

۷۔ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

(انتہی مواہب اللدنیہ جلد ۲ ص ۱۹۲)

۷۔ یعنی خدا نے تمام دنیا کو میرے سامنے کیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں جو کچھ کہ اس میں ہے اور جو اس میں ہوگا قیامت تک اور دنیا کے تمام اطراف و جوانب میرے سامنے اس طرح ہیں جیسے ہاتھ کی یہ میری ہتھیلی۔

عینی شرح بخاری میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے قصیدہ پیش کرنے کی روایت ہے جس کا ایک شعر یہ بھی ہے:

وَاَشْھَدُ اِنَّ اللّٰہَ لَا رَبَّ غَیْرُہٗ
وَاِنَّکَ مَاْمُوْرٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبٍ

۸۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ آپ ہر غیب کے امر پر مامور ہیں۔

ان اشعار کو سن کر حضور نے تبسم فرمایا اور محظوظ ہوئے۔ مقام غور ہے کہ حجرات شریفہ حجتِ الٰہی ہو کیا یہ ممکن تھا کہ آپ کے سامنے کوئی غلط بات کہی جائے اور آپ خوش ہو جائیں اور اپنے خادم کو اس سے منع نہ فرمائیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عام و خاص طور پر حضور کو عالم غیب جانتے تھے یہی سبب تھا کہ مالک بن عوف نے جو اشعار پڑھے ان میں کا ایک مصرعہ یہ بھی تھا۔

وَمَتٰی تَشَاءُ یُخْبِرْکَ عَمَّا فِیْ غَدٍ۔

غرض محدثین و متقدمین علمائے کرام کے نزدیک حضور عالم غیب تھے اور یہ مسئلہ ہر طرح مدلل ہو کر ثابت ہو چکا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب اور علمِ غیب

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر عزیزی سورۂ بقر میں:

Click For More Books

https://ataunnabi.blogspot.com/

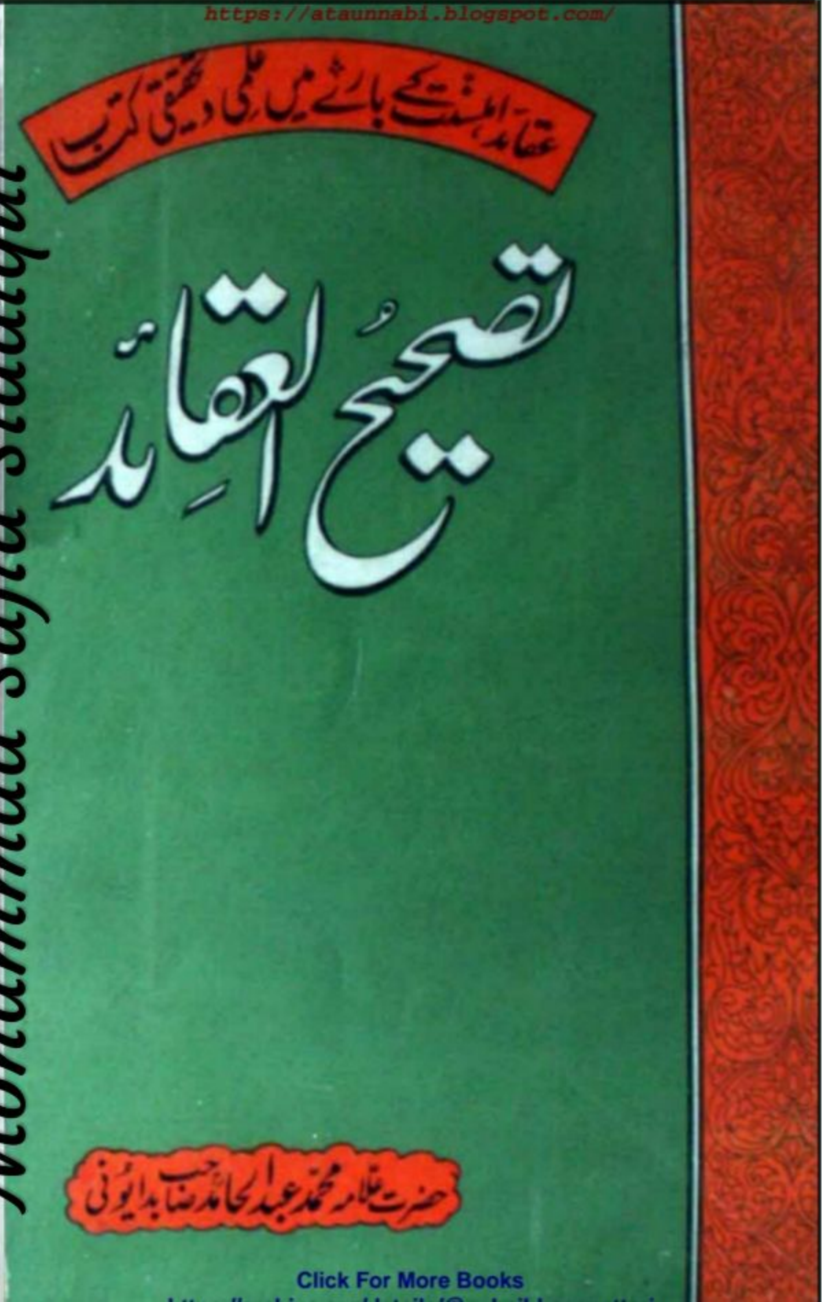

Click For More Books

Mohammad Sajid Siddiqui

گکھڑوی جواب کا محاسبہ:۔

گکھڑوی صاحب کی جانب سے اس حوالہ سے مصباح سنت کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کی تفصیل مع ردِ بلیغ حسب ذیل ہے۔

"مگر مچھ کے آنسو" بجواب "پرانا رنڈی رونا":۔

چنانچہ اس مقام پر گکھڑوی صاحب کی جانب سے "پرانا رنڈی رونا" کا عنوان دے کر اس کے تحت اپنی مخصوص زبان میں حقائق کا چہرہ مسخ کرتے ہوئے از راہ غلط بیانی ان گستاخانہ اور کفریہ عبارات کی بجائے اصل اختلاف کی بنیاد علم غیب وغیرہ جیسے درحقیقت فروعی مسائل کو بتایا اور الٹا ہمارے متعلق لکھا کہ وہ علم غیب، مختار کل اور حاضر ناظر وغیرہا جیسے مسائل کو چھپانے کے لیے ان کی ان عبارات کو بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں جس کی حقیقت ہم ابھی واضح کر چکے ہیں پس ان کے اس اقدام کو اگر "مگر مچھ کے آنسو" سے تعبیر کیا جائے تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ باقی رہا ان کا یہاں پر ہمارے عقائد کو "شرکیہ اور بدعیہ نظریات" کا عنوان دینا؟ (ایضاح سنت جلد ا صفحہ ۹۵) تو یہ کوئی نئی بات نہیں اور ان کا ایسا بلا دلیل دعویٰ ہے، جس کی دلیل پیش کرنے سے وہ عاجز اور بے بس ہیں۔

رہا ان کا یہ کہنا کہ کسی عبارت پر فتویٰ اس وقت صحیح ہوتا ہے جب وہ اپنے کفریہ مفہوم میں صریح اور واضح ہو کہ اس میں کوئی احتمال نہ ہو اور قائل کی وہی مراد ہونا بھی ثابت ہو (ایضاح سنت جلد ا صفحہ ۹۵ ملخصاً)؟

تو عرض ہے کہ ان عبارات پر یہ آپ کی اقراری ڈگری ہے کیونکہ وہ عبارات اپنے گستاخانہ مفہوم میں صریح اور ان کے مخترعین وقائلین سے بالالتزام ثابت ہیں۔

رہا یہ کہ آپ کے علماء کی ان عبارات کا غلط اور خود ساختہ مفہوم لے کر ان کے ذمہ لگایا گیا جس سے ان میں سے بعض نے اظہار برأت بھی کیا (ملخصاً) [ایضاح سنت جلد ا صفحہ ۹۶]

تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ دعویٰ خلاف واقعہ ہے باقی ان بعض کی اظہار برأت والی عبارات وغیرہا آپ نے یہاں پیش نہیں کیں تاکہ ہم اس کا جائزہ لے سکتے اس لیے جب آپ اس کا ثبوت لائیں گے تو جواب ہمارے ذمہ بنے گا۔

پس آپ کا یہ کہنا کہ اس کے باوجود ان عبارات کی وجہ سے ان حضرات پر فتوے لگانا

مِفتاحِ سُنّت

(جلد اول)

بجواب

ایضاح سنت

(جلد اول)

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا مفتی محمد عبد المجید خاں سعیدی رضوی

صدر شعبہ تدریس وافتاء ومہتمم جامعہ غوث اعظم وجامعہ سعیدیہ رحیم یار خان

باہتمام

فاضل نوجوان علامہ سید مظفر حسین شاہ صاحب قادری (کراچی)

قادریہ پبلشرز کراچی

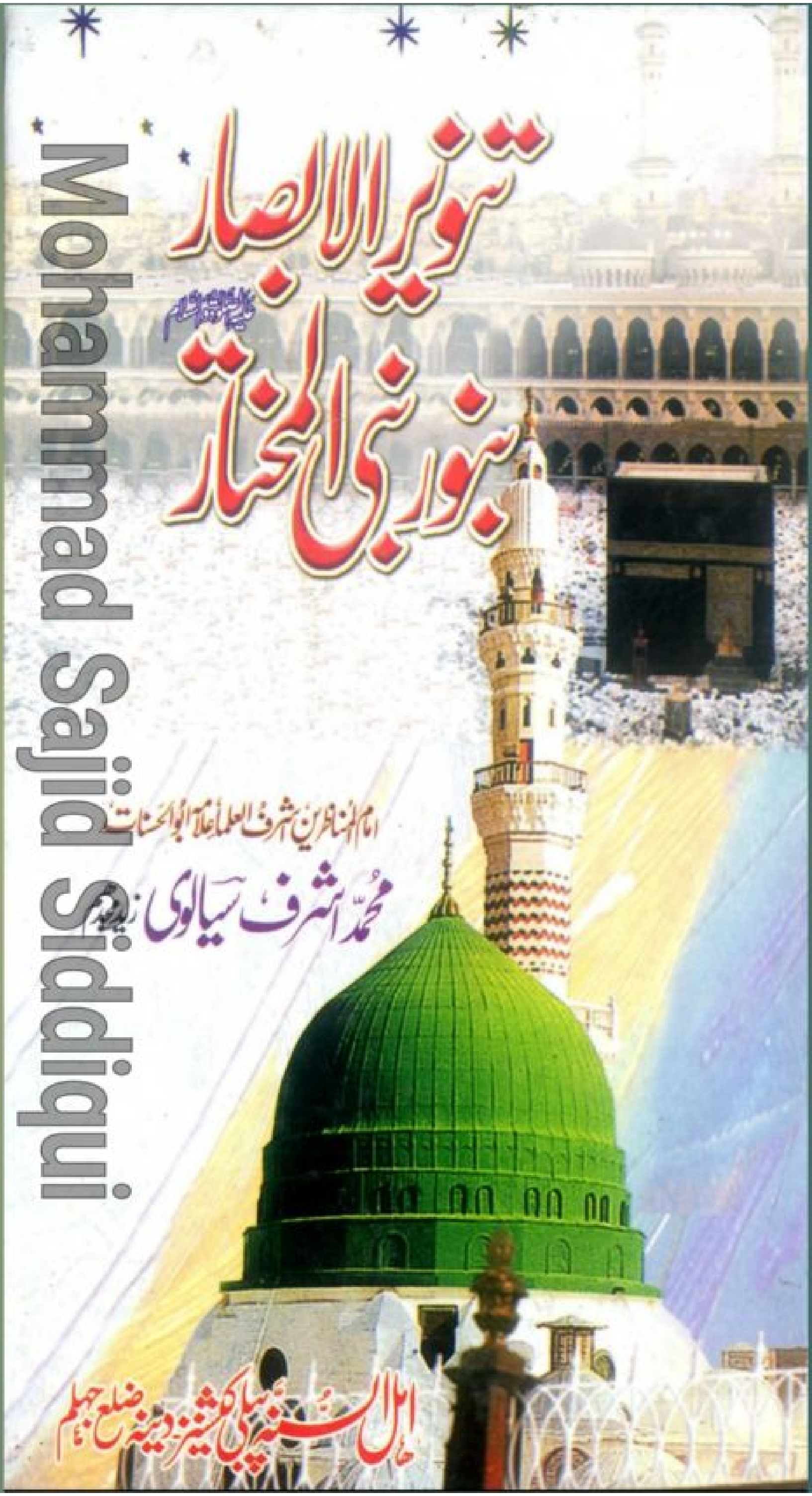

رضا خانی عقیدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں

اگر یہی حدیث اہل السنۃ کا کوئی عالم اپنی کتاب میں نقل کرے تو اس پر گستاخی کا فتویٰ لگاتے ہیں رضا خانی اب ذرا اپنے مولوی اشرف سیالوی پر کیا فتویٰ لگائے گئے رضا خانی۔۔۔؟

اشرکت لیحبطن عملك۔ اگر آپ نے شرک کیا تو تمہارے سارے عمال خیر بیکار اور برباد ہو جائیں گے۔ لیس لك من الامر شیٔ آپ کے لیے امر میں سے کوئی شی نہیں۔ ترید زینۃ الحیٰوۃ الدنیا آپ زینت دنیا کا ارادہ رکھتے ہو۔ اور اس قسم کے دیگر ارشادات یا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بندگی اور عبودیت عاجزی و افتقار و احتیاج اور فقر مسکنت کا اظہار پایا جائے مثلاً انما انا بشر مثلکم میں تو صرف تمہاری طرح بشر ہوں، اغضب کما یغضب العبد میں اسی طرح غضب اور غصہ میں آجاتا ہوں جس طرح عام بندے، ولا اعلم ماوراء ھذا الجدار، میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ وما ادری مایفعل بی ولا بکم میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور علیٰ ہذا القیاس دیگر تواضع و انکساری پر مبنی کلمات سرزد ہوں تو ہمیں نہ چاہیے کہ ان میں دخل دیں اور برابری کا عقیدہ رکھ لیں اور خوشی و مسرت کا اظہار کریں بلکہ ہم پر لازم ہے کہ حدِ ادب میں رہیں اور اپنی زبان اور منہ کو قابو میں رکھیں، آقا و مولیٰ کا حق ہے کہ اپنے بندے اور غلام کو جو چاہے کہے اور جو سلوک مناسب سمجھے کرے اور اپنی قدرت اور غلبہ اور بلندی و برتری کا مظاہرہ کرے اور بندہ و غلام کو بھی حق ہے کہ اپنے آقا و مولا کے سامنے بندگی اور فروتنی کا مظاہرہ کرے دوسرے کے لیے کیا مجال اور طاقت کہ اس مقام میں دخل دے اور حدِ ادب کو پھلانگے یہ مقام بہت سے ضعیف اور ناقص العقل بے علم اور جاہلوں کے لیے لغزش اور پھسل جانے کا موجب بنتا ہے اور ضرر و نقصان اور خسران و خذلان کا سبب بنتا ہے۔)

رضا خانی بیمار حکیم الامت کا بیمار عقیدہ

خدا کا علمِ غیب حضور علیہ السلام کے قبضہ میں دے دیا گیا

استغفِرُ الله

Mohammad Sajid Siddiqui

البیان) ۔

اب ... حضور علیہ السلام کو اعلم ... کے معنی ہیں ... حقیقی اور ذاتی علم خدائے پاک کے ساتھ خاص ہے ... علم عطائی کا ، جیسے قرآن پاک میں آتا ہے اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ساری عزتیں اللہ ہی کے لئے ہیں ، پھر ارشاد ہوا اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ عزت اللہ کی ہے اور رسول کی اور مسلمانوں کی ، ایک جگہ ارشاد ہوا اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ سوائے خدا کے کسی کا حکم نہیں ، دوسری جگہ ارشاد ہوا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا جب کسی شوہر اور بیوی میں جھگڑا ہو جاوے تو ایک پنچ تو عورت کی طرف سے اور ایک مرد کی طرف سے بھیجو ۔

اب اِن آیتوں کا یہ ہی مطلب ہے کہ حقیقی عزت اور حقیقی حکومت تو صرف اللہ ہی کی ہے ، مگر خدا کے دینے سے مسلمانوں کو عزت بھی ملی اور حکومت بھی ، اسی طرح علمِ غیب حضور کو کتنا علمِ غیب دیا ، یہ تو دینے والا رب اور لینے والے محبوب ہی جانتے ہیں ، لوحِ محفوظ میں سارے مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا علم ہے ، مگر لوحِ محفوظ میرے آقا کے علم کے دریا کا ایک قطرہ ہے ، قصیدہ بردہ میں ہے :-

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ان جیسی قدر روایات سے پتہ لگتا ہے وہ یہ ہے کہ از ازل تا ابد آیتاً ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ، از عرش تا فرش آپ کو دکھائے گئے ، اگر کوئی پرندہ پر بھی مارتا ہے ، تو حضور کو اس کا بھی علم دے دیا گیا ، اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب جاء الحق و زہق الباطل میں دیکھو ، ایسی تحقیق اور جگہ مشکل سے ملے گی ۔

دوسری بات اس آیت سے یہ معلوم ہوئی ، کہ خدا کا علمِ غیب حضور علیہ السلام کے قبضہ میں دے دیا گیا ہے ، کہ اگر کسی پر توجہ فرما دیں ، تو اس کو بھی عرش سے فرش تک روشن ہو جاوے ۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں ہے

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا ۔ كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالِ

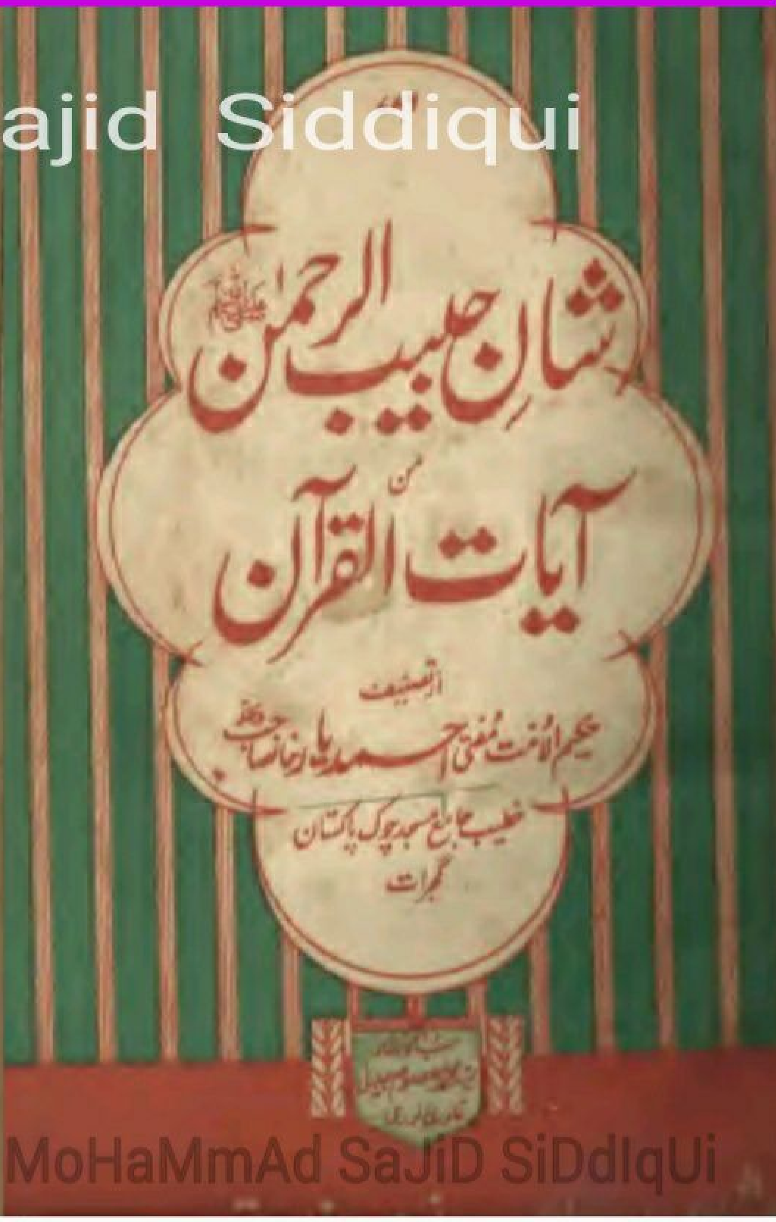

MoHaMmAd SaJiD SiDdIqUi

بریلوی پیر محمد کرم شاہ بھیروی سجادہ نشین سورہ الانعام کی آیت نمبر 50 میں لکھتے ہیں کہ

نبی کریمؐ نہ ہی علم غیب جانتے تھے سوائے وحی الی اللہ۔ نہ ہی خزانوں کے مالک تھے

پھر آگے علامہ الوسطیٰ کی تفسیر نقل کی کہ نبی کریمؐ خزانوں کے مالک نہیں کیونکہ یہ نبی کریمؐ نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔

محمّد ساجد صدیقی

اِلَیَّ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَ

[illegible]

[illegible] ... یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سارے خزانے میرے قبضہ میں ہیں ... یا مجھے غیب کا ذاتی علم ہوجاتا ہے ... [illegible]

[illegible] ... استقلالا ... (روح المعانی) ...

الی الرب الذی له خزائن السموات والارض (ابن جریر) علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ میں یہ دعوی نہیں کرتا کہ یہ سارے خزانے میرے تصرف میں ہیں ... [illegible]

[illegible]

ضیاء القرآن

جلد اول

فاتحہ — تا — انعام

پیر محمد کرم شاہ ایم اے الازہری سجادہ نشین بھیرہ

ضیاء القرآن پبلیکیشنز

Dast O Gireban

احمد رضا خان اپنے ہی فتوے سے کافر

احمد رضا خان ایک طرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

ذرّے ذرّے کے علم کا قائل ہے   انباء المصطفیٰ

وہی دوسری طرف ذرّے ذرّے کا علم اللہ کے علاوہ رکھنے والو کو کافر

کہ رہا ہے   فتویٰ رضویہ

۱۴۴

اور اُس نے بارہا کفار کو مسلمین پر غلبہ دیا۔
واللہ! یہ وہ جگہ ہے کہ مومن کا دل اپنے مولیٰ کی
جمیل کی ہربات جمیل۔ (ہیہات ہیہات، بلاتشبیہ) میلے
دیجئے، دیکھئے کتنی بہار دیتے ہیں، وللہِ المَثَلُ الاعلیٰ (
عیاذًا باللہ (اللہ کی پناہ۔ ت) اگر وہ اپنے
کی پناہ)۔ اُس وقت اُس مومن سے پوچھیے تیرے رب نے
اچھا، نہایت خوب، کمال بجا، ولکن عافیتك اوسع
والی ہے۔
بالجملہ زید کا یہ قول انواع انواع ضلالات وجہالا
منبع — نسأل اللہ العافیۃ، ولاحول ولاقوۃ الا
مانگتے ہیں، اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت
توفیق سے۔ ت)۔

قولِ ششم

میں کہ عقولِ عشرہ کا تمام نقائص وقبائح سے مقدس ومُنزّہ، اور اُن کے علم کا تام ومحیط باحاطۂ تامہ ہونا نقل کیا۔ یہاں تک کہ کوئی ذرہ ذراتِ عالم سے اُن پر مخفی رہنا ممکن نہیں۔ یہ خاص صفت حضرت عالم الغیب والشہادہ کی ہے جَلّ وَعَلا۔

قال تعالٰی:

وما یعزُبُ عن ربک من مثقال ذرۃٍ فی الارض ولا فی السماء[1] — نہیں چھپتی تیرے رب سے ذرہ برابر چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔

اور اس کا غیرِ خدا کے لئے ثابت کرنا قطعًا کفر۔ العِزّۃُ للہ (عزت اللہ کے لئے ہے۔ ت) اِس عَدمِ اِمکان کو مسلمان غور کرے کہ کیسا کفرِ واشگاف، اور کتنے صریح نصوصِ قرآنیہ کا خلاف ہے۔

قال تعالٰی: وما یعلم جنود ربك الا ھو[2]۔ کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو

[1] القرآن الکریم ۱۰/۶۱   [2] القرآن الکریم ۷۴/۳۱

۴۸۶

اثبات میں کتاب تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسو
نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرما دیا تھا دونوں
اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں سے کو
ہے اور کون بدمذہب جہنمی ہے۔ نیز عمرو کا دعوٰی ہے کہ شیطان کا علم معاذ
علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین ق
ہے کہ شیطان کو وسعتِ علم نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ ع

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم لك الحمد سرمدًا صلّ وسلّم وبارك علٰی من علّمتہ الغیب ونزّھتہ من کل عیب وعلٰی آلہ وصحبہ ابدًا رب انی اعوذبك من ھمزات الشیٰطین واعوذبك رب ان یحضرون۔

اے اللہ تمام تع
درود وسلام ا
تُو نے غیب کا
پاک بنایا ہے
کے لئے، اے
کے وسوسوں
پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (ت)

زید کا قول حق وصحیح اور بکر کا زعم مردود وقبیح ہے۔ بیشک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمامی اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انھیں دکھایا، ملکوت السمٰوٰت والارض کا شاہد بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک سب ماکان ومایکون انھیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا، علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا، نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر وکبیر، ہر رطب ویابس، جو پتّا گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلًا جان لیا، فللّٰہ الحمد کثیرًا۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وصحبہ اجمعین وکرم، بلکہ علمِ حضور سے ایک چھوٹا حصّہ ہے، ہنوز احاطۂ علمِ محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد وکنار سمندر

[1] البراہین القاطعۃ   بحث علمِ غیب   مطبع بلاسا واقع ڈھور   ص ۵۱

Mohammad Sajid Siddiqui

RAZAKHANI HAZRAT KE LIYE LAMHA E FIKR

RAZAKHANI AULIYA ALLAH SE MAHROOM QAUM.

SHER RABBANI (RH.A) NE HAZRAT SHEKH MOHADDIS DAHELVI (RH.A) KE HAWALE SE NAKAL KIYA HAI KE AKSAR LOG 2 WAJAH SE AULIYA ALLAH SE MAHROOM RAHTE HAIN EK JO AULIYA ALLAH KO MASOOM KAHTE HAIN AUR DUSRE LOGO KA YEH AETQAD HOTA HAI KE AULIYA ALLAH KO HAR WAQT ILM E GAIB HOTA HAI.

اولیاء اللہ کے فیوض و برکات سے محرومی کا باعث

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگ دو وجہ سے اولیاء اللہ سے محروم رہتے ہیں۔ ایک جو اولیاء اللہ کو معصوم کہتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کا یہ اعتقاد ہوتا ہے۔ کہ اولیاء اللہ کو ہر وقت علم غیب ہوتا ہے۔ اگر کبھی بتقاضائے بشریت ان سے کوئی ایسی بات دیکھی گئی۔ تو فوراً بے اعتقاد ہو جاتے ہیں یا کوئی ایسی ہی بات اپنے دل میں سوچ کر ان کے یعنی اولیاء اللہ کے پاس جاتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے دل کی بات بتا دیں گے۔ تو ہم مان لیں گے۔ کہ وہ ولی ہے۔ ایسے لوگ محروم رہتے ہیں۔

(مؤلف) بات اصل میں یہ ہے۔ کہ بعض وقت خداوند کریم اولیاء اللہ کو بتلا دیتا ہے۔ اور بعض وقت نہیں بتلاتا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں لکھتے ہیں۔ کہ تیرا پیر نبی نہیں۔ فرشتہ نہیں۔ بلکہ بشر ہے۔ گناہوں سے معصوم نہیں۔ امکان میں ہے۔ کہ ان سے خطا بھی ہو جائے۔ اور اس بات کو بھی خوب سمجھ لو۔ کہ تیرے سے شیخ اچھا سمجھنے والا ہے۔ انہوں نے توبہ کر لی ہو گی جس سے ان کا رتبہ بڑھ گیا ہو گا۔ اگر تو نہیں کہہ سکتا۔ تو کسی لطیف طریقے سے عرض کر دے۔ اور یہی آپ کو الہام ہوا۔ اے عبدالقادر جو آدمی عبادت کرتا ہے۔ اور اس پر تکبر کرتا ہے۔ ہماری بارگاہ سے وہ بہت دور جا پڑتا ہے۔ اور یہ بھی آپ کو الہام ہوا ہے۔ کہ جو آدمی گناہ کرتا ہے۔ اور اس پر اپنے آپکو ندامت کرتا ہے۔ ہم اس کے روح سے بھی توبہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرید نے اُنکے آگے مسئلہ پیش کیا ساتھ ہی عرض کی۔ کہ عبادت موجب دوری کی ہوئی۔ گناہ موجب قرب بنا؟ آپ نے جواب دیا اس میں شک نہیں۔ جو اس نے عبادت میں تکبر کیا ہے۔ وہ سبب دوری کا ہے۔ اور جو اس سے گناہ کے بعد عجز کی سبب قرب کا بنا۔

حقیقت التحیات

ایک دفعہ بندہ (مؤلف) حاضر خدمت ہوا، آپ نے فرمایا التحیات کیا چیز ہے بندہ نے عرض کیا۔ ظاہر میں تو ایک عبارت ہے۔ مگر جو کچھ اس عبارت میں ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔ یہ ایک دعائیہ کلمے ہیں اور یہ کلمے بھی خدا کی طرف سے ہیں۔

۱۲۵

اللہ

کل ما فی الکون وہم او خیال او عکوس فی مرایا او ظلال

خزینہ معرفت

المسمیٰ

تذکرہ عاشق ربانی شیر یزدانی رحمۃ اللہ

مؤلفہ

صوفی محمد ابراہیم قصوری

مرتبہ: حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

شعبہ نشر و اشاعت: بزم جمیل غلامان شیر ربانی فیصل آباد ڈویژن
مرکزی دفتر جامع مسجد شیر ربانی گلزار کالونی نزد منیر آباد رضا آباد
فیصل آباد فون صدر بزم جمیل ۲۳۹۶۹

Mohammad Sajjid Siddiqui

قلنا ما ذكرتم مردود بوجوه اذ الاطلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبي اتفاقا منا ومنكم ولهذا قال سيد الانبياء وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ والبعض اى الاطلاع على البعض لايختص به اى بالنبي كما اقررتم به حيث جوزتموه للمرتاضين والمرضى والنائمين فلا يتميز

ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ تم نے بیان کیا وہ کئی وجوہ سے مردود ہے کیوں کہ تمام مغیبات پر مطلع ہونا نبی کے لئے واجب نہیں اس پر ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے اور یہی وجہ ہے کہ سردار انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں خیر زیادہ حاصل کرتا اور مجھے تکلیف نہ پہنچتی اور بعض مغیبات پر مطلع ہونا نبی کیساتھ مختص نہیں ہے جیسا کہ خود تمہارا اقرار ہے جب کہ خود تم نے بعض مغیبات پر مطلع ہونا

به النبي عن غيره اهـ

(مواقف مع الشرح طبع نولکشور ص۳۳ و ص۳۴ وطبع مصر ج ۳ ص۱۱۵)

ریاضت کرنے والوں، بیماروں، اور سونے والوں کے لئے جائز قرار دیا ہے سو اس وجہ سے نبی غیر سے ممتاز نہیں ہوسکتا۔

شَرْحُ المَوَاقِفِ

للقاضي عضد الدين عبد الرحمن الإيجي المتوفى سنة ٧٥٦هـ

تأليف

السيد الشريف علي بن محمد الجرجاني

المتوفى سنة ٨١٦هـ

ومعه

حاشيتا السيالكوتي والجلبي

على شرح المواقف

ضبطه وصححه

محمود عمر الدمياطي

تنبيه:

جعلنا بأعلى الصحيفة المواقف بشرحه، ودونها حاشية عبد الحكيم السيالكوتي ودونهما حاشية حسن چلبي بن محمد شاه الفناري مفصولاً بين كل واحد منها بجدول

الجزء الثامن

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية

زمان غير أن يعرض لها غلط (ومتنازلاً إلى البليد الذي لا يكاد يفقه قولاً وكيف) يستنكر ذلك الاطلاع في حق النبي (وقد يوجد) ذلك (فيمن قلت شواغله لرياضة) بأنواع المجاهدات (أو مرض) صارف للنفس عن الاشتغال بالبدن واستعمال الآلة (أو نوم) ينقطع به إحساساته الظاهرة فإن هؤلاء قديطلعون على مغيبات ويخبرون عنها كما يشهد به التسامع والتجارب بحيث لا يبقى فيه شبهة للمنصفين. (قلنا:) ما ذكرتم (مردود) بوجوه (إذ الاطلاع على جميع المغيبات لا يجب للنبي اتفاقاً) منا ومنكم، ولهذا قال سيد الأنبياء: ولو كنت أعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء. (والبعض) أي الاطلاع على البعض (لا يختص به) أي بالنبي (كما أقررتم به) **حيث جوزتموه للمرتاضين** والمرضى والنائمين فلا يتميز به النبي عن غيره (ثم) نقول: (إحالة ذلك) أي الاطلاع المختص بالنبي (على اختلاف النفوس) في صفاء جوهرها وكدره وشدة قوتها على قطع التعلق والتوجه إلى جناب القدس والملاء الأعلى (وتجردها مع **اتحادها بالنوع**) كما هو مذهبهم (**مشكل**) لأن المساواة في الماهية توجب الاشتراك في الأحكام والصفات وإسناد الاختلاف إلى أحوال البدن مبني على القول بالموجب بالذات (و) نقول أيضاً (باقي المقدمات) من الاتصال بالمبادىء العالية بعلة الجنسبة وانتقاشها بما فيها من صور الحوادث كما في المرايا المتقابلة (خطابية) لا تفيد إلا ظناً ضعيفاً. (وثانيها) أي ثاني تلك الأمور المختصة بالنبي (أن يظهر منه الأفعال الخارقة للعادة لكون هيولى عالم العناصر مطيعة له منقادة لتصرفاته انقياد بدنه لنفسه) في حركاته وسكناته على وجوه شتى وأنحاء مختلفة بحسب إرادته (ولا يستنكر) ذلك الانقياد (لأن النفوس الإنسانية) ليست منطبعة في الأبدان (وهي بتصوراتها مؤثرة في المواد) البدنية (كما تشاهد من الاحمرار والاصفرار والتسخن عند الخجل والوجل والغضب) هذا نشر على ترتيب

ILM E GAIB KA JO AQEEDA RAZAKHANI ALLAH KE RASOOL ﷺ KE LIYE RAKHTE HAIN WAHI AQEEDA RAFZI APNE IMAMO KE LIYE BHI RAKHTE HAIN.

www.Momeen.blogspot.com

رافضیہ :- رافضی تین فرقوں میں مقسم ہیں غالیہ' زیدیہ اور رافضہ۔ غالیہ کے مزید بارہ فرقے ہیں بیانیہ' طیاریہ' منصوریہ' غیریہ' خطابیہ' معمریہ' بزیعیہ' مفضلیہ' متناسخہ' شریعیہ' سبأیہ اور مفوضہ۔ زیدیہ کے چھ گروہ ہیں: جارودیہ' سلیمانیہ' تبریہ' نعمیہ' یعقوبیہ' اور چھٹا فرقہ دوبارہ دنیا میں آنے کا قائل اور ابوبکرؓ و عمرؓ سے بیزار ہے۔

رافضہ کے چودہ گروہ ہیں: قطعیہ' کیسانیہ' کربیہ' مغیریہ' محمدیہ' حسینیہ' نادسیہ' اسماعیلیہ' قرامضیہ' مبارکیہ' شمیطیہ' عماریہ' مطوریہ' موسویہ اور امامیہ۔

رافضیوں کے تمام گروہ اس مسئلے پر متفق ہیں کہ امامت عقل و نقل ہر دو طرح ثابت ہے اور امام ہر قسم کی غلطی' سہو اور خطا سے معصوم ہیں۔ اسی طرح ان کے نزدیک اعلیٰ کی موجودگی میں ادنیٰ کی امامت جائز نہیں۔ جیسا کہ ہم خلفاء کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں۔ حضرت علیؓ کو تمام صحابہ سے افضل قرار دینے میں بھی یہ سب متفق ہیں اور نبیؐ کے بعد خلافت علیؓ کو منصوص خیال کرتے ہیں۔ زیدیہ فرقہ کے علاوہ باقی تمام ابوبکرؓ و عمرؓ اور دوسرے صحابہ پر تبرابازی کرنے میں متفق ہیں۔ رافضی اس بات پر بھی متفق ہیں کہ حضرت علیؓ کو امامت نہ دینے کی وجہ سے چھ اشخاص کے علاوہ باقی تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ وہ چھ حضرت علیؓ، عمارؓ، مقدادؓ، سلمان فارسیؓ اور دو ان کے علاوہ ہیں۔ ان کا یہ بھی متفقہ عقیدہ ہے کہ حالت خوف میں امام تقیہ کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ میں امام نہیں اور ایجادات سے قبل اللہ کو ان چیزوں کا علم نہیں ہوتا۔ رافضی اس بات کے مدعی بھی ہیں کہ یوم حساب سے پہلے مردے دنیا میں دوبارہ لوٹ کر آئیں گے البتہ رافضیہ میں فرقہ غالیہ اس کا قائل نہیں اور وہ حساب و کتاب اور حشر و نشر کا بھی منکر ہے۔

یہ بھی رافضیوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے امام ان سب سے باخبر ہے حتیٰ کہ امام زمین کے سنگریزوں بارش کے قطرات اور درختوں کے پتوں کی تعداد بھی جانتا ہے اور انبیاء کی طرح اماموں سے بھی معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کا یہ قول ہے کہ جس نے حضرت علیؓ سے جنگ کی وہ کافر ہو گیا اسی طرح کے اور بہت سے مخصوص عقائد پر یہ ایمان رکھتے ہیں۔

ان میں فرقہ غالیہ تمام فرقوں سے منفرد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت علیؓ تمام انبیاء کرامؑ سے افضل ہیں اور دیگر صحابہؓ کی طرح حضرت علیؓ مٹی میں مدفون نہیں بلکہ بادلوں پر تشریف فرما ہیں وہاں سے اپنے دشمنوں کے خلاف لڑتے ہیں اور قرب قیامت دوبارہ تشریف لائیں گے اور اپنے دشمنوں کا قلع قمع فرمائیں گے۔ (اسی طرح) حضرت علیؓ اور باقی ائمہ فوت نہیں ہوئے بلکہ یہ سب تا قیامت زندہ ہیں اور موت کو ان سے کوئی واسطہ نہیں' حضرت علیؓ نبی ہیں جب کہ جبرئیل نے وحی پہنچانے میں غلطی کی ہے' یہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ حضرت علیؓ (معاذ اللہ) معبود ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ کی' اس کے فرشتوں اور تمام مخلوق کی تا قیامت لعنت ہوتی رہے' اللہ تعالیٰ ان کی نسلیں تباہ کرے' ان کی فصلیں برباد کرے اور زمین پر ان کا کوئی گروندہ (گھر) بھی باقی نہ رہنے دے کیونکہ یہ غلو میں حد سے تجاوز کر گئے' کفر پر جمے رہے' اسلام چھوڑ بیٹھے' ایمان سے روگردانی کر بیٹھے' اللہ کا' اس کے رسولوں اور کتابوں کا انکار کر گئے۔ ہم ایسے اقوال و خرافات بکنے والوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

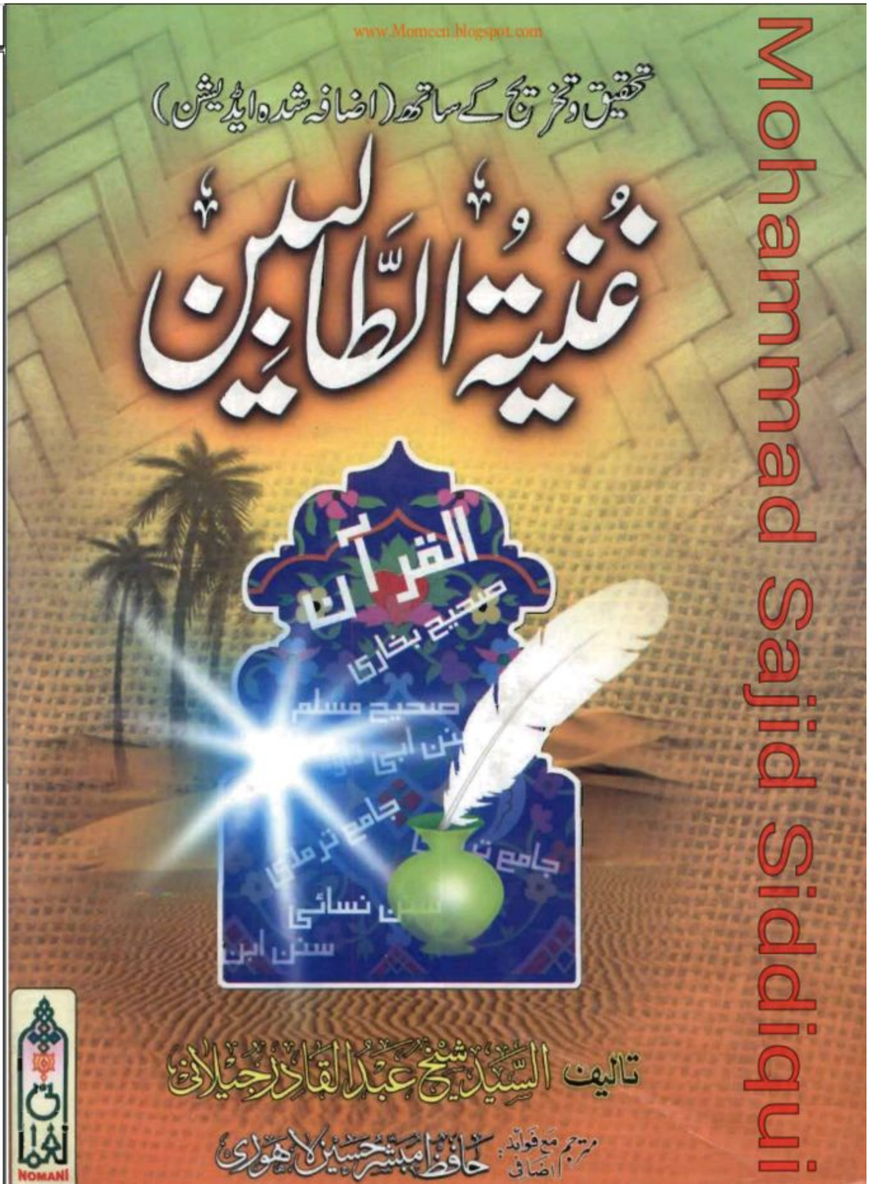

AHLE SUNNAT PAR YEH JO ILZAM LAGAYA HAI KE WOH HUZOOR ﷺ KO ALIMUL GAIB KAHTE HAIN YEH MAHEZ IFTIRA (BOHTAN) HAI...

360 عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

خود اس کا شکار ہو گئے ۔اور یہ نحوست اس لئے ان پر پڑی کہ انہوں نے بعض احباب کے اصرار پر اپنے اکابر کی عبارات کی توضیح کے لئے ایک لایعنی کتاب لکھ ماری۔ان غریبوں سے حکم کفر کیا اٹھانا تھا خود اپنے فتوی کا شکار ہو گئے۔ سرفراز صاحب نے تھانوی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے اہلسنت پر یہ جو الزام لگایا ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہتے ہیں یہ محض افتر اٗ ہے اعلی حضرت **الامن والعلی** میں فرماتے ہیں مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہے۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر **203**)

اللہ تعالٰی بہتان طرازوں کے بارے میں فرماتا ہے۔﴿**انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون** بے شک بے ایمان لوگ ہی جھوٹ لوگوں کے ذمہ لگاتے ہیں۔

(پارہ **14** سورۃ نحل ترجمہ محمود الحسن)

تھانوی صاحب کا اپنی تکفیر کرنا

مولوی سرفراز صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ مرتضٰی حسن در بھنگی نے تھانوی صاحب سے **حفظ الایمان** کی عبارت کے بارے میں سوال کیا تھا۔اور تھانوی صاحب نے **بسط البنان** میں اس کا جواب دیا ہے۔

اب **بسط البنان** میں تھانوی صاحب نے جو جواب دیا وہ گکھڑوی صاحب کے حوالے سے ہی نقل کیا جاتا ہے تھانوی صاحب نے فرمایا کہ میں نے خبیث مضمون (یعنی غیب کی باتوں کا علم) جس طرح حضور علیہ السلام کو ہے اسی طرح زید عمر وصبی مجنوں' حیوانات وبہائم کے لئے حاصل ہے لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم نہیں آتا چنانچہ میں اخیر میں عرض کروں گا۔ جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا۔ جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری

MOHAMMAD SAJID SIDDIQUI

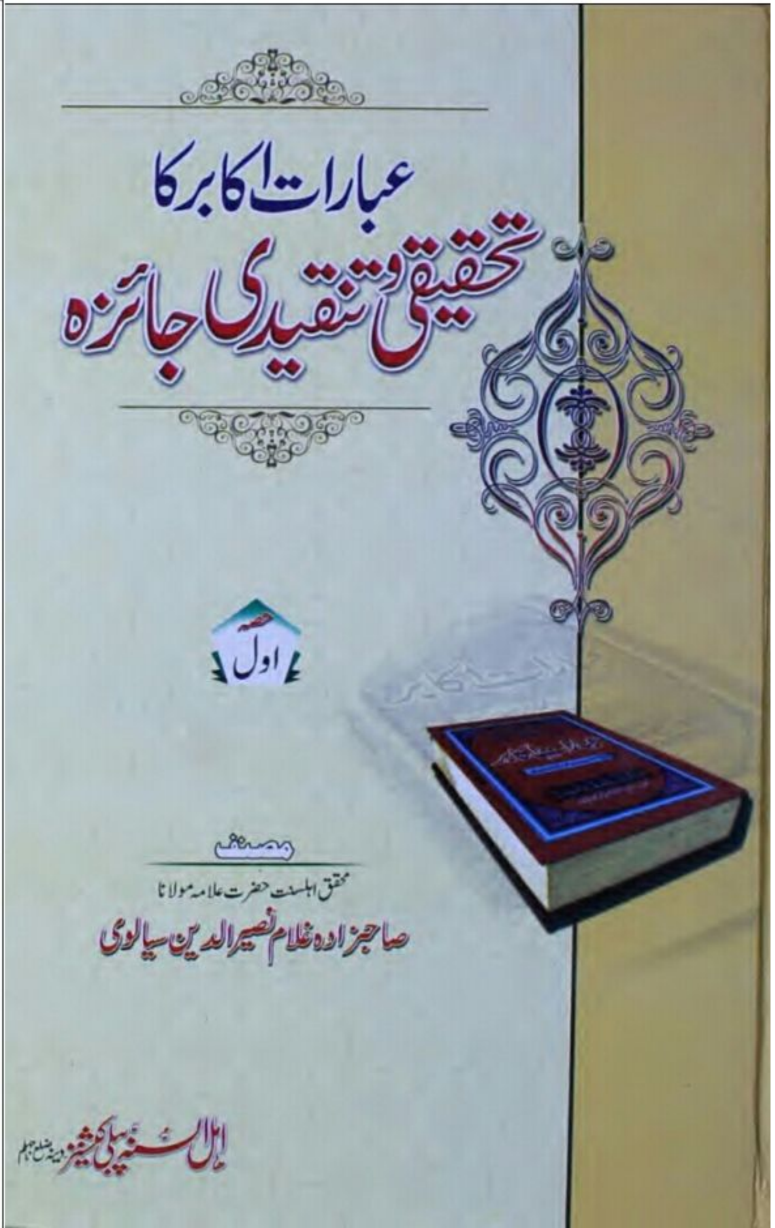

BAS ITNA KAHNA CHAHTA HUN KE JO LOG AMBIYA VA AULIYA KE
HAQ ME ILM E GAIB KA AQEEDA RAKHTE HAIN WOH BHI
ILIMUL GAIB KE ITLAQ KO KHUDA KE SATH MAKHSOOS SAMAJHTE HAIN AUR
PHR KHUDA PAR IS LAFZ KA ITLAQ HARAM QARAR DETE HAIN..
LEKIN AAPNE MAZKURA BILA-IBARAT ME NA SIFR YE KE BEQAID
ILM E GAIB KA AQEEDA JUMLAH MAKHLOOQAT KE
HAQ ME TASLEEM KAR LIYA HAI BALKE LAFZ ALIMUL GAIB KE ITLAQ KI
KHUSUSIYAT BHI KHUDA KE SATH BAKI NHI RAHNE DI...

قرآن وسُنّت کو معیار بنانے والوں میں آپ کی جو ممتاز حیثیت ہے وہ محتاجِ بیان نہیں ہے اس لیے آپ کے متعلق یہ شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے اولیاء اللہ کے حق میں کشف وکرامت اور تصرف وغیب دانی سے متعلق اپنے جس ثبت عقیدے کا اظہار فرمایا ہے وہ تصوف کے زیرِ اثر ہوگا بلکہ کہنا پڑے گا کہ اس میں خصوص میں جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے وہ قرآن وسنت کے عین مطابق اور شریعت اسلامی کا عین مطلوب ہے۔

میری جسارت معاف فرمائیں تو عرض کروں گا کہ یہاں پہنچ کر بات اُلٹ گئی۔ اب شریعت کا دشمن تصوف نہیں رہا کیونکہ وہ جو کچھ بھی اپنے ہمراہ لاتا ہے وہ تو شریعت کا عین مطلوب ہے جب صورت حال یہ ہے تو اب آپ ہی بتائیے کہ جو اسے شریعت کا دشمن کہتا ہے اسے کیا کہا جائے۔

یہاں تو آپ نے انبیاء کے حق میں لغوی غیب دانی کا اعتراف کیا ہے۔ لغوی غیب دانی سے آپ کی کیا مراد ہے اُسے تو آپ ہی بتائیں گے لیکن عام مخلوق کے لیے "بے قید علم غیب" کے اعتراف میں آپ کے قلم سے نکلی ہوئی ایک اس سے بھی زیادہ واضح عبارت میرے پیش نظر ہے، ملاحظہ فرمایئے:

"انبیاء کو اگر بعض غیب کی باتیں معلوم ہوئیں تو ان کا ذریعہ وحی یا الہام یا اتقاء تھا اور ہم لوگوں کا ذریعہ علم الحساب، قیاس، منطق اور علم ہیئت وغیرہ ہے۔ یہ فرق ذرائع کا فرق ہے۔ اصل واقعہ دونوں جگہ موجود ہے یعنی غیب کا علم۔ جو واقعہ ابھی پیش نہیں آیا کل پرسوں پیش آئے گا وہ فی الحال غیب ہی ہے لہٰذا جزوی معنی میں ہم سب بفرق مراتب عالم الغیب ہیں۔" (تجلی باب الاستفسار بابت ستمبر ۱۹۶۶ء)

اس عبارت پر فکر واعتقاد کے مختلف گوشوں سے جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں اُن سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ انبیاء واولیاء کے حق میں علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی لفظ عالم الغیب کے اطلاق کو خدا کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں اور غیر خدا پر

marfat.com

اس لفظ کا اطلاق حرام قرار دیتے ہیں۔

لیکن آپ نے مذکورہ بالا عبارت میں نہ صرف یہ کہ بے قید علم غیب کا عقیدہ جملہ مخلوقات کے حق میں تسلیم کر لیا ہے بلکہ لفظ "عالم الغیب" کے اطلاق کی خصوصیت بھی خدا کے ساتھ باقی نہیں رہنے دی۔

یہی بات اگر تصوف کی زبان سے ادا ہوتی تو نہیں کہہ سکتا کہ اُس غریب کی پُشت پر کتنے تازیانے برستے، لیکن وہی بات آپ فرما رہے ہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ آپ کتاب وسُنّت کے معیار سے ہٹ گئے۔

تصوف کو علی الاطلاق شریعت کا دشمن کہتے ہوئے آپ کو یہ ضرور محسوس کرنا چاہیے تھا کہ اس حملے کی ضرب کہاں پڑے گی۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ یہ دعویٰ کبھی نہیں ثابت کر سکیں گے کہ امام الطائفہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک جن جن بزرگوں نے تصوف کی آبیاری کی ہے، وہ قرآن وسنت کو معیار بنانے والوں میں نہیں تھے اور انہوں نے یکے بعد دیگرے صدیوں تک شریعت کے ایک دشمن کو اپنے اپنے سینے سے لگائے رکھا تھا۔

واضح رہے کہ چند جاہل اور مکار صوفیوں کے غلط صوفیوں کے غلط کردار کی بنیاد پر تصوف کو شریعت کا دشمن کہنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے چند عیار و بد اطوار علماء کے غلط کردار کی بنیاد پر کوئی علمِ دین ہی کو شریعت کا دشمن کہنے لگے۔

تصوف کی مذمت پر اپنے دل کی بے چینیوں کے اظہار کے بعد اب ایک دلچسپ مقدمہ آپ کی عدالت میں پیش کر رہا ہوں اور آپ سے آپ ہی کے خلاف انصاف چاہتا ہوں۔ میرا اپنا گمان ہے کہ آپ کے لیے تاریخ صحافت میں شاید یہ پہلا موقع ہوگا جب آپ خود اپنے خلاف قلم اُٹھانے کی ضرورت محسوس کریں گے۔

بات کسی جاہل وبے دین صوفی کی نہیں جو قبوری شریعت پر یقین رکھتا ہے بلکہ آپ

marfat.com

MOHAMMAD SAJID SIDDIQUI

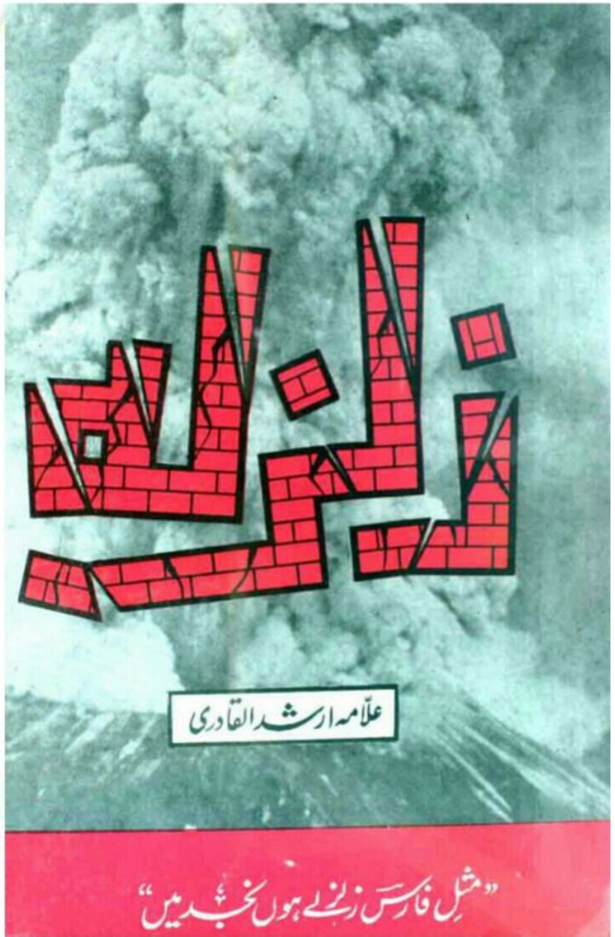

ABU JAHEL NABI (S.A.W) KE LIYE ILM E GAIB KA QAYAL THA.

ABU JAHEL KA IMAAN THA NABI (S.A.W) KO ILM E GAIB ZARURI HAI.

ABU JAHEL KO DEKHO WOH JANTA HAI KE NABI (S.A.W) KO ILM E GAIB HONA ZARURI HAI.

RAZAKHANI KA WAHI AQEEDA HAI JO ABU JAHEL KA THA WOH BHI NABI (S.A.W) KE LIYE ILM E GAIB KA QAYAL THA.

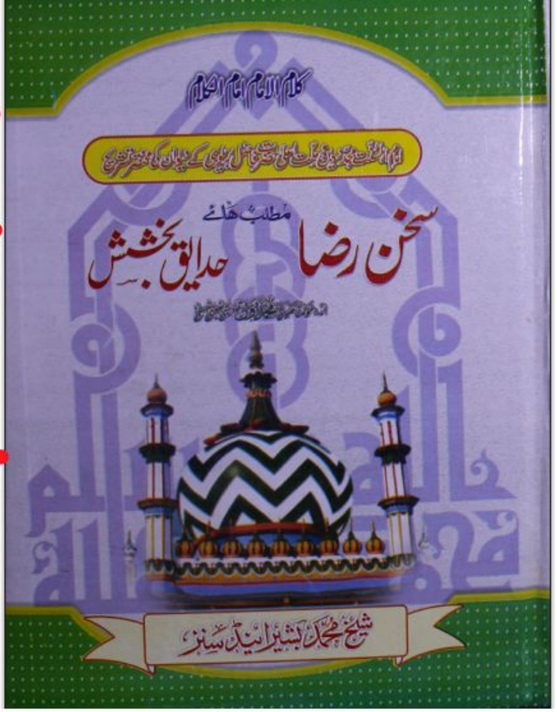

Mohammad Sajid Siddiqui

آپ جس جگہ بھی ہوں مغفرت کرنے والے ہیں کیونکہ چاند جس منزل پر بھی ہو وہ منزل اس کے قیام کرنے کی جگہ ہے جیسے پندرھویں منزل اس کے قیام کی منزل ہے اس کو غفر کہتے ہیں۔

مطلب اشعار 32: ان پر کروڑوں درود و سلام نازل ہو جن کو پتھر بھی سلام عرض کریں ان پر صلوٰۃ و سلام نازل ہو جن کو درخت بھی سلام عرض کرتے ہیں۔

مطلب اشعار 33: ان پر درود جن کو بے یار و مددگار کا معاون کہیں اور ان پر سلام نازل ہو جن کو ہر بے خبر کی خبر رکھنے والا کہتے ہیں۔ ان کو تمہارا مشقت میں پڑنا شاق ہے وہ رحمت عالم ﷺ ہیں۔

مطلب اشعار 34: اے آقا آپ کی بارگاہ میں سلامی دینے کے لئے انس و جن حاضر ہیں کیوں کہ یہ بارگاہ انسان و جنات بلکہ اللہ کے سوا ساری مخلوقات کے مالک کی ہے تو ہر کس و ناکس اپنے مالک کو سلام کرنے ضرور حاضر ہوتا ہے۔

مطلب اشعار 35: اے آقا ﷺ آپ کی بارگاہ میں سلامی کے لئے چاند سورج حاضر ہیں آپ ہی کی نورانیت سے چاند و سورج کو روشنی ملی ہے اگر آپ کا نور نہ ہوتا تو چاند سورج کو نہ تو روشنی و نورانیت ملتی اور نہ ان کا وجود ہی ہوتا یہ کارخانہ عالم سارے کا سارا آپ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ آپ کی وجہ سے موجود ہے کیونکہ لولاک اس پر دال ہے۔

سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام (36) تملیک انہیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے
سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام (37) کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے
عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام (38) ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے
شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام (39) راحت انہی کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے
خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام (40) مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام (41) یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے
سب کروفر سلام کو حاضر ہیں السلام (42) ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کروفر کی ہے

مشکل الفاظ کے معنی:

بحر: سمندر، دریا۔ بر: خشکی، زمین۔ تملیک: مالک بنانا۔ سنگ: پتھر۔ شجر: درخت، پیڑ۔ حجر: پتھر۔ عرض: مال۔ اثر: نشانات۔ ملجا: پناہ کی جگہ۔ اثر: تاثیر کرنا۔ شوریدہ: دیوانہ۔ راحت: آرام، سکون۔ خستہ: زخمی جگر والے۔ جلوہ: جلوہ کرنے کی جگہ۔ کروفر: دھوم دھام، رعب و داب، دبدبہ، آرائش۔

مطلب اشعار 36: تمام دریا اور دشت و بیاباں آپ کی جناب میں حاضر ہیں کیونکہ ان سب کی ملکیت اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کر دی ہے۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب، یعنی محبوب محب میں نہیں میرا تیرا۔

مطلب اشعار 37: درخت اور پتھر بھی خدمت عالی میں سلامی کو حاضر ہیں شجر و حجر کی زبانیں آپ کا کلمہ پڑھنے سے تر ہیں ایک دن ابوجہل آیا اور بولا اے محمد (ﷺ) آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں تو بتائیں میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ اے دیو کے بندو دہابیو تم اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہو اور علم غیب نبی کے منکر ہو ابوجہل کو دیکھو وہ جانتا ہے کہ نبی کو علم غیب ہونا ضروری ہے، تم نبی مانتے ہو اور علم غیب کے منکر ہو تو ابوجہل کا ایمان تم سے بہتر ہے کیونکہ وہ نبی کو علم غیب کا قائل ہے اور تم منکر ہو تم اپنے بزرگ ابلیس کو علم غیب کے قائل ہو اس کے علم غیب کے لئے تم کو آیات بھی مل جاتی ہیں، نبی پاک کے علم غیب کے لئے تمہیں کوئی آیت نظر

Marfat.com

ہاں یہاں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد (8) اسی در پہ شتران ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

مشکل الفاظ کے معنی:

وصف: تعریف، خوبی۔ رخ: چہرہ۔ شرح: تفصیل سے بیان کرنا۔ والشمس: سورج کی مثل، سورج کی قسم۔ وضحیٰ: دھوپ چڑھنے کی قسم، چہرے کے چمکنے کی قسم۔ مدح: تعریف۔ ثنا: خوبیاں۔ محمود: تعریف کیا ہوا۔ ماہ گشتہ: دو ٹکڑے ہونے والا چاند۔ مہر: سورج۔ رجعت: واپس ہونا۔ قدرت: زور، قوت۔ اعجاز: عاجز کرنا، خرق عادت چیز، معجزہ۔ خورشید: سورج۔ ضیاء: نور، روشنی۔ مہ پارے: چاند کے ٹکڑے۔ بلا: مصیبت، آفت۔ بیخردی: بے عقلی، بیوقوفی۔ درکار: ضرورت۔ شان عظیم: بہت بڑا مرتبہ۔ تعظیم: عزت کرنا، عظمت کرنا۔ سنگ: پتھر۔ تسلیم: سلام کرنا، حکم ماننا، کورنش۔ رفعت: بلندی۔ چرچا: ذکر، شہرت۔ فردوس: جنتی پرندے، فرشتے۔ پس از حمد: خدا کی حمد تعریف کے بعد۔ غم خواری: ہمدردی۔ تشنے سیراب: پیاسوں کی پیاس بجھائی جاتی ہے۔ داد: انصاف۔ شتران: اونٹ۔ ناشاد: غمگین، جو خوش نہ ہو۔ گلہ: شکوہ، شکایت۔ عنا: دکھ، تکلیف۔

مطلب اشعار 1: ہم والشمس اور والضحیٰ کی تشریح میں حضور محبوب رب غفور ﷺ کے رخ زیبا کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ یعنی سورج سے زیادہ چمکنے والے چہرے کی قسم اللہ تعالیٰ نے والشمس اور ضحیٰ سے آپ کے رخ تاباں کی قسم کھائی ہے ہم صرف انہیں کی تعریف و توصیف و خوبی بیان کرتے ہیں جن کو رب العالمین نے محمود کے نام سے یاد کیا ہے۔ یبعثك ربك مقاما محمودا تیرا رب تم کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

مطلب اشعار 2: چاند کو دو مساوی حصوں میں تقسیم ہونے کی حالت کو دیکھو جب ابوجہل اور یہودی یا حبیب یمنی نے معجزہ شق القمر طلب کیا آپ نے انگلی سے اشارہ فرمایا چاند کو دو ٹکڑے ہو گیا یا غروب ہوتے ہوئے سورج واپس آیا اور عصر کا وقت ہو گیا حضرت علی نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی آپ نے سورج کو واپس فرما کر حضرت علی کو عصر کی نماز ادا پڑھوا دی حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عنایت کی تھی کہ آپ سے اکثر خرق عادات واقعات ظہور پذیر ہوا کرتے تھے بلکہ آپ مجسم خرق عادت معجزہ تھے۔

مطلب اشعار 3: اے پیارے آقا مولیٰ آپ آسمان رسالت کا سورج ہیں آپ کے طلوع ہونے ظاہر ہونے سے تمام انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں جیسے سورج کے طلوع ہونے سے ستارے غروب ہو جاتے ہیں تمام انبیاء مرسلین چاند کے ٹکڑوں کی مثل ہیں جیسے چاند سورج سے روشنی و نورانیت حاصل کرتا ہے ویسے ہی انبیاء آپ سے نورانیت حاصل کرتے ہیں آپ سید المرسلین امام الانبیاء ہیں۔

مطلب اشعار 4: بے خبری لاعلمی معصیت و آفت ہے جیسے کفار آپ کی رسالت و نبوت و معجزات کا انکار اپنی جہالت سے کرتے ہیں حالانکہ اگر آپ کو اپنی نبوت کی گواہی کی ضرورت پڑے تو بے زبان پتھر بھی آپ کی نبوت کی شہادت دیتے ہیں ابوجہل ہاتھ میں پتھر کے ٹکڑے لایا اور کہا اے محمد ﷺ اگر آپ نبی ہیں تو بتائیں میرے ہاتھ میں کیا ہے یعنی ابوجہل کا ایمان تھا کہ نبی کو علم غیب ضروری ہے مگر آج کا مسلمانی کا مدعی ملا علم غیب کا منکر ہے حالانکہ نبی کے معنی ہی غیب داں کے ہیں۔ حضور عالم ماکان و مایکون نے فرمایا اے ابوجہل میں بتاؤں تیرے ہاتھ میں کیا ہے یا جو تیرے ہاتھ میں پتھر ہیں وہ بتائیں کہ میں کیا ہوں۔ ابوجہل نے کہا یہ تو اور بہتر بات ہے اسی وقت ان سنگریزوں نے بزبان فصیح اشهد ان محمد رسول الله پڑھا وہ بے زبان تھے ان کو زبان مل گئی اور آپ کی رسالت نبوت کی گواہی دی۔

مطلب اشعار 5: میرے آقا مولیٰ ﷺ کی شان بہت عظیم ہے کہ جانور بھی آپ کی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور پہاڑ کے پتھر آپ کو سلام اور آداب کرتے درخت آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔ اکثر ایسے واقعات رونما ہوتے تھے احادیث میں بے شمار مثالیں ہیں۔

مطلب اشعار 6: زمین و آسمان میں آپ ہی کے ذکر کی دھوم مچی ہے۔ اذانوں میں نمازوں میں صلوٰتوں میں انسانوں میں فرشتوں میں

Marfat.com

مبارک سے مردہ زندہ ہو جاتا تھا۔ جنگ خندق کے دوران حضرت جابر نے حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر بھوک کے آثار دیکھے گھر جا کر بکری کا بچہ ذبح کیا تھوڑا سا آٹا تھا اس کی روٹی پکوائی اور لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے حضور ﷺ نے تمام خندق کھودنے والوں کو بلوا لیا حکم فرمایا کوئی آدمی ہڈی ضائع نہ کرے اور نہ توڑے آپ نے سب کو شکم سیر کر کے ہڈیوں کو جمع کیا ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا زندہ ہو جا وہ بکری کا بچہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے جابر اس کو اپنے گھر لے جاؤ۔ یہ آپ کے دست اقدس کا اعجاز تھا۔ پتھر کے چھوٹے ٹکڑے میٹھی گفتگو آپ کے حکم سے ابوجہل کے ہاتھ میں کرتے ہیں۔ ایک دن ابوجہل آیا اور کہا اے محمد (ﷺ) تم اپنے آپ کو نبی کہتے ہو تو بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ ابوجہل نبی کے لئے علم غیب کا قائل تھا مگر آج کا ابوجہل نبی کے لئے علم غیب کا منکر ہے اور نبی مانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں بتاؤں کیا چیز ہے یا جو تیرے ہاتھ میں ہے وہ بتائے میں کون ہوں۔ ابوجہل نے کہا یہ بہت بہتر بات ہے۔ آپ نے فرمایا اے پتھرو بتاؤ میں کون ہوں تو ابوجہل کے ہاتھ میں جو پتھر تھے انہوں نے بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا۔ ابوجہل نے پتھروں کو زمین پر مارا اور کہا تم بہت بڑے جادوگر ہو۔

مطلب اشعار 2: اے میرے آقا مولیٰ ﷺ کے در کے بھکاریو تم کسی اور کی طرف کیوں نظریں اٹھاتے ہو تم اپنے آقا کے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھو جو ہمیشہ رہنے والی سخاوت کے نشانات کی نشانیاں چھوڑ گئیں ہیں۔

مطلب اشعار 3: لکیروں میں کتنا خوبصورت قدرت والا اللہ کا ہاتھ تحریر کیا محبوب کے قد کی طرح سیدھی امید و بھروسے والی لکیر سے لکھا دست اقدس میں اس راز کو لکھنے کا یہ طریقہ ایجاد کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا اے محبوب جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں بیشک وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے حالانکہ صحابہ نے بیعت رضوان حضور ﷺ کے دست اقدس پر کی تھی اللہ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا دوسری جگہ فرماتا ہے اے محبوب آپ نے نہیں پھینکا جب آپ نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا مصطفےٰ ﷺ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے ہتھیلی کی لکیروں میں یہی راز لکھا ہے۔

مطلب اشعار 4: حوض کوثر کے مالک محمد مصطفےٰ ﷺ کی سخاوت اپنے امت کے پیاسوں کو خود تلاش کر کے سیراب کریں گے کوئی تعجب خیز انوکھی بات نہیں کہ جام کوثر اڑ اڑ کر خود بخود تشنگان امت ختمی مرتبت ﷺ کے ہاتھوں میں آئے اور ان کی تشنگی پیاس کو دور کر کے کلیجہ ٹھنڈا کرے۔

مطلب اشعار 5: حضور ﷺ مومنوں کے لئے موسم بہار کی بارش ہیں جس سے مومن کے دل میں نور کے موتی پیدا ہوتے ہیں اور کفر کے لئے ننگی تلوار ہیں آپ کے ہاتھ میں جمال و جلال کی دونوں شانیں بوجہ اتم موجود ہیں۔ صبح کر دی کفر کی سچا تھا مژدہ نور کا۔

مطلب اشعار 6: حضور ﷺ تمام جہانوں کے مالک و مختار ہیں مگر اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے۔ الفقر فخری طرۂ امتیاز ہے دونوں جہاں دنیا و عقبیٰ کی تمام نعمتیں حضور ﷺ کے تصرف میں ہیں مگر ہاتھ خالی ہیں۔

مطلب اشعار 7: اے خداوندا قیامت کے دن جب ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ لواء الحمد دست اقدس میں لے کر لہرائیں تو اس کا پھریرا ہم گناہ گاروں کے سروں پر سایہ کرنے والا ہو۔ ہم اس کے سایہ میں گرمی محشر سے نجات پالیں۔

مطلب اشعار 8: اے موسیٰ علیہ السلام کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے سفید ہاتھ میرے محبوب ﷺ کے ہتھیلی کی ہر لکیر میں بے مثال نور الٰہی کا دریا موجیں مار رہا ہے تو آپ کے دست اقدس کا کیا عالم ہو گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ آپ اپنا داہنا ہاتھ بغل میں رکھ کر نکالتے تو وہ چاند کی مثل چمکتا تھا۔ یہ وہی ہاتھ تھا جس سے آپ نے فرعون کے دربار میں انگارا پکڑ کر منہ میں رکھ لیا تھا تو ہاتھ جل گیا زبان میں لکنت آ گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھ کو یہ اعجاز بخشا کہ چاند کی مثل روشن ہو جاتا تھا۔

MAKHLOOQ KO ALIMUL GAIB KAHNA MAKROOH HAI...

RAZAKHANI APAS ME DAST O GIREBAN..

حکم دیا کہ یوں کہے کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی جس میں اللہ عزوجل کا نام اقدس نام
پاک رسول سے تعظیماً مقدم رہے حالانکہ حدیث شریف میں ہے خود حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبے میں یوں فرمایا کرتے مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ
رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ جس نے اللہ و رسول کی اطاعت
کی وہ راہ یاب ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔
اَبُوْدَاؤُدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ نیز ابن
شہاب زہری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خطبۂ جمعہ روایت کیا اس میں
بعینہٖ وہی الفاظ ہیں کہ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰی جس نے ان دونوں کی نافرمانی
کی گمراہ ہوا رَوَاهُ اَیْضًا عَنْهُ مُرْسَلًا حدیث آئندہ سے بتوفیق اللہ تعالیٰ اس فقیر کی عمدہ
تائید و تقریر ہوتی ہے فانتظر ثالثاً وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الٰہی
عزوجل ہے شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے لمعات میں اس طرف ایما فرمایا اقول اور وہ
بیشک وجیہ ہے جس طرح بغیر اللہ عزوجل کی مشیت کو ملائے ہوئے یوں کہنا کہ میں یوں کروں
گا مکروہ ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ
اللّٰهُ ہرگز نہ کہنا کسی چیز کو کہ میں کل ایسا کرنے والا ہوں مگر یہ کہ خدا چاہے علم غیب بالذات
اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودان باطل وغیرہم کے لئے مانتے تھے
لہٰذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے
سے امور غیب پر انہیں اطلاع ہے یہ دوسرا احتمال ہے کہ علما نے اس حدیث میں ذکر
فرمایا اس تقدیر پر بھی ممانعت ادب کلام کی طرف ناظر ہے نہ یہ کہ انبیا علیہم الصلاۃ
والسلام کو بتعلیم الٰہی غیب پر اطلاع کا عقیدہ ممنوع ہی ہو شرک تو درکنار جو اس طامی کا
مقصود ہے۔ ھٰکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ تعالیٰ ولی التوفیق حدیث ۱۶۹:
محمد بن اسحٰق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت

MOHAMMAD SAJID SIDDIQUI

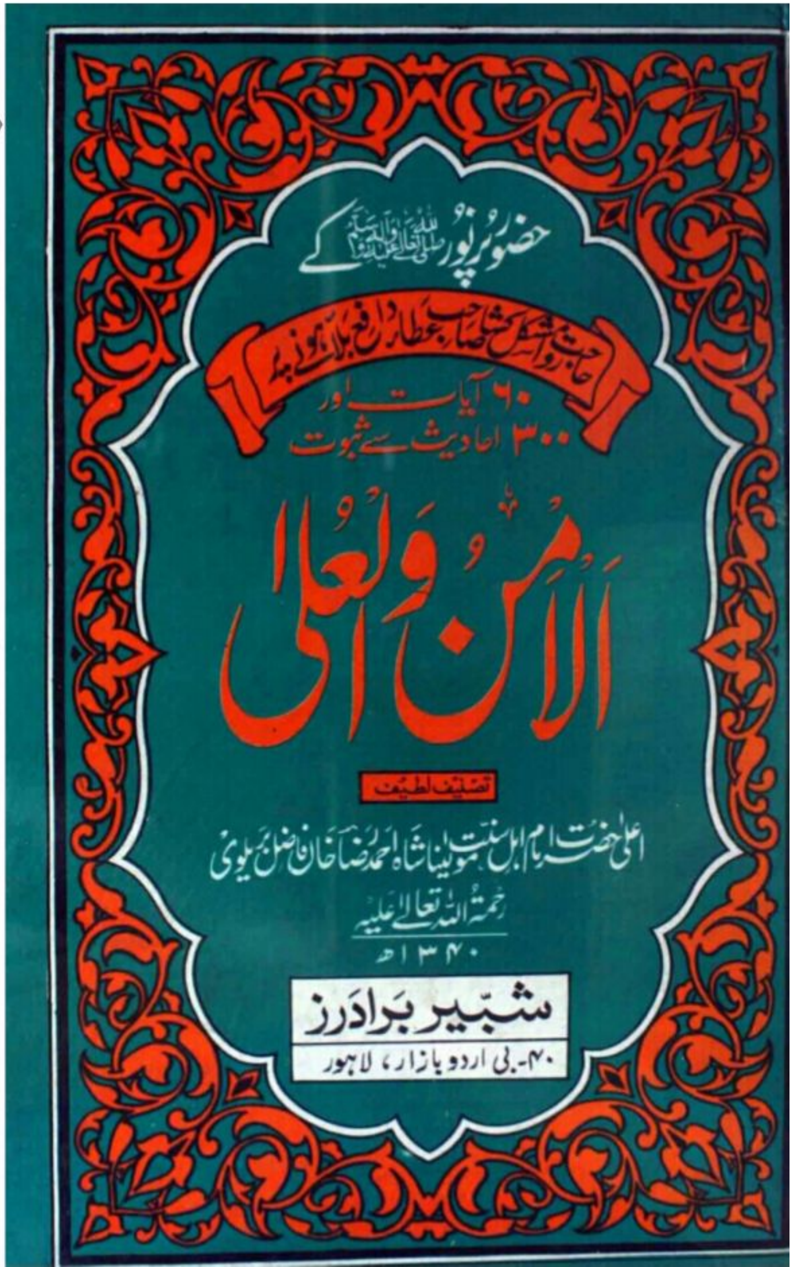

AB DEKHEN JHOOT KI INTEHA..

JAB KE ALIMUL GAIB LAFZ KA ISTEMAL HUZOOR ﷺ PAR KISI AHLE SUNNAT VA JAMAT BAREILVI KE AKABIR ALIM NE NHI KIYA...

RAZAKHANI APAS ME DAST O GIREBAN..

دیوبندی جب بھی ہمارا عقیدہ بیان کرے گا جھوٹ بولے گا۔ دھوکہ دے گا اور الزام لگائے گا جس کا دل چاہے آزما کر دیکھ لے اور دیوبندیوں کا عبارت میں خیانت کرنا اتنا مشہور ہے جیسے روشن سورج ہے۔ حتیٰ کہ من گھڑت کتابوں کے حوالے دینے میں بھی کوئی ڈر خوف اور شرم نہیں جو دیوبندی اپنے مولویوں کے من گھڑت کتابوں کے ثبوت دیکھ کر توبہ کرے ہم دکھانے کو تیار ہیں۔ پھر مرتب نے صفحہ ۳۶ پر علامہ عنایت اللہ صاحب کے الفاظ یہ لکھے کہ عالم الغیب کا لفظ حضور علیہ السلام پر نہ دکھا سکا۔ حضرات یہ عالم الغیب کا استعمال حضور علیہ السلام کیلئے علامہ صاحب نہیں کہہ سکتیے۔ اگر دیوبندی سچے ہیں تو وہ کیسٹ میں یہ الفاظ سنا دیں ہم کو۔ جبکہ عالم الغیب الفاظ کا استعمال حضور علیہ السلام پر کسی اہلسنّت و جماعت بریلوی کے اکابر عالم نے نہیں کیا اور دیوبندی مناظر نے تقریباً آٹھ جگہ عالم الغیب سے متعلق ثبوت مانگا۔ مختلف الفاظ میں تو حضرات ہم نے لکھ دیا اور ہماری کتابوں میں موجود ہے کہ حضور علیہ السلام کیلئے عالم الغیب الفاظ کا استعمال نہیں کرتے پھر کس بات کا ثبوت دیں مگر ہاں ہم دیوبندی اکابر خلیل احمد کی کتاب سے دکھانے کو تیار ہیں کہ حضور علیہ السلام عالم الغیب ہیں جس دیوبندی کا دل چاہے توبہ نامہ تحریر کرے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے گا ہم اس کو دیوبندی کی معتبر کتاب سے دکھانے کو تیار ہیں۔ ورنہ خلیل احمد دیوبندی کی قبر پر جا کر پوچھو کہ قرآن کریم میں عالم الغیب کا اطلاق حضور علیہ السلام پر کہاں کیا گیا ہے۔ اور تم نے کس دلیل سے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اسی صفحہ نمبر ۶۴ پر دیوبندی مناظر نے آیت کا حوالہ دیا۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ حضرات اس آیت میں ذاتی علم غیب باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جو دیوبندی نے خود تسلیم کیا ہے اسی صفحہ پر اور ذاتی نہ ہم مانتے ہیں اور نہ دیوبندی مانتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کیلئے۔ ایسی آیت پیش کرنا جہالت کی نشانی ہے جو ہمارے دعوے کے خلاف نہیں۔ اور دیوبندی کے دعوے کے مطابق بھی نہیں۔ بلکہ اگر وہ اس آیت سے عطائی علم غیب کی نفی کریں گے تو بعض علم

MOHAMMAD SAJID SIDDIQUI

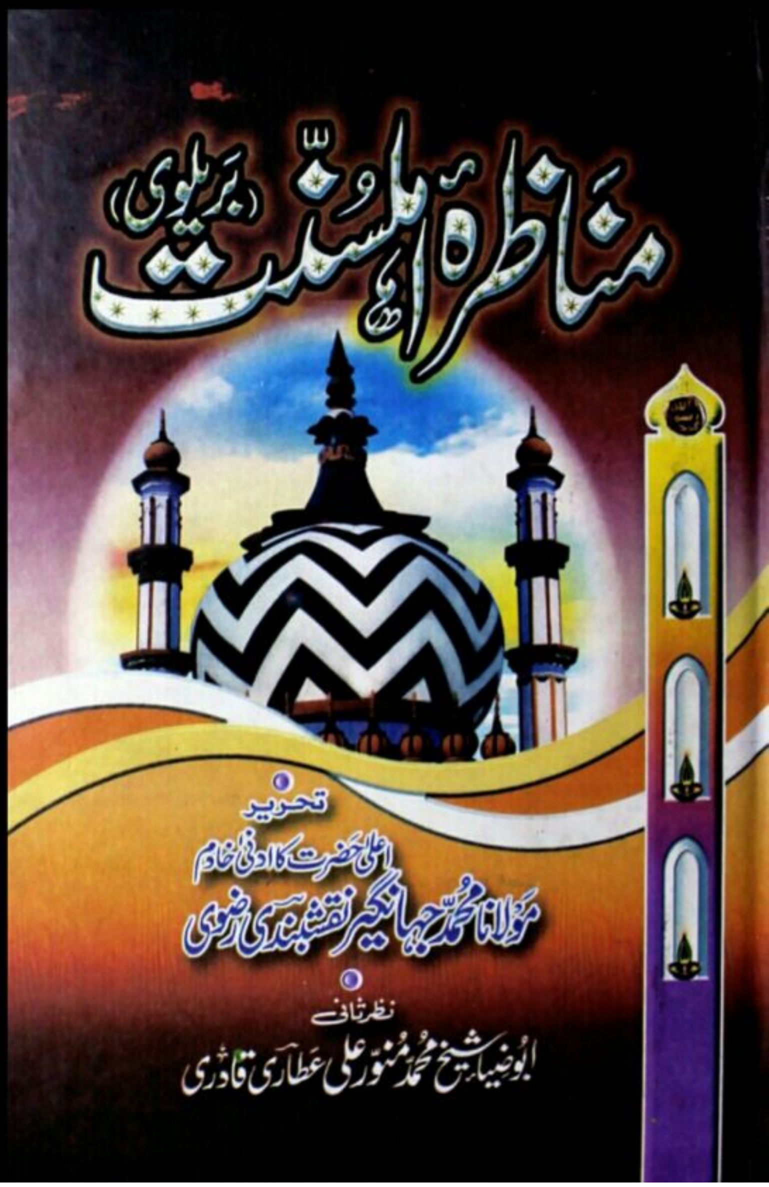

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم نزول قرآن پر ہی موقوف نہ تھا وہ قرآن سیکھے ہوئے ہی پیدا ہوئے تھے

اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر (نعوذباللہ) کبھی وہی نازل نہیں ہوئی اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کبھی قرآن نازل ہوا یہ خبیث عقیدہ تسلیم کر لینے کے بعد بریلوی حضرات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے "علمِ غیب" کا عقیدہ اُن کے "ذاتی" اور "عطائی" کے جھانسے دینے کے باوجود صریح طور پر وہی کے نزول کا بالواسطہ انکار ہے، گویا یہ لوگ بالفاظ دیگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر ہیں، اور انکار رسالت کے بعد اُن کا "دعویٰ مسلمانی" ایک فریب کے سوا کچھ نہیں۔

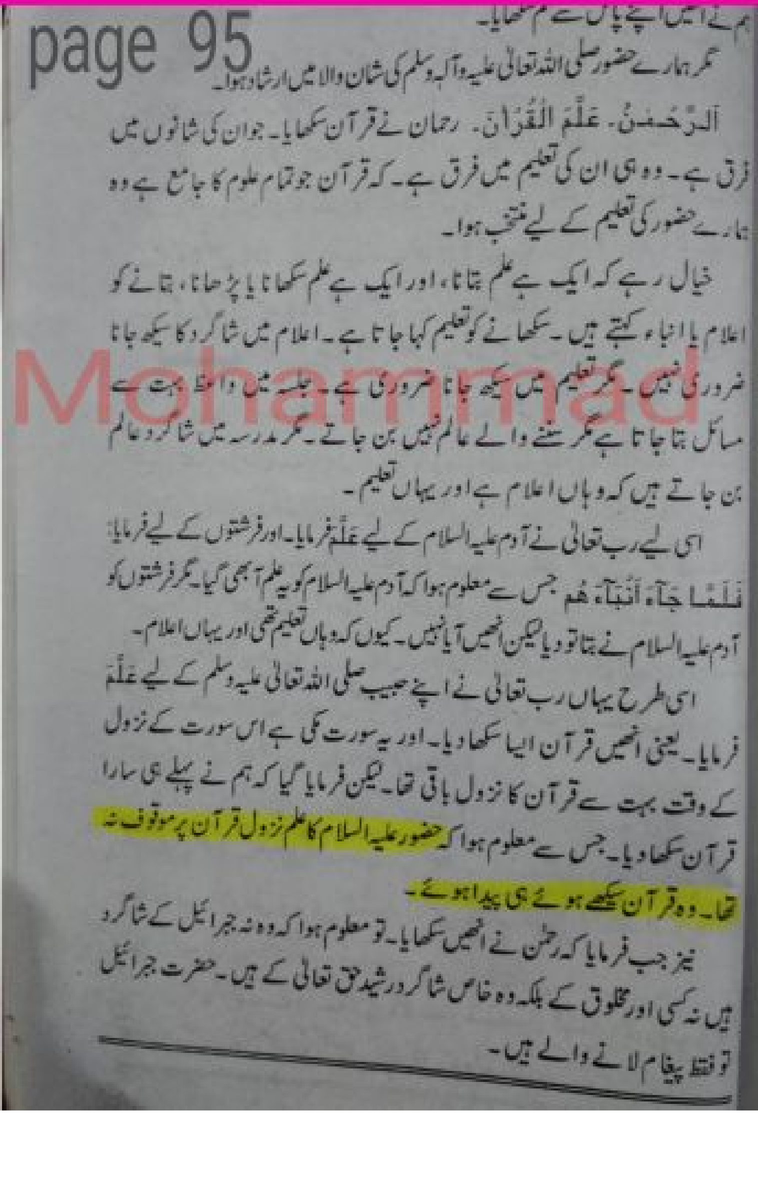
page 95

ہم نے انھیں اپنے پاس سے علم سکھایا۔

مگر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان والا میں ارشاد ہوا۔

اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ رحمان نے قرآن سکھایا۔ جوان کی شانوں میں فرق ہے۔ وہ ہی ان کی تعلیم میں فرق ہے۔ کہ قرآن جو تمام علوم کا جامع ہے وہ ہمارے حضور کی تعلیم کے لیے منتخب ہوا۔

خیال رہے کہ ایک ہے علم بتانا، اور ایک ہے علم سکھانا یا پڑھانا، بتانے کو اعلام یا انباء کہتے ہیں۔ سکھانے کو تعلیم کہا جاتا ہے۔ اعلام میں شاگرد کا سیکھ جانا ضروری نہیں۔ مگر تعلیم میں سیکھ جانا ضروری ہے۔ جلسہ میں واعظ بہت سے مسائل بتا جاتا ہے مگر سننے والے عالم نہیں بن جاتے۔ مگر مدرسہ میں شاگرد عالم بن جاتے ہیں کہ وہاں اعلام ہے اور یہاں تعلیم۔

اسی لیے رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے لیے عَلَّمَ فرمایا۔ اور فرشتوں کے لیے فرمایا: فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ جس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو یہ علم آ بھی گیا۔ مگر فرشتوں کو آدم علیہ السلام نے بتا تو دیا لیکن انھیں آیا نہیں۔ کیوں کہ وہاں تعلیم تھی اور یہاں اعلام۔

اسی طرح یہاں رب تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عَلَّمَ فرمایا۔ یعنی انھیں قرآن ایسا سکھا دیا۔ اور یہ سورت مکی ہے اس سورت کے نزول کے وقت بہت سے قرآن کا نزول باقی تھا۔ لیکن فرمایا گیا کہ ہم نے پہلے ہی سارا قرآن سکھا دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا علم نزول قرآن پر موقوف نہ تھا۔ وہ قرآن سیکھے ہوئے ہی پیدا ہوئے۔

نیز جب فرمایا کہ رحمٰن نے انھیں سکھایا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ نہ جبرائیل کے شاگرد ہیں نہ کسی اور مخلوق کے بلکہ وہ خاص شاگرد رشید حق تعالیٰ کے ہیں۔ حضرت جبرائیل تو فقط پیغام لانے والے ہیں۔

Mohammad Sajid Siddiqui

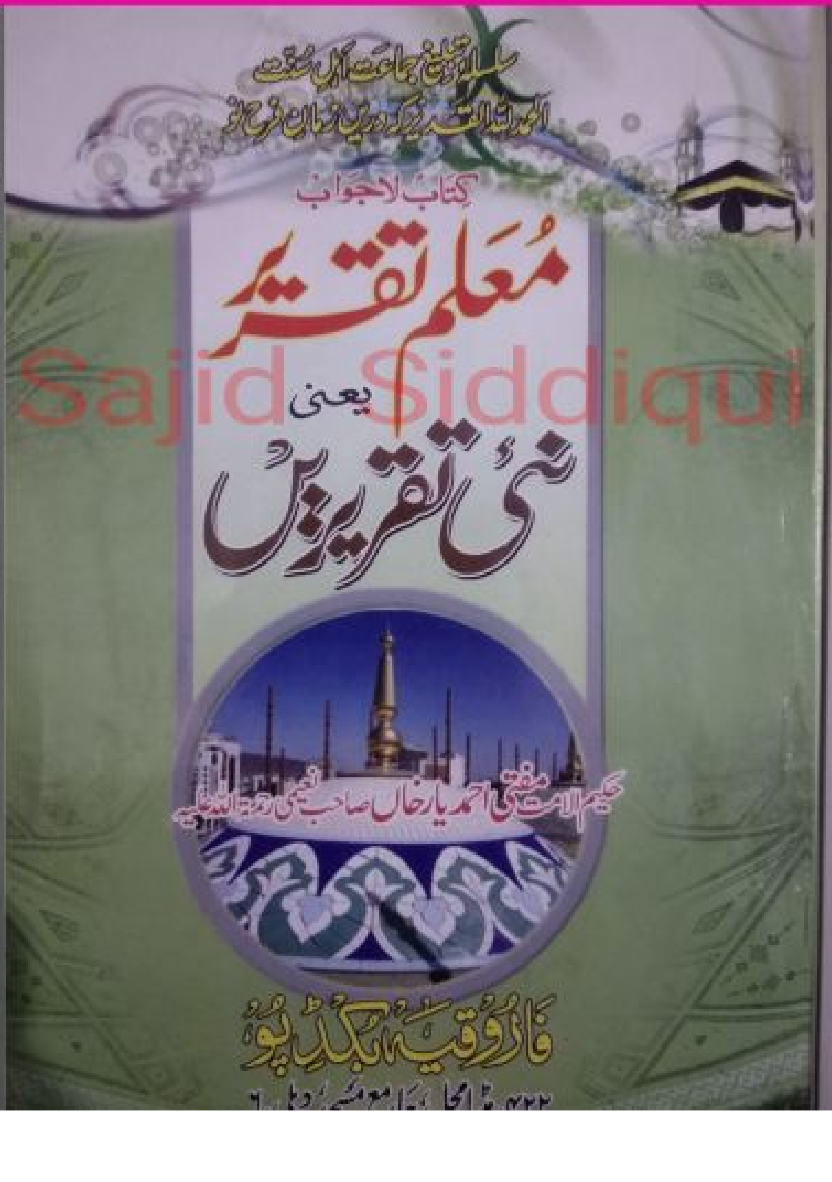

MUSANNIF (AHMAD RAZA) KI TAHQEEQ ME LAFZ ALIMUL GAIB KA ITLAQ HAZRAT IZZAT AZZOWAJALA KE SATH KHAS HAI KE IS SE AHRFA ILM BILZAT MOTBADIR HAI..

RAZAKHANI APAS ME DAST O GIREBAN..

فہرست عنوانات	صفحہ	فہرست عنوانات	صفحہ
فائدہ جلیلہ۔	۳۸۵	تمام غیب منکشف فرمادیے گئے۔	۴۰۸
مانی ہوئی باتیں چار قسم پر ہوتی ہیں ۔ضروریات دین		ملا علی قاری کی ایک عبارت کی توجیہ۔	۴۰۸
،ضروریات مذہب اہل سنت، ثابتات محکمہ، ظنیات محتملہ۔	۳۸۵	☆رماح القهار على كفر الكفار	
عقیدہ عاشرہ (دسواں عقیدہ)	۳۸۶	(تمہید "خالص الاعتقاد")	۴۱۱
شریعت وطریقت۔	۳۸۶	رسالہ "خالص الاعتقاد" کی وجہ تصنیف اور تفصیلی پس	
نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے		منظر۔	۴۲۱
سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا امتی ہونے کی خواہش		کفر پارٹی کی دو تدبیریں۔	۴۱۳
کیوں کی۔	۳۹۰	تدبیر اول معارضہ بالمثل	۴۱۳
عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں۔	۳۹۱	مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں ۔ضروریات دین	
عوام مومنین کی تشریح۔	۳۹۱	ضروریات عقائد اہل سنت، علمائے اہل سنت میں مختلف	
تقلید فرض قطعی ہے۔	۳۹۲	فیہ۔	۴۱۳
فقہ کو نہ ماننے والا شیطان ہے۔	۳۹۳	مسائل علم غیب کے اقسام واحکام۔	۴۱۴
فقہ کو نہ ماننے کی قباحتیں۔	۳۹۳	وہابیہ کی مکاریاں۔	۴۱۶
آمین بالجہر نماز میں درست نہیں۔	۳۹۳	غایۃ المامول والے منور علی رامپوری کی چوری اور	
تعظیم کبھی قیام میں اور کبھی باادب بیٹھنے سے ہوتی ہے۔	۳۹۴	سرزوری۔	۴۱۸
راما سنگھم آریہ کے افتراء وجہالت وناسمجھی وبےایمانی پرچتی		منور علی رامپوری کی بکف چراغی۔	۴۱۹
ایک سوال کا جواب۔	۳۹۵	منور علی رامپوری کی کتر بیونت۔	۴۱۹
صاحب کشاف معتزلی ہے۔	۳۹۶	شریکلی جہانولی۔	۴۲۰
مسئلہ مغفرت ذنب کی بحث اور اس کے بارے میں آریہ		دوسری تدبیر۔	۴۲۱
کے اعتراضات اور ان کے جوابات کی تفصیل۔	۳۹۶	نامہ اول از حضرت سید حسین حیدر میاں مارہروی بنام	
راما سنگھم اب آریہ نہیں نصرانی ہے لہذا روئے جواب		اعلٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما	۴۲۹
جانب نصاری کرتے ہوئے سوال مذکور کا جواب باسلوب		نامہ دوم۔	۴۳۰
دیگر۔	۴۰۲	☆رسالہ خالص الاعتقاد	
حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیلئے علم غیب عطائی		(مسئلہ علم غیب پر عظیم اور مدلل کتاب جو ایک سو بیس دلائل	
کا ثبوت۔	۴۰۴	پر مشتمل ہے)	۴۳۳
مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق		مراسلۂ مصنف علیہ الرحمہ بنام حضرت سید حسین حیدر	
حضرت عزت عزجلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً		میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ	۴۳۳
علم بالذات متبادر ہے۔	۴۰۵	امر اول	۴۳۴
حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ماکان ومایکون کے		مخالفین کی افتراء پردازیاں۔	۴۳۴

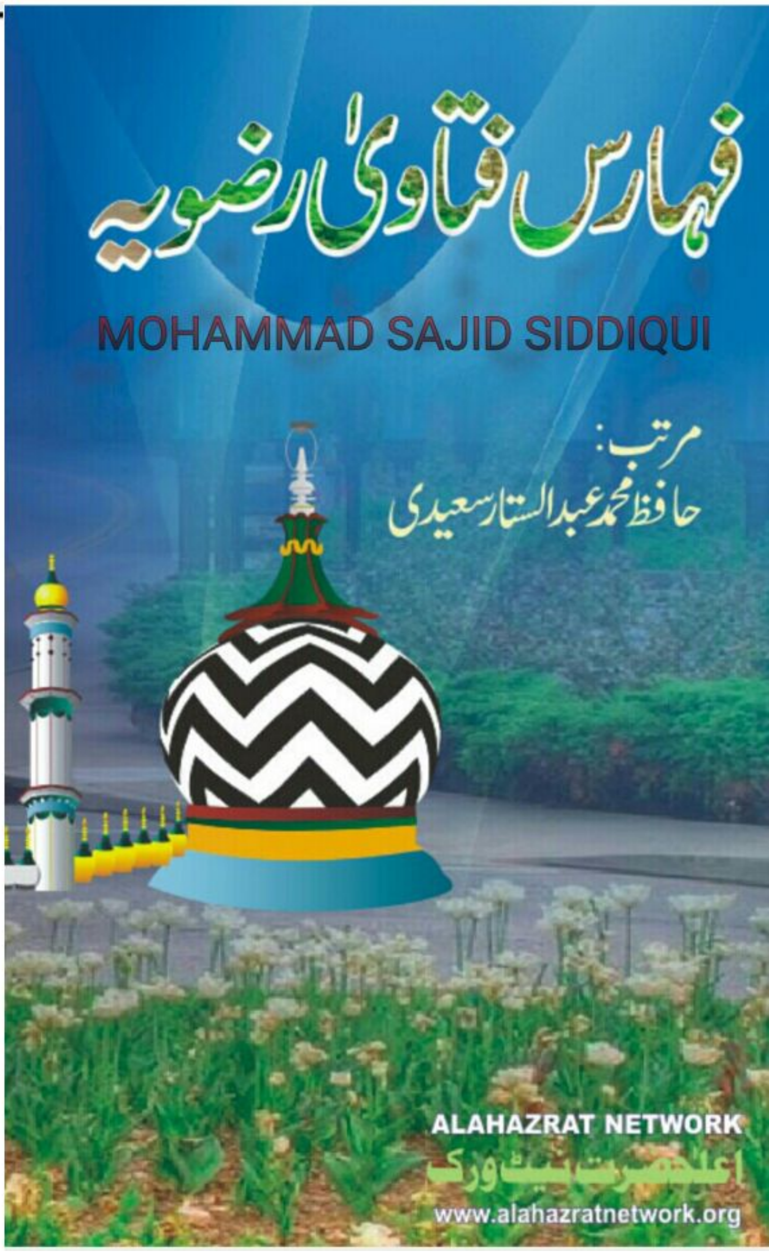

RAZAKHANIYO ME KAUN SACHCHA KAUN JHOOTA....?

BILKUL JHOOT HM HUZOOR ﷺ PAR LAFZ ALIMUL GAIB KA ITLAQ NHI KARTE....

RAZAKHANI APAS ME DAST O GIREBAN..

کے ہے جنہیں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے مفسرین کرام سے نقل فرمایا ہے۔ یوں ہی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اسے منجملہ توجیہات دیگر سے نقل کیا ہے صدر الافاضل علیہ الرحمۃ نے اس پر بطور نتیجہ جو مرتب ہوا اسے بیان فرما دیا ہے اس میں کون سا ایسا لفظ ہے جس سے معلوم ہوا کہ معًا سارے علوم آپ کو عطا ہو گئے کہ آپ تضاد گانے لگے۔ اپنے اور اپنے اکابر کے اوپر سے تضاد اٹھا لیجئے پھر دوسروں کی فکر کیجئے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ الدولۃ المکیۃ میں فرماتے ہیں ر

أحاطه احد من الخلق معلومات الله تعالیٰ على جهة التفصيل التام محالٌ شرعًا وعقلًا بل لو جمع علوم جميع العالمين اولاً وآخرًا لما كانت له نسبة ما اصلاً الى علوم الله سبحانه وتعالى حتى كنسبة حصة من الف الف حصص قطرة الى الف الف بحر۔ الخ کسی مخلوق کا معلومات الٰہیہ کو بتفصیل تام محیط ہو جانا شرع سے بھی محال ہے اور عقل سے بھی بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے پچھلے سب کے جملہ علوم جمع کر دیئے جائیں تو ان کو علوم الٰہیہ سے وہ نسبت بھی نہ ہوگی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے۔

معترض بہادر اب دلچسپ لطیفہ کے عنوان سے پھر لطیفے چھوڑ رہے ہیں۔ لکھتے ہیں بریلوی حلقہ کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ما کان وما یکون اور عالم الغیب کلی عطائی ماننے کو تعریف سمجھتے ہیں اور دوسروں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ خدا کی صفت عالم الغیب رسول اکرم کے لیے استعمال نہ کرکے توہین رسالت کر رہے ہیں الخ بے شک ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم ما کان وما یکون جانتے ہیں اور اس پر قرآن وحدیث کے روشن دلائل اور علماء کرام کے اقوال بینات رکھتے ہیں ان میں چند بطور نمونہ گزرے اور ان کے ساتھ ساتھ مستند ان معترض کے اور خود امام معترض کے اقوال گزرے۔ فتذکر رہی یہ بات کہ عالم الغیب کلی عطائی الخ اولاً معترض بہادر اپنی اردو ملاحظہ کیجئے اجی جناب! یہ جملہ غلط ہے آپ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب کلی عطائی الخ۔ اسی پر آپ حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو پڑھانے کا اور ان کا استاد بننے کا خواب سوجھا کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ! اس سے مرتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ ملاحظہ ہو براہین قاطعہ صفحہ ۲۶۔ ناظرین کرام اس خباثت بھرے خواب کو سن کر انصاف کریں کہ اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق نے دیوبندیوں سے اردو سیکھی اور ذرا خط کشیدہ جملہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ کو بھی بغور دیکھیں۔ کتنی اچھی اردو ہے اسی منہ سے یہ مسلمان بنتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

ثانیاً بالکل جھوٹ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق نہیں کرتے ہاں بعطائے الٰہی علم غیب جمیع ما کان وما یکون کا ثابت کرتے ہیں اور جمیع ما کان وما یکون کو علوم الٰہیہ غیر متناہیہ بالفعل سے کوئی نسبت نہیں جیسا کہ گزرا مگر تمہارے امام کے نزدیک خدائی تو یہ ہے کہ ایک پیڑ کے پتے گن دے تو تم آپ ہی سارا علم الٰہی آ گیا سمجھا اور دوسروں پر الزام دو کہ "عالم الغیب کلی ماننے کو تعریف سمجھتے ہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ثالثاً معترض بہادر رہا تمہارا یہ کہنا کہ اور دوسروں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ رسول اکرم صلعم کیلئے خدائی صفت عالم الغیب الخ جی ہم لوگوں نے کون سی کتاب میں یہ الزام لگایا ہے۔ آپ نے کس مصلحت سے کتاب کا ذکر نہ کیا خیر اب بھی۔ ہماری کسی کتاب سے اس کا ثبوت دیجئے اور اگر نہ دے سکیں اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ دے سکیں گے تو اپنے جھوٹے ہونے

marfat.com
Marfat.com

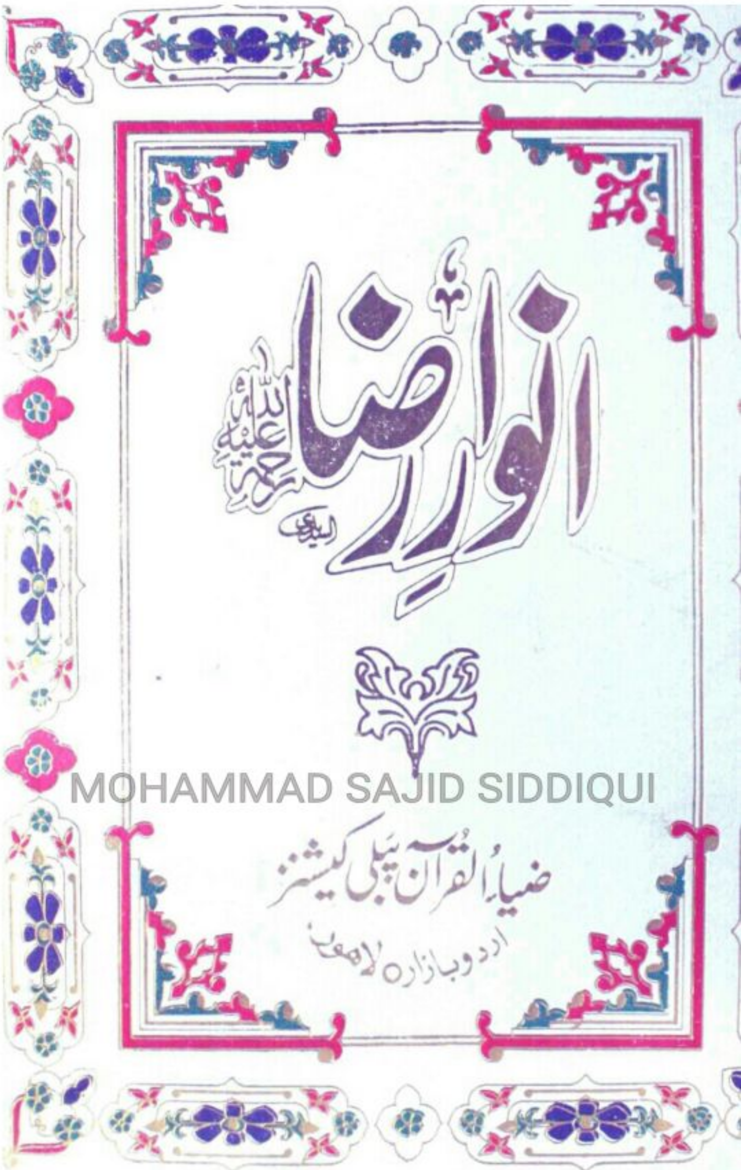

RAHA AAPKA HMARI NISBAT YEH KAHNA KI HUZOOR ALIMUL GAIB HAIN BILKUL IFTIRA HAI ALIMUL GAIB MISL REHMAN VA QAIYYUM VA QUDDUS WAGAIRA ASMA KHASA BA-ZAAT BARI ME SE HAI IS KA ITLAQ GAIR E KHUDA KE LIYE HM AHLE SUNNAT KE NAZDEEQ HARAM VA NAJAYAZ HAI....

RAZAKHANI APAS ME DAST O GIREBAN..

نہایت جلوہ گر گردید الی قولہ وعنایت رحمانی وتربیت یزدانی بلا واسطۂ احدی متکفل حال ایشاں شد۔

ناظرین کرام دیکھیں یہ وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہی علی مرتضیٰ ہیں جن کے لیے تقویۃ الایمان میں کہا تھا۔ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں" لیکن جب اپنے پیر کی بات آئی تو وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تصرف والے ہو گئے کہ خواب میں تشریف لا کر کھجوریں بھی کھلائیں اور اسمٰعیل کے پیر کو راہِ نبوت کا سالک بھی بنائیں اور علی مرتضیٰ اور فاطمۃ الزہراء ایسی مختار ہوئیں کہ پیر جی کو نہلا گئے اور لباس فاخرہ پہنا گئے تو ان کے اوپر طریق نبوت کے کمالات نہایت جلوہ گر ہو گئے۔ اور براہ راست عنایت رحمانی ان کی کفیل حال ہو گئی اور شرک کس چیز کا نام ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ معترض بہادر ایسے امام کا دم بھرو اور پھر دوسروں کا عقیدہ مصنوعی بتاؤ۔

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

رہا آپ کا ہماری نسبت یہ کہنا کہ حضور عالم الغیب ہیں بالکل افتراء ہے۔ عالم غیب مثل رحمٰن وقیوم وقدوس وغیرہ اسماء خاصہ بذات باری میں سے ہے اس کا اطلاق غیر خدا کے لیے ہم اہلسنت کے نزدیک حرام وناجائز ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ انبیاء واولیاء کے لیے علم غیب کا حکم ہی ثابت نہ ہو، بے شک وہ بعطاء الٰہی انبیاء کرام کے لیے اور ان کے فیض متابعت سے اولیاء کرام کے لیے ثابت ہے۔ بحمد اللہ ہم نے اس کا ثبوت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ ولی دہلوی کے کلمات سے دیا بلکہ خود امام الطائفہ کے اپنے پیر کے حق اس قول بتر از بول سے بھی دیا معترض بہادر ابھی اگر کچھ چاہتے ہیں تو ٹھہریں۔ معترض کا یہ کہنا کہ "بس فرق رہے کہ اللہ کا علم غیب ذاتی ہے اور حضور کا علم غیب عطائی ہے" اقول وبحول اللہ احوال۔ بس یہی فرق ہرگز نہیں بلکہ بہت سارے فرق ہیں باذن اللہ انھیں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی کتاب مستطاب انباء المصطفیٰ سے نقل کروں۔ فرماتے ہیں افسوس ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے باوجود احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو اھ معترض صاحب بہادر یہ پورے چودہ فرق ہوئے منجملہ ان کے ایک فرق یہ بھی ہے مگر آپ یہی گا رہے ہیں کہ بس یہی فرق ہے کہ اللہ کا علم ذاتی ہے اور حضور کا علم غیب عطائی ہے اولاً منہ بھر کے جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی۔ ثانیاً یہی فرق قاطع شرک ہے اور سارے مذکورہ تفرقوں کا جامع ہے اس لیے علم الٰہی عطائے غیر سے نہیں اور غیر کا علم اس کی عطا سے جیسا کہ ظاہر ہے تو علم الٰہی نہ ہوگا مگر ذاتی اور ذاتی نہ ہوگا مگر واجب قدیم نامخلوق الخ اور غیر کا علم نہ ہوگا مگر عطائی اور عطائی نہ ہوگا مگر حادث تو اس تفرقہ کو جناب نہ ماننا اور اس کے متعلق یہ کہنا کہ "اس سے شرک کے دروازے کھلتے ہیں" اس کے متعلق سوا اس کے کیا کہوں کہ اس تقسیم نے تو شرک کے دروازے کھولے بلکہ توڑ دیئے۔ ہاں معترض بہادر آپ حضرات نے علم عطائی ماننے پر آنکھیں میچ کر شرک کا مستانہ گیت گا کر کفر وضلالت کے لیے سب رستے کھول دیئے۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم۔ معترض صاحب بہادر ذرا قرآن تو اٹھا کر دیکھئے اللہ عزوجل کی عطا کے جلوے نظر آئیں گے۔ وقال تعالٰی وعلمک مالم تکن تعلم تمہیں وہ سب سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے۔ وقال عزوجل الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان۔ رحمٰن نے قرآن سکھایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا انہیں گزشتہ وآئندہ کا بیان بتایا۔ وعلم آدم الاسماء کلہا۔ اللہ نے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے نام سکھا دیئے۔ نیز فرماتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

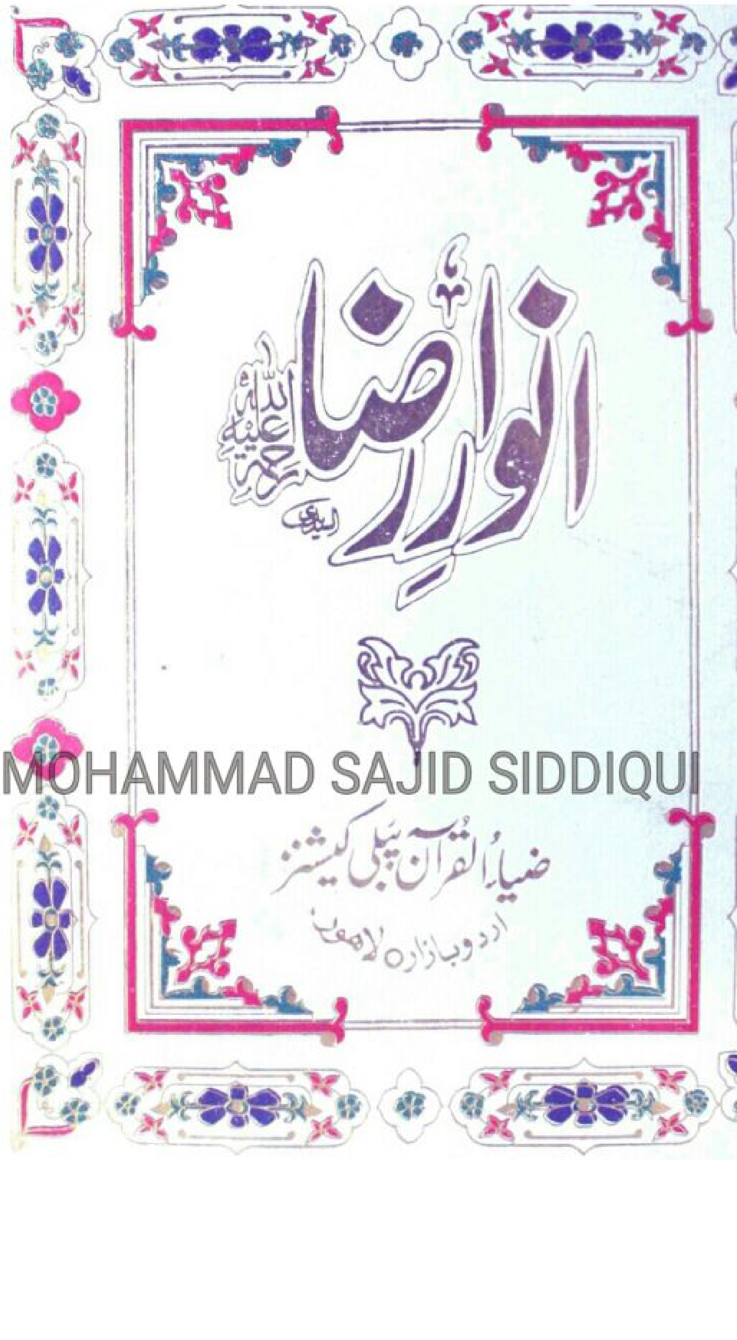

BESHAQ ALIMUL GAIB KA ISTEMAL GAIR ALLAH KE RAWA NHI..

YAHAN PAR HM UN RAZAKHANI KO BHI MUTAWAJJA KARNA CHAHENGE JO ALLAH KE RASOOL ﷺ KE LIYE GAIR ALLAH KE LAFZ KE ISTEMAT KO NAJAYAZ KO KUFR KAHTE HAIN..

IS FATWE KI ROOH SE AAPKE AZHARI SAHAB KAFIR HUE..

RAZAKHANI APAS ME DAST O GIREBAN..

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ غیب جاننے والا تو اپنے غیب پر سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے کسی کو قابو نہیں دیتا۔ ان آیتوں سے اللہ کے بندوں کے لیے علم عطائی ثابت ہوا اور علم الٰہی کا کسی کی عطا سے نہ ہونا نص قطعی و دلیل عقلی سے ظاہر۔ تو بحمداللہ عطائی و ذاتی کی تقسیم خود قرآن پاک سے مستفاد ہوتی۔ معترض صاحب آپ کے شرک کی بخشیں کدھر ہیں۔ و تجسم اسی لیے علامہ نووی و ابن حجر ہیتمی مکی نے فرمایا۔ واللفظ للاخیر معناہ لا تعلیم ذلک استقلالا و علم احاطۃ بکل المعلومات الا اللہ اما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ لھم علمت وکذلک ما علم باجراء العادۃ۔ یعنی آیت سے غیر خدا سے نفی علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہو جائے یہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں رہے انبیاء کے معجزات و اولیاء کے کرامات یہاں تو اللہ کے بتائے سے علم ہوا ہے یونہی وہ باتیں کہ عادات کی مطابقت سے جن کا علم ہوتا ہے۔ معترض صاحب اب اپنے شرک کا الزام ان جلیل القدر علماء کو بھی دے دیجئے۔ آگے لکھتے ہیں "کوئی ان سرپھروں سے پوچھے کہ ذاتی علم غیب تو غیر خدا کو ہو ہی نہیں سکتا پھر قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ مضمون کیوں بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی علم غیب نہیں رکھتا"۔ جی ہاں مذکورالصدر علماء کرام کو بھی سرپھرا کہئے اور ان سے بھی پوچھئے کہ ذاتی علم غیب تو غیر خدا کو ہو ہی نہیں سکتا الخ اور ذرا آپ عقلمند اپنی قرآن فہمی کا بھرم رکھتے ہوئے ہمیں یہ بتا دیجئے کہ علم عطائی پر آپ جیسے توحید پرست شرک گاتے ہیں تو مذکورہ بالا آیتوں پر آپ حضرات کا ایمان رہا۔ آگے لکھتے ہیں کہ "دراصل حقیقت یہ کہ عالم الغیب اللہ کی صفت ہے۔ سبحان اللہ یہ لیاقت علمی ملاحظہ ہو کہ عالم الغیب اللہ کی صفت ہے۔ اجی صاحب بہادر عالم الغیب صفت محضہ نہیں ذات موصوف بعلم کا نام ہے۔ پھر لکھتے ہیں "کسی دوسرے کے لیے اس صفت کا استعمال درست نہیں" صفت کے استعمال کا کیا مطلب ہاں یوں کہیے کہ کسی دوسرے کے لیے اس اسم صفت کا استعمال درست نہیں"

بے شک عالم الغیب کا استعمال غیر اللہ کے لیے روا نہیں مگر علم غیب بعطاء الٰہی اللہ کے بندوں کے لیے ثابت اور اشرف علی نے تو حفظ الایمان میں حضور جیسا علم ہر صبی و مجنون و تمام حیوانات و بہائم کے لیے مانا۔ اور رشید و خلیل نے براہین قاطعہ میں شیطن و ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ بتایا والعیاذ باللہ۔ معترض صاحب اپنے ان بزرگوں کو کیا کہے گا۔ آگے لکھتے ہیں "اور غیبی خبروں کا دینا یہ ایک الگ مسئلہ ہے"۔ جی اس مسئلہ کا کیا نام ہے کیا یہ علم عطائی نہیں۔ ناظرین کرام دیکھیں کہ اب تو معترض صاحب بھی ان کی بولی بولتے نظر آ رہے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر بطور معجزہ غیبی خبریں اللہ کے حکم و اجازت سے بتلاتے ہیں اور معجزہ کسی پیغمبر کا اپنا فعل نہیں ہوتا۔ معجزہ اللہ کا فعل ہوتا ہے الخ۔ ناظرین کرام اس فقرہ پر غور فرمائیں کہ اللہ کے پیغمبر بطور معجزہ غیبی خبریں اللہ کے حکم سے الخ آیا یہ علم عطائی کا اقرار نہیں ضرور ہے کہ بتلانا علم کو مستلزم ہے۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ اللہ کے پیغمبر اللہ کی عطا سے غیب جانتے غیب بتاتے ہیں۔ اور یہ غیب جاننا بتانا ان کا معجزہ ہوتا ہے۔ حق وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ معترض نے علم عطائی کو خود قبول کیا وللہ الحمد۔ رہا معترض کا یہ کہنا کہ "معجزہ کسی پیغمبر کا اپنا فعل نہیں ہوتا" میں کہتا ہوں کہ ایک معجزہ پر ہی کیا موقوف کوئی فعل کسی کا اپنا نہیں ہوتا۔ سب کے افعال کا خالق اللہ ہی ہے خلقکم وما تعملون۔ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے کاموں کو۔ پھر جناب نے خود ہی کہا کہ غیبی خبریں اللہ کے حکم و اجازت سے بتلاتے ہیں۔ آپ ہی بتائیں جب معجزہ کسی پیغمبر کا اپنا فعل نہیں ہوتا تو آپ نے کیسے کہہ دیا کہ غیبی خبریں بتلاتے ہیں۔ اس فعل کی ان کی طرف نسبت کس معنی کی ہے۔ نیز اللہ عزوجل حضور صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

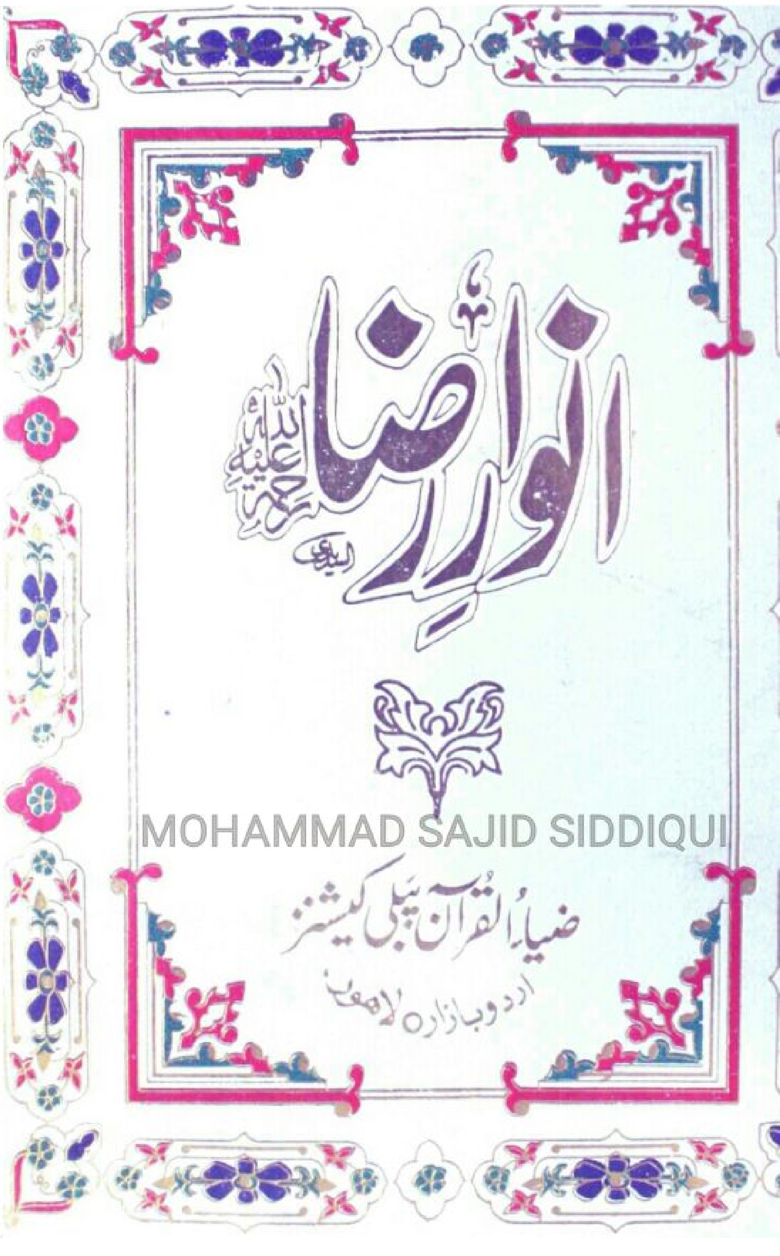

ALLAH KE RASOOL ﷺ KO ALIMUL GAIB KAHNA..

PHR BHI HMARA DAWA SABIT HUA KI ALLAH KE RASOOL ﷺ ALIMUL GAIB THE..

RAZAKHANI APAS ME DAST O GIREBAN..

میں اُویزاں کیا تھا۔ یا حضرت جعفر طیارؓ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دینا اور اس کے دو رفیقوں کی خبر دینا جنگِ تبوک میں حضرت خالد سیف اللہ کے ہاتھ پر فتوحات کا حاصل ہونا۔ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر قلعہ خیبر کا فتح ہونا یا بکری کے گوشت میں زہر ملانے کی خبر دینا جو یہودیوں نے آپؐ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا تھا۔ یا آپؐ کا خبر دینا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ ذاالثدیین خارجی کو قتل کریں گے۔ یا اخیر زمانہ میں فتنوں کا پیدا ہونا۔

غرضیکہ اسی قسم کی غیبی خبریں کئی ایک اور بھی آپؐ نے دی ہیں جو اس شخص پر مخفی نہیں جو علوم اسلامیہ میں مہارت اور واقفیت رکھتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ یہ تو خدا کے بتانے سے آپؐ نے بتائی ہیں۔ اس لئے یہ خبریں غیب نہیں بلکہ از قسم وحی ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بھی ہمارا دعویٰ ثابت ہوا کہ آپؐ عالم الغیب تھے۔ اور جب یوں کہا جائے کہ خدا تعالیٰ کی اطلاع کے بغیر کشف کے طور پر آپؐ نے یہ خبریں دی تھیں۔ تو اس صورت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عالم الغیب کہنا صحیح ہوگا۔ جو مقلد یوں کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام تمام قسم کے غیب کو جانتے تھے۔ یا یوں کہتے ہیں کہ آپؐ کو تمام ماکان وما یکون کا علم غیب تھا۔ تو ان کی مراد بھی وہی علوم غیبیہ ہیں۔ جو تبلیغ رسالت اور منکرین کو لاجواب کرنے یا گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے حالات معلوم کرنے کے متعلق ہیں۔ یا ان کی مطیع اُمّت کی نجات اور منکرین کی ہلاکت کے متعلق ہیں۔ یا جو اُمّت محمدیہؐ کے احوال سے تعلق رکھتے ہیں جو اخیر زمانے میں پیش آئیں گے۔ یا ان فتنوں کی بابت ہیں جو اُمّت محمدیہؐ پر آنے والے ہیں یا ان تکالیف کے متعلق ہیں جو ان پر آئیں گی۔ یہاں تک کہ اہلِ جنّت جنّت میں چلے جائیں گے۔ اور اہلِ نار دوزخ میں پڑیں گے۔

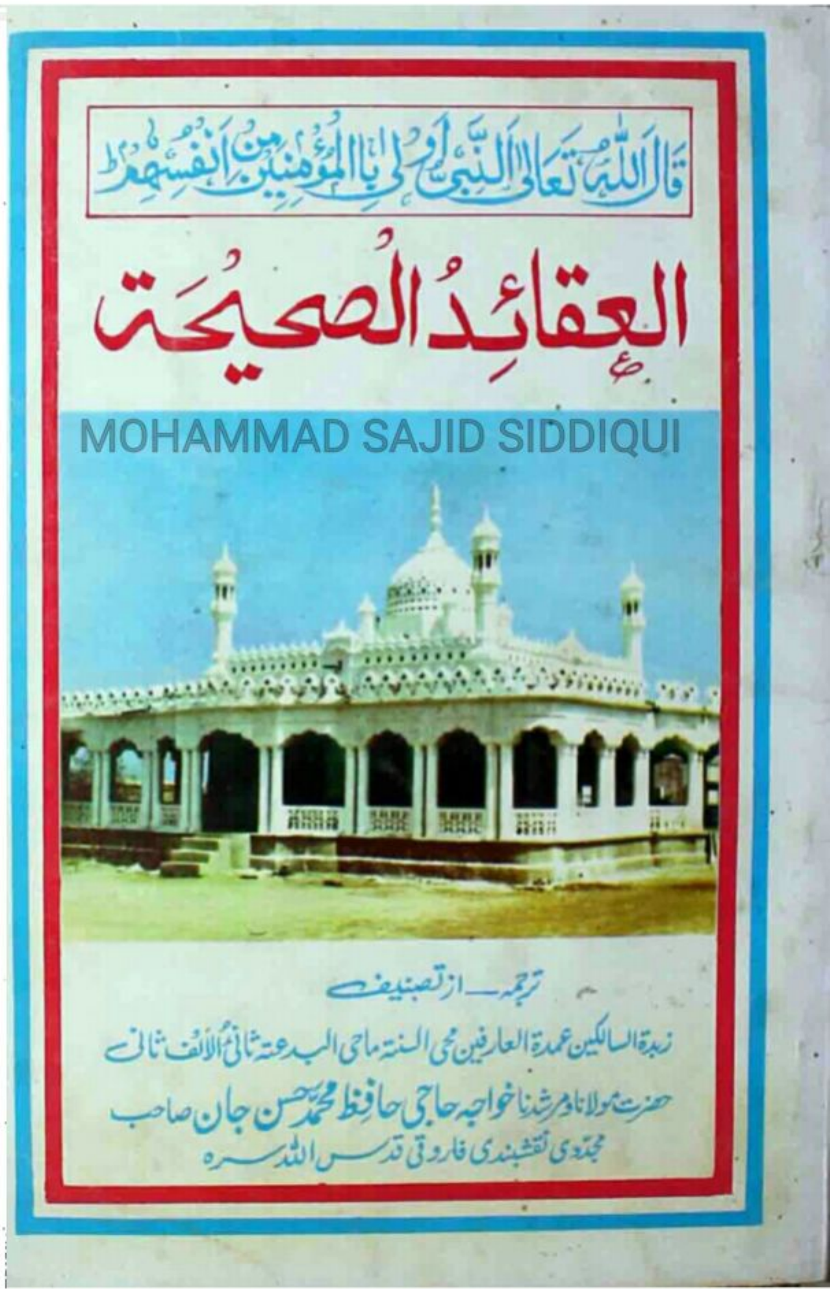

ALLAH KE RASOOL ﷺ KO ALIMUL GAIB KAHNA

AAP (ﷺ) KO ALIMUL GAIB BA-ILM ATAYI KAHA JA SAKTA HAI...

RAZAKHANI APAS ME DAST O GIREBAN DAST O GIREBAN. ....

آخری معروض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درباره سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا تھا۔ کہ اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهَ یُصْلِحُ بِهٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ[1]۔ آپ بھی چونکہ سید حسنی ہیں۔ فریقین کو تحریر ہذا سنا کر آپس میں ملا دیں۔ اور ہدایت کریں کہ ایک دوسرے کو برا نہ کہیں اور ایسا ہی عوام کو بھی۔ ؏

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ از گولڑہ بقلم خود

۳۔ آنحضرتؐ اور عالم الغیب

آپ سے استفسار کیا گیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا ہوا اور آپ کو عالم الغیب کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بحسب نصوص قرآنیہ اور علم ماکان و مایکون کا از روئے احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام من جانب اللہ عطا ہوا ہے۔ علم غیب کلی اور بالذات علیٰ سبیل الاستمرار خاصہ خدائی ہے عز اسمہ اور علم غیب علیٰ قدر الاعلام والاعطا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے اور آپ کو عالم الغیب بعلم عطائی وہبی کہا جاسکتا ہے۔

الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑا

۴۔ غیر نبی اور علوم غیب

در جواب استفسار جناب صاحبزادہ عبدالحق صاحب پسر جناب ملاں صاحب ماکی علاقہ نوشہرہ ضلع پشاور

مہربانِ من جناب صاحبزادہ عبدالحق صاحب وفقکم اللہ لما تحب وترضیٰ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ حسب الارشاد تعمیل بعنوان سوال وجواب نمودہ مے آید۔

سوال

از آیۂ کریمہ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدًا الا من ارتضیٰ من رسول معلوم مے شود کہ ولی را ہم بوجہ حصول علم بالغیب رسول گفتن جائز باشد زیراکہ در آیت اطلاع علی الغیب منحصر است در رسول وحصول علم غیب برائے ولی از مسلمات اہل سنت است ونیز ثابت از کتاب اللہ۔ چنانچہ در سورۂ قصص در حق مادر موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام منصوص است انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔

جواب

تشریح وجواب آیۂ عالم الغیب فلا یظهر علیٰ اہ منحصر در آیت مذکورۃ الصدر رعلیت کہ علم بالغیب علیٰ سبیل القطعیۃ

[1] یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح پیدا فرمائے گا۔

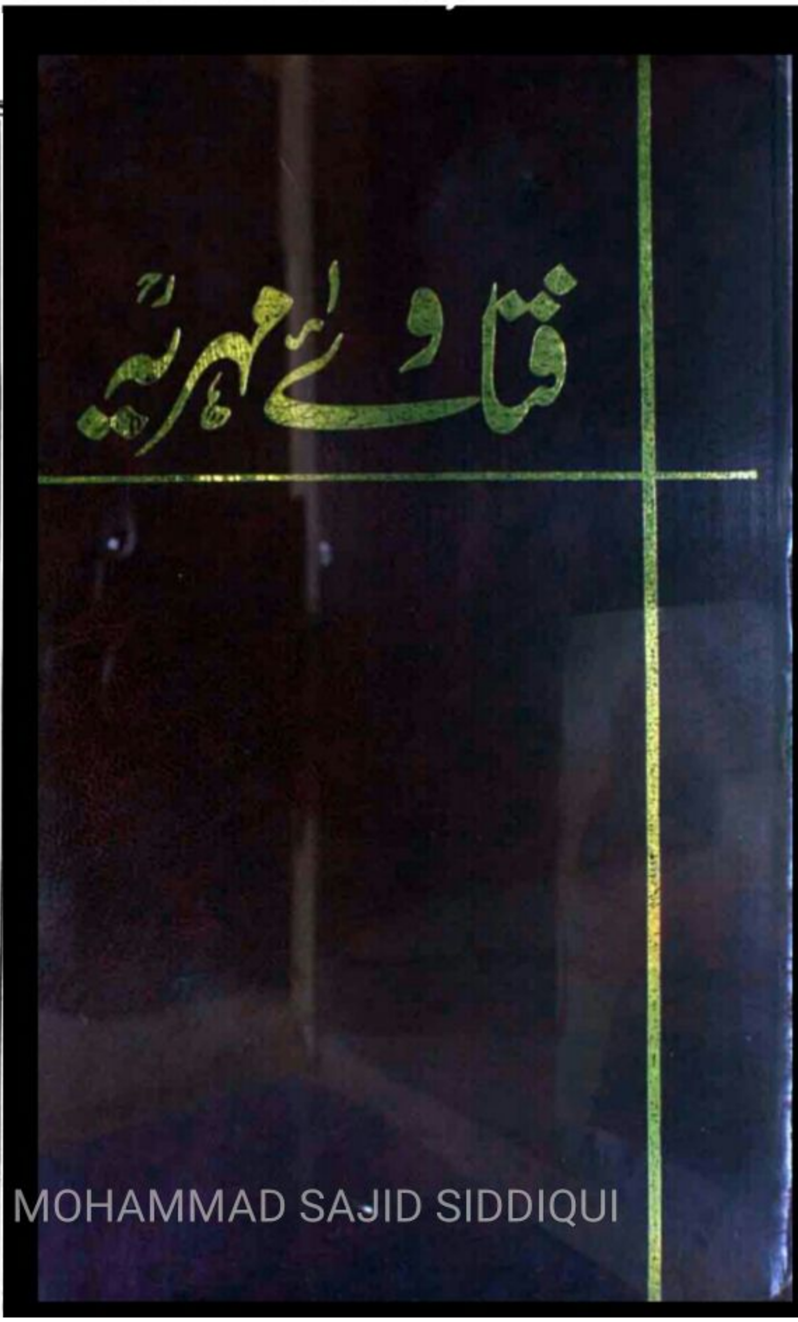

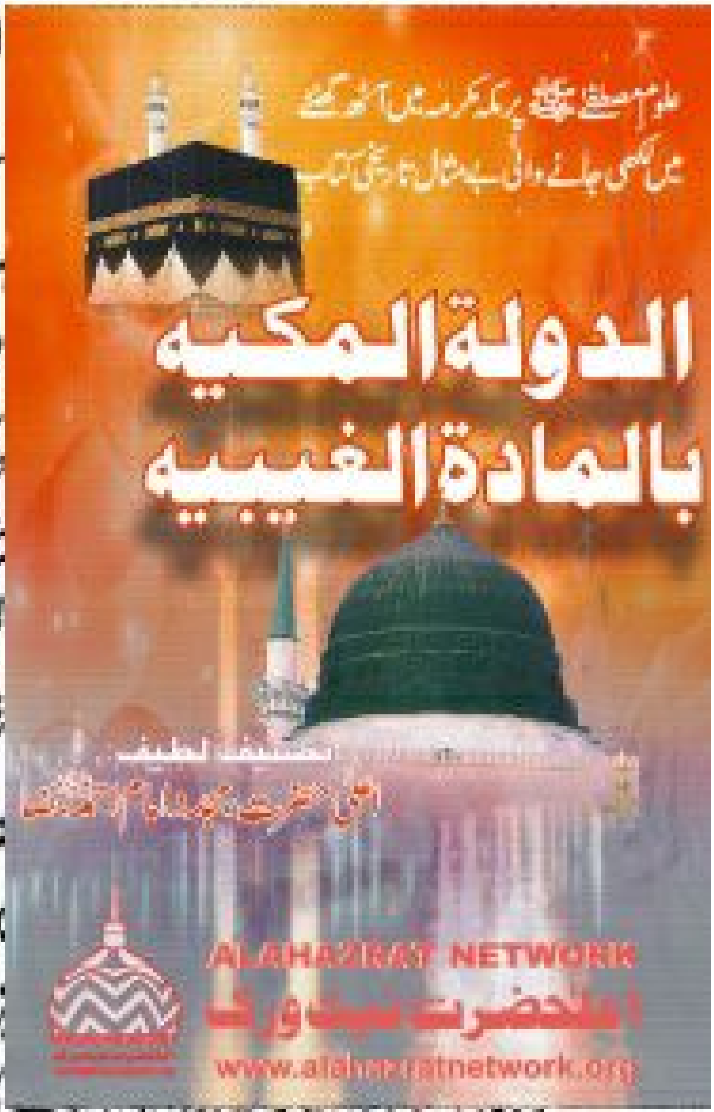

...نتے ہیں یا خدا کے بتائے ہوئے علم سے

...ے:

...براہین قاطع" میں لکھا تھا۔

...چھے کا حال بھی نہ جانتے تھے" اور پھر اس

...ش کرکے نہایت بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔

...حق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کر دی۔

...شکال کے طور پر بیان فرماتے ہوئے لکھا تھا۔

...ے:

...یں اس کی تصریح فرما دی۔ وہابیہ کا یہ الزام

...ضور یہ آئمہ دین کے اقوال اور متقدمین کی

...تابوں کے ... پڑھا جائے تو اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ ساری دنیا اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پچھلے علوم سے واقف تھے۔ ماضی اور مستقبل کے واقعات سے باخبر تھے اور اللہ کی بنائی ہر چیز ان پر روشن تھی۔ اور ہر ذرہ ذرہ ان کے سامنے تھا۔

اب وہابیہ کا یہ کہنا کہ حضور محض اتنا ہی جانتے تھے۔ جتنا وحی کے ذریعے بتا دیا گیا یہ بات درست ہے مگر ان کا انداز بیان درست نہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ بعض مغیبات اور بعض اوقات حضور پر واضح کر دیئے گئے۔ ہم بھی یہ مانتے ہیں جمیع معلومات الہیہ کا احاطہ کر لینا مخلوق کے لیے ناممکن ہے مگر ہم اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ فرمایا کہ عنقریب ہم آپ کو وہ کچھ سکھا دیں گے جو آپ کے علم میں نہیں تھا۔ یہ سکھانا واقعی بذریعہ قرآن پاک تھا۔ اور قرآن پاک بیکوقت نازل نہیں ہوا بلکہ تیس سال میں نازل

RAZAKHANIYO KA EK DUSRE PE SHIRK AUR KUFR KA FATWA...

FAIZ AHMAD OWAISI APNI KITAB AQUAID E AHLE SUNNAT ME LIKHTA HAI KI ALLAH NE AAP (S.A.W) JO KUCH HO CHUKA THA AUR JO KUCH QAYAMAT TAK HONA HAI UN SAB KA ILM BATA DIYA HAI Is Ilm E Gaib Qulli KAHA JATA HAI....

JAB KI ARSHAD QADRI APNI KITAB "ZER O ZABAR ME LIKHTA HAI AB JAHAN TAK MUTLAQAN ZATI AUR KULLI ILM E GAIB KA SAWAL HAI TO WOH HMARE NAZDEEQ BHI GAIR E KHUDA KE LIYE SABIT KARNA SHIRK HAI..

RAZAKHANI APAS ME DAST O GIREBAN PART#1

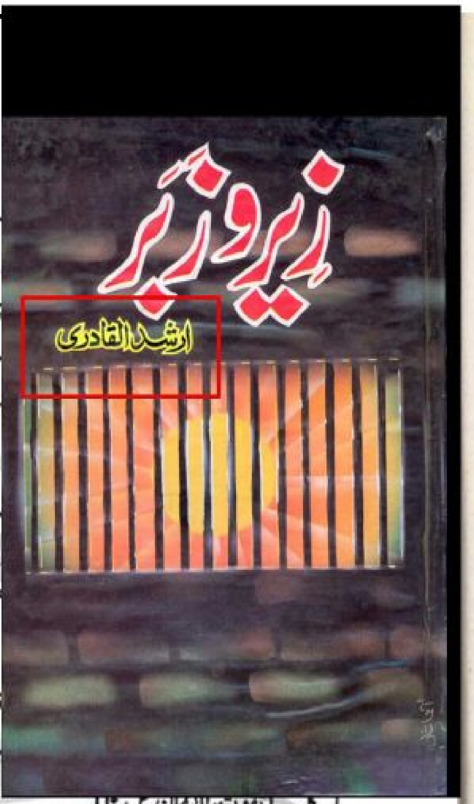

ص ۲۴۳)

تقویتہ الایمان میں انبیاء سے علم
ی شرعی دیانت کے ساتھ جواب
ی اور یقینی ہونے کی نفی کرتا یہ
س انکار کے بعد کیا کسی کے لیے

ر اس کا مطلب یہ ہے کہ تقویتہ
ے کو شرک قرار دیا گیا ہے اور
ی سو فیصدی جھوٹ اور غلط ہے۔

ذات سے ہے خواہ اللہ
ر طرح شرک ثابت ہو
(تقویتہ الایمان ص ۱۰)

اب جہاں تک مطلقاً" ذاتی و کلی علم غیب کا سوال ہے تو وہ ہمارے نزدیک بھی غیر خدا کے لیے ثابت کرنا شرک ہے لیکن مفتیان دیوبند کی علمی بے مائیگی پر ترس آتا ہے کہ وہ اپنے مسلک کے سب سے بڑے دارالافتاء کے مسند نشین ہیں اور انہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ شرک کیا ہے۔ انہوں نے اپنے جواب میں علم ذاتی و کلی کے متعلق لکھا ہے کہ سوائے خدا کے کسی دوسرے کے ساتھ اسے خاص کرنا شرک کو متلزم ہے۔

مفتیان دیوبند صاف صاف بتائیں کی کیا یہی ان کے اکابر کا مسلک ہے؟ اور اس سوال کا بھی جواب دیں کہ اگر خدا کے سوا کسی دوسرے کے ساتھ خاص نہ کیا جائے بلکہ خدا اور اور غیر خدا دونوں کے لیے علم غیب ذاتی و کلی کا عقیدہ رکھا جائے تو ایسی صورت میں کیا یہ اسلامی عقیدہ بن جائے گا؟

صد حیف کہ دارالافتاء کی مسند پر بیٹھنے والے آج شریعت کی ابجد سے بھی

۸۔ خدا تعالیٰ کی رضا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا ہے اور حضور علیہ السلام کی رضا خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔

۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے' اور حضور علیہ السلام کی بے ادبی اور گستاخی خدا تعالیٰ کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے شب اسرا کے دولہا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حالت بیداری میں معراج شریف کرائی' جو نہ مانے' وہ گمراہ ہے۔

۱۱۔ خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کچھ ہو چکا تھا' اور جو کچھ قیامت تک ہونا ہے' ان سب کا علم بتا دیا ہے' اسے علم غیب کلی کہا جاتا ہے۔

۱۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب چاہیں' جس وقت چاہیں' جہاں چاہیں تشریف لا سکتے ہیں اور لاتے رہتے ہیں۔ خوش بخت لوگوں کو خواب اور بیداری میں زیارت ہوتی رہتی ہے۔

۱۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر انور میں زندہ ہیں' ہماری آواز سنتے اور جواب
تے ہیں۔
قیر جس طرح ظاہری زندگی میں فرض تھی'

نبیین ہیں' یعنی آپ کے بعد کوئی نبی پیدا
کافر ہے۔
ے افضل ہیں' جو کمالات دوسروں کو نصیب

ل اور فعل و عمل کو حقارت سے دیکھے' وہ

سم گرامی پر ، صلعم ، سللم لکھنا ناجائز و گناہ
یف لکھنا چاہیے۔ اس کی تحقیق فقیر کے

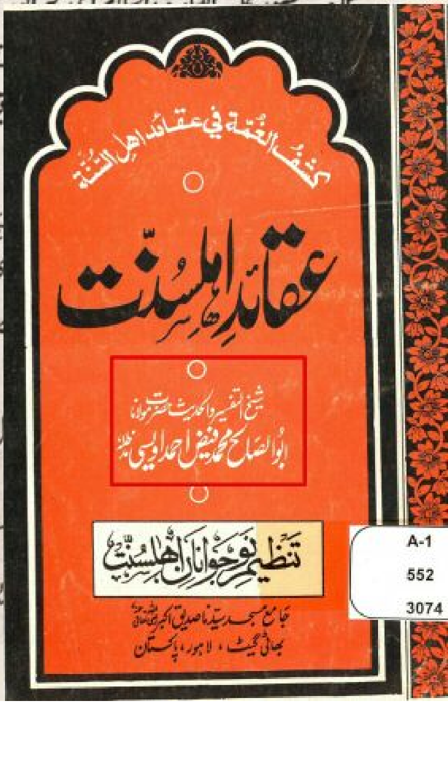

A-1
552
3074

MOHAMMAD SAJID SIDDIQUI

اسباب مہیا فرما دے اور تکمیل بخاری شریف کے شرف عظیم سے مشرف فرما اور میرے سارے مخلصین کو اس خدمت کے ثواب عظیم میں حصہ وافر عطا فرما اور مجھ کو امراض قلبی و قالبی اور افکار ظاہری و باطنی سے خلاصی بخش دیجئو اور میرے تمام ساتھیوں کے ساتھ میری اولاد ذکور و اناث کو بھی برکات دارین عطا فرمائیو اور باقی پاروں کی تسوید اور اشاعت کے لئے بھی نصرت فرمائیو تا کہ یہ خدمت تکمیل کو پہنچ کر جملہ اہل اسلام کے لئے باعث رشد و ہدایت بن سکے۔

یا اللہ! اس خدمت کے سلسلہ میں مجھ سے جو لغزش اور کوتاہی ہو جائے اس کو بھی معاف فرما دیجیو۔ آج رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ کا پہلا جمعہ اور ساتواں روزہ ہے کہ نظر ثالث کے بعد اسے بعون اللہ تبارک و تعالیٰ کاتب صاحبان کی خدمت میں برائے کتابت حوالہ کر رہا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصل علی حبیبک محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ راقم خادم محمد داؤد راز۔ ۷ رمضان ۱۳۹۶ھ وارد حال کتب خانہ محمدیہ جامع اہلحدیث نمبر ۷ انیو مارکیٹ روڈ بنگلور۔ دارالسرور۔ (حرسہا اللہ من شرور الدھور آمین)

٦٥١٧- حدَّثني عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلاَنِ : رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ : وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ، قَالَ: فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لاَ تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلاَ أَدْرِي أَكَانَ مُوسَى فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ)). [راجع: ٢٤١١]

(۶۵۱۷) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے اور عبدالرحمن الاعرج نے بیان کیا' ان دونوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی۔ جن میں سے ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی تھا مسلمان نے کہا کہ اس پروردگار کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام جہان پر برگزیدہ کیا۔ یہودی نے کہا کہ اس پروردگار کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہان پر برگزیدہ کیا۔ راوی نے بیان کیا کہ مسلمان یہودی کی بات سن کر خفا ہو گیا اور اس کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا۔ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس گیا اور آنحضرت ﷺ سے اپنا اور مسلمان کا سارا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو موسیٰ علیہ السلام پر مجھ کو فضیلت مت دو کیونکہ قیامت کے دن ایسا ہو گا کہ صور پھونکتے ہی تمام لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا' جسے ہوش آئے گا۔ میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کا کونہ تھامے ہوئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ موسیٰ علیہ السلام بھی ان لوگوں میں ہوں گے جو بے ہوش ہوئے تھے اور پھر مجھ سے پہلے ہی ہوش میں آ گئے تھے یا ان میں سے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ کر دیا۔

تشریح فرمایا الا من شاء اللہ۔ کہتے ہیں کہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل اور حاملان عرش اور ملائکہ علیہم السلام اور بہشت

18/652 ILM E GAIB..

وحی غیب ہے جو وحی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کی گئی ہے اُس کو قرآن کریم نے بھی غیب کہا ہے: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ (پ۳ سورہ آل عمران) اے محبوب، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں

فائدہ آیت میں وحی نے غیب کا تعین فرما کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علم غیب کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہیئے آج تک کسی عالم یا مفسر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا استعمال نہیں کیا اس لئے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے لہٰذا یہ صفت مخلوق پر استعمال کرنے سے شرک فی الاسماء ہوگا اسی لئے حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک ہے۔

مسلمانوں سے اپیل غیبی باتوں کا جاننا ایک کمال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں بہت سے افراد واشیاء کو عطا فرمایا۔ فقیر نے چند شواہد قائم کئے اور قاعدہ ہے کہ ہر کمال جسے ملا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ملا ہے ورنہ مخالفین اتنا تو مانتے ہیں کہ ہر صاحب کمال سے آپ کا مرتبہ اوّل ہے کیونکہ ؂

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی لئے لازماً ماننا چاہیئے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علوم غیبیہ کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں

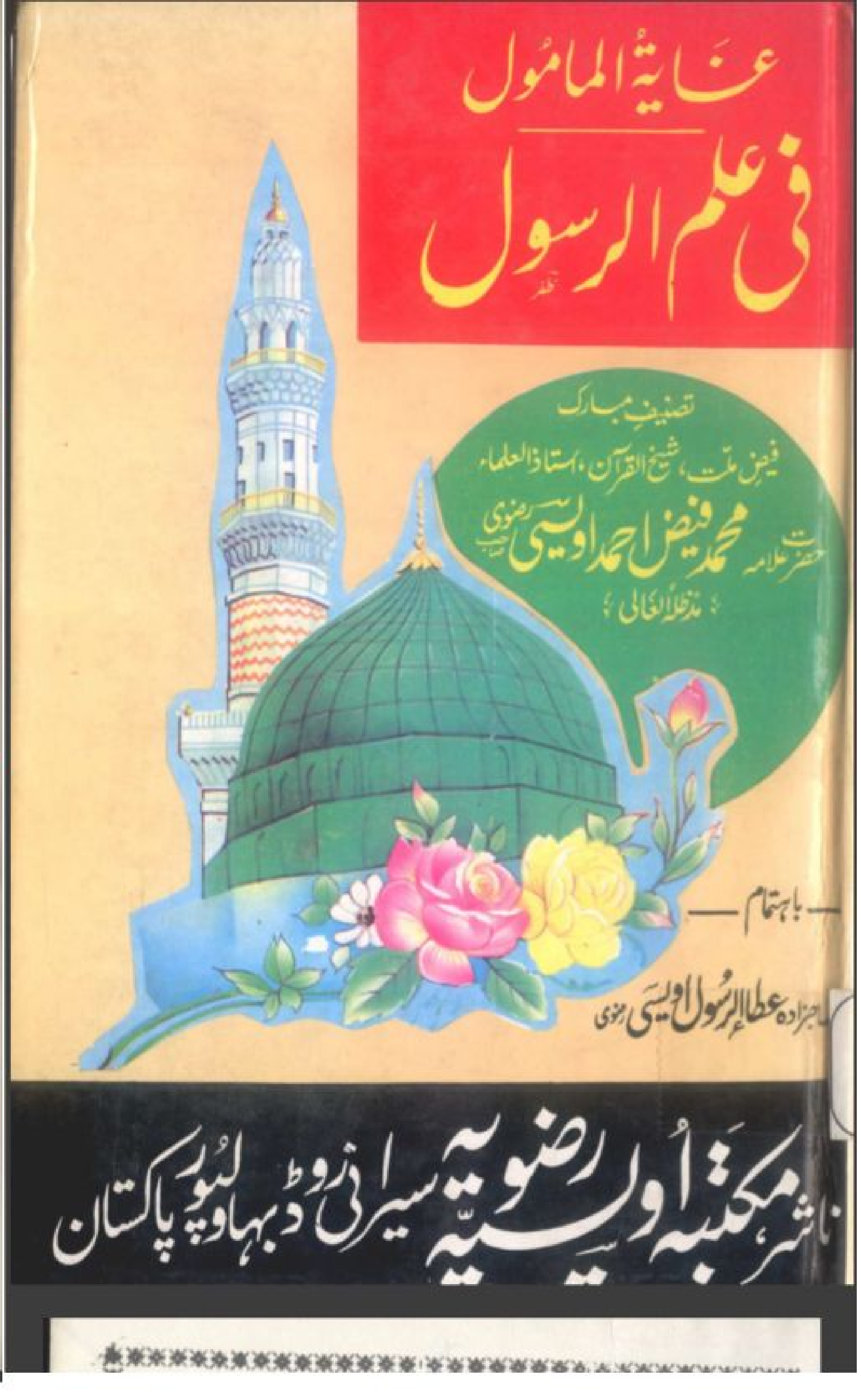

GHAR KO AAG LAGE GHAR KE CHIRAG SE..

١ - كتاب الإيمان

(١) باب الإيمان ما هو وبيان خصاله

٥ - **حديث** أبي هُرَيْرَةَ قال كان النبيُّ ﷺ بارزاً يوماً للناسِ فأتاه رجلٌ فقال : ما الإيمان؟ قال : "الإيمان أن تؤمنَ بالله وملائكتِهِ وبلقائِهِ وبرسلِهِ وتؤمنَ بالبعثِ" قال : ما الإسلامُ؟ قال: "الإسلامُ أن تعبدَ الله ولا تشركَ به وتقيمَ الصلاةَ وتؤدِّيَ الزكاةَ المفروضةَ وتصومَ رمضانَ" قال : ما الإحسان؟ قال : "أن تعبدَ الله كأنكَ تراهُ، فإن لم تكن تراه فإنه يراكَ" قال: متى الساعةُ؟ قال : "ما المسئولُ عنها بأعْلَم مِنَ السائل ، وسأُخبِرُكَ عن أشراطِها ؛ إذا وَلَدَتِ الأَمَةُ رَبَّها ، وإذا تطاولَ رُعاةُ الإبلِ البُهْمُ في البنيان ، في خمس لا يعلمهنَّ إلاَّ الله" ثم تلا النبيُّ ﷺ - ﴿إنَّ الله عنده علم الساعة- . .﴾ الآية : ثم أدبر. فقال: "رُدُّوه" فلم يَرَوْا شيئاً. فقال : "هذا جبريل جاءَ يُعَلِّمُ الناسَ دينَهم".

أخرجه البخاري في : ٢- كتاب الإيمان: ٣٧- باب سؤال جبريل النبيﷺ

۱- ایمان کا بیان

(۱) ایمان اور اسکے خصائل کا بیان

۵- حضرت ابوہریرہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن آنحضرت ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پاک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس (اللہ) کی ملاقات کے برحق ہونے پر اور اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ۔ پھر اس نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے پھر جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ' اور نماز قائم کرو' اور زکوۃ فرض ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس نے احسان کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا احسان یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا (البتہ) میں اس کی نشانیاں بتا سکتا ہوں وہ یہ ہیں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی۔ اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے (دیہاتی لوگ ترقی کرتے کرتے) مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے ترقی لے جانے کی کوشش کریں گے (یاد رکھو) قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی "سمجھ رکھو کہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے' وہی بارش نازل فرماتا ہے' اور ماں کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے جانتا ہے' کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا' نہ کسی

ILM E GAIB.

www.alahazratnetwork.org

سوال

سلّمنا کہ فرقیست بیّن وظاہر مابین اصنام وارواح کاملہ لکن اطلاع اوشان بر دعوت مستعینان ومستمدان از اقاصی وادانی مُوجبِ ثبوتِ علمِ غیب است برائے غیرِ حق سُبحانہ وتعالےٰ۔ وھو خلاف ما نطقت بہ النصوص قال اللہ تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ ومایشعرون ایان یبعثون وقال ایضاً۔ وعندہ مفاتح الغیب لایعلمھا الاھو۔ والآیات فی ھذا کثیرۃ۔

ہم مانتے ہیں کہ اصنام اور اَرواحِ کاملین کے درمیان فرق واضح ہے لیکن اَرواحِ کاملین کو اپنے بُلانے والوں کی ندا اور استمداد پر نزدیک اور دُور سے اطلاع کیسے ہوسکتی ہے۔ اگر ایسی اطلاع مان لی جائے تو لازم آئے گا کہ اَرواحِ کاملین کو علمِ غیب ہو۔ حالاں کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ اور اگر غیرِ حق کے لیے علمِ غیب مان لیا جائے تو یہ آیاتِ قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے "فرما دیجیے جو زمین وآسمان میں ہیں غیب نہیں جانتے ہاں خُدا جانتا ہے اور مخلوق کو یہ خبر بھی نہیں کہ کب زندہ کیے جائیں گے" نیز اِرشادِ الٰہی ہے "خُدا ہی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" "اپنے غیب پر اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جسے برگزیدہ فرمالے رسُولوں سے" اِس سلسلہ میں اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

جواب

غیب نام چیزیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ وباطنہ وعلمِ ضروری وعلمِ استدلالی غائب باشد واو مخصوص است بحق سُبحانہٗ وتعالیٰ کمانی النصوص پس کسے کہ دعوے نماید واز برائے خود کاذب است وہمچنیں مصدق آں۔ اما خبر نبی از جہت بودن او مستفاد از وحی واز پیدا نمودن حق سُبحانہ وتعالیٰ علمِ ضروری در وے واز انکشافِ حوادث بر حواس او پس نیست داخل در علمِ غیب۔ قال تعالیٰ لا یظھر علےٰ غیبہ احدا الا من ارتضےٰ من رسول۔ فکل ما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیوب لیس ھو الا عن اعلام اللہ تعالیٰ فلا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لایعلم الغیب لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ قال فی المواھب وقد اشتھر وانتشر امرہٗ بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب حتّٰی ان کان بعضھم یقول لصاحبہ اسکت فو اللہ

پہلے غیب کے معنے بتائے جاتے ہیں۔ غیب نام ہے اس چیز کا جو حواسِ ظاہرہ وباطنہ کے ادراک اور علمِ بدیہی اور استدلالی سے غائب ہو اور یہ علم حضرت حق سُبحانہ کے ساتھ مختص ہے جو کہ ان آیات میں مُراد ہے پس اگر اس علمِ غیب کا کوئی مدعی ہو اپنے نفس کے لیے یا کسی غیر کے اس قسم کے دعوے کی تصدیق کرے تو وُہ کافر ہے مگر جو خبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں وُہ یا تو بذریعہ وحی حاصل ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس کا علمِ ضروری نبیؐ کے اندر پیدا فرما دیتے ہیں یا نبیؐ کی حس پر حوادث کا انکشاف فرما دیتے ہیں تو یہ علمِ غیب میں داخل نہیں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ عالم الغیب الآیۃ۔ پس تمام وُہ خبریں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں اور غیب کی باتیں بتائی ہیں وُہ اللہ تعالےٰ کے اعلام اور جتوانے سے بتائی ہیں ان آیات کے منافی نہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے اس لیے کہ آپؐ

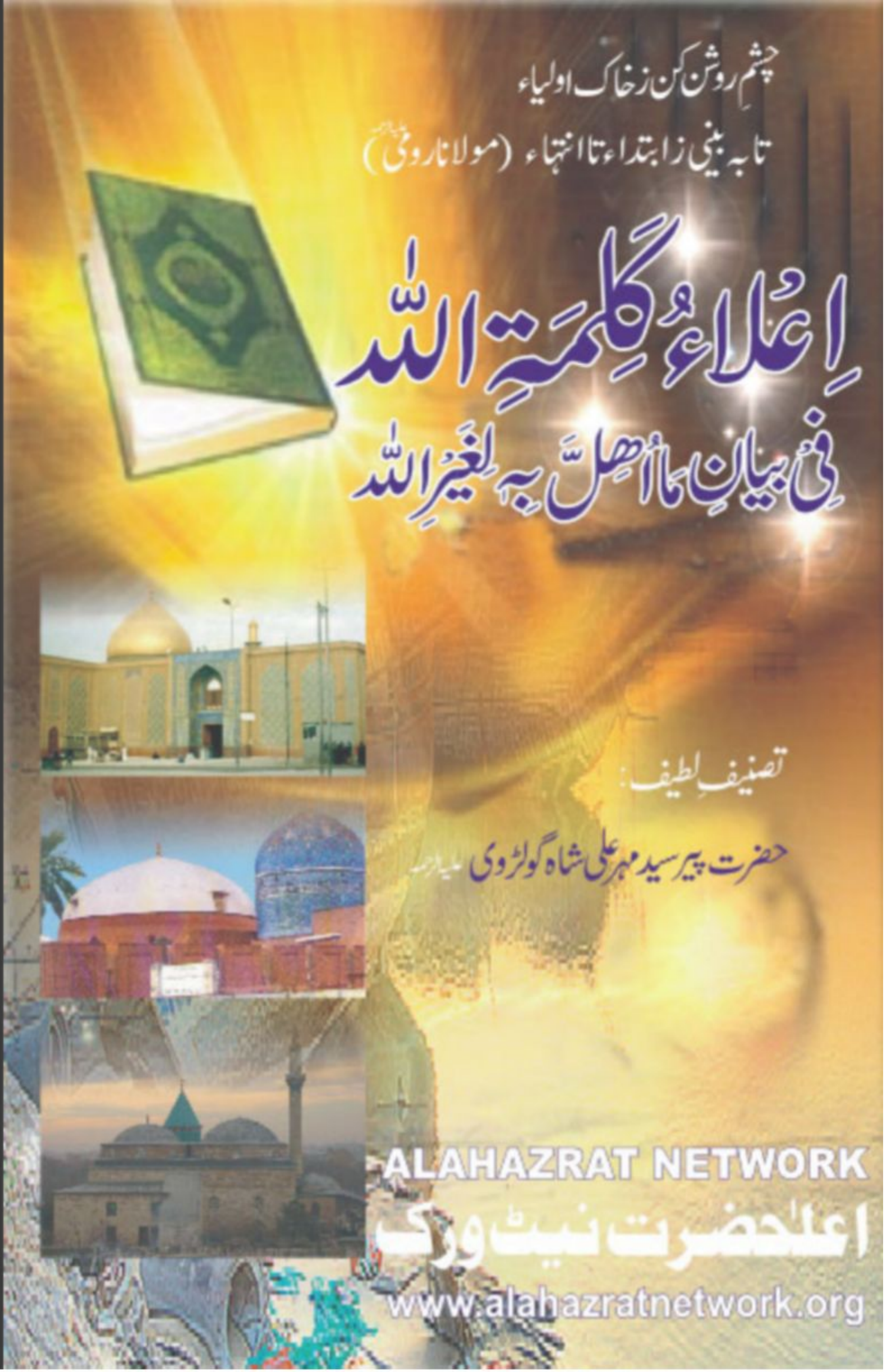

تکفیر کے لیے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر

اُصولِ تکفیر

جدید ایڈیشن مع اضافات

مصنف

شیخ المشائخ، پیر طریقت رہبر شریعت

پیر محمد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور شہر، پاکستان

گلف پبلشرز

Click For More Books

اہل علم جانتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں "مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ " کا مصداق "مَالَا يُدْرَكُ بِالْحَوَاسِ وَلَابِبَدَاهَتِ الْعَقْلِ " کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے جو علم غیب کا لغوی مفہوم ہے جس کو "عِلْمُ مَا غَابَ عَنِ الْحَوَاسِ وَبَدَاهَتِ الْعَقْلِ " بھی کہا جا سکتا ہے۔

"عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ○ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ○ لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا "(۱)

کون سا اہل علم ہو سکتا ہے جو اس آیت کریمہ کے مطابق مقام مدح میں اللہ تعالیٰ کی مراد اس عالم الغیب سے شرعی مفہوم کے سوا کچھ اور کہہ سکے یا علمِ غیب کے لغوی مفہوم کی طرف اس کا ذہن جا سکے۔ یہی حال حدیث کے حوالہ سے بھی ہے کہ جہاں جہاں ذوات قدسیہ انبیاء و مرسلین اور ان کے متبعین کے لیے علمِ غیب کا ثبوت آیا ہے وہ علمِ غیب کے لغوی مفہوم پر محمول ہیں اور جہاں پر غیر اللہ سے علمِ غیب کی نفی مذکور ہوئی ہے وہیں پر علم غیب کے منقول شرعی والا مفہوم معتبر ہے۔ سلف صالحین کے طبقہ مفسرین سے لے کر طبقہ محدثین تک اور طبقہ فقہاء سے لے کر طبقہ عرفاء تک، جس نے بھی اس حوالہ سے کوئی کلام کیا ہے ان سب کا یہی حال ہے کہ جس نے غیر اللہ کے لیے ثابت کیا ہے اس کے لغوی مفہوم کو پیش نظر رکھ کر ایسا کیا ہے اور جنہوں نے اسے ممنوع و ناجائز ہونے کا قول کیا ہے ان کے پیش نظر اس کے شرعی مفہوم کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

---

(۱) الجن، 26تا28۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی مبارکہ میں دیوار کے پار کی آواز بھی نہیں سن سکتے تھے۔

ہاں اللہ خرقِ عادت کچھ سنا دے تو انکار نہیں۔

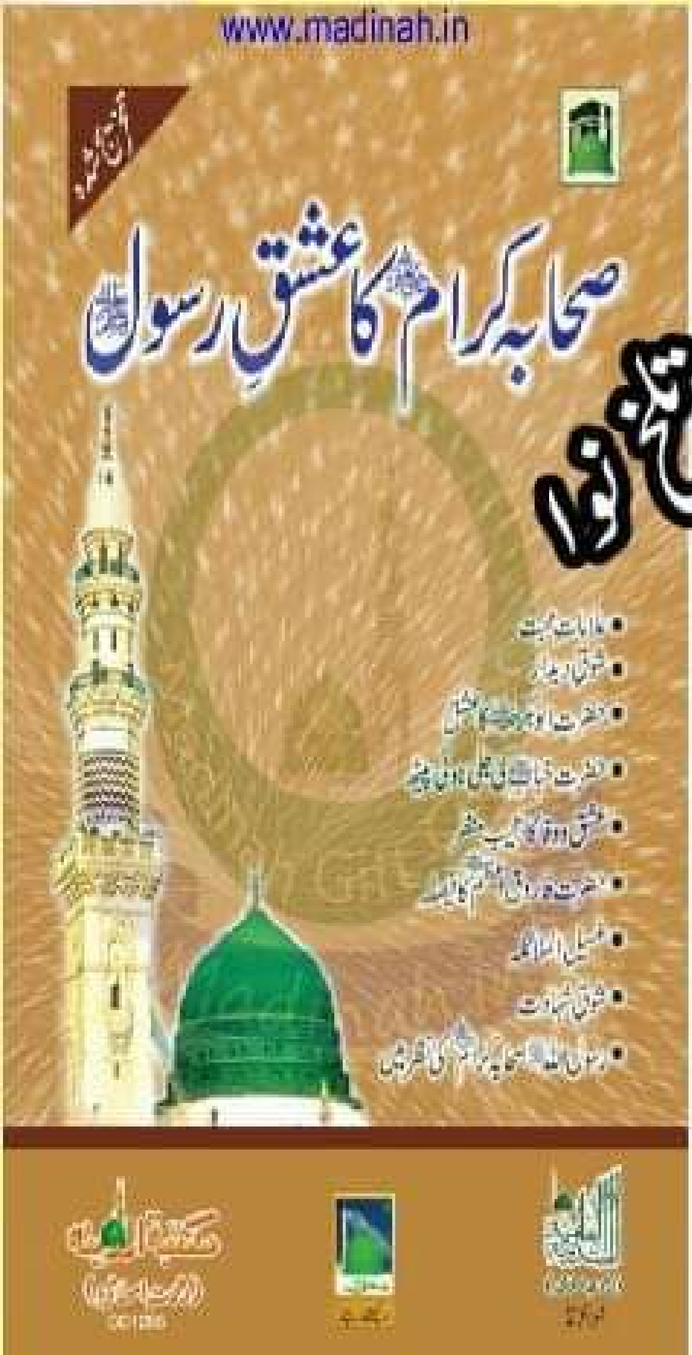

www.madinah.in

برکت حاصل کرنے کی درخواست کرتے۔

ایک بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے دعوت کی، جب چلنے لگے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض کی کہ میرے لئے دعا فرمائیے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعائے برکت اور دعائے مغفرت فرمائی۔

(سنن ابی داود، کتاب الاشربة، باب فی النفخ فی الشراب، الحدیث ۳۷۲۹، ج۳، ص۴۷۶)

ایک بار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہوکر سلام کیا۔ انہوں نے آہستہ سے جواب دیا۔ ان کے صاحبزادے نے کہا کہ رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اذن کیوں نہیں دیتے بولے چپ رہو مقصد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم پر بار بار سلام کریں۔ آپ نے دوبارہ سلام کیا، پھر اسی قسم کا جواب ملا، تیسری بار سلام کرکے آپ واپس چلے، تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے پیچھے دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ میں آپ کا سلام سنتا تھا لیکن جواب اس لئے آہستہ سے دیتا تھا کہ آپ ہم پر متعدد بار سلام کریں۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستئذان، الحدیث ۵۱۸۵، ج۴، ص۴۴۴)

محافظتِ یادگارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یادگاریں محفوظ تھیں جن کو وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

Madinah Gift Centre

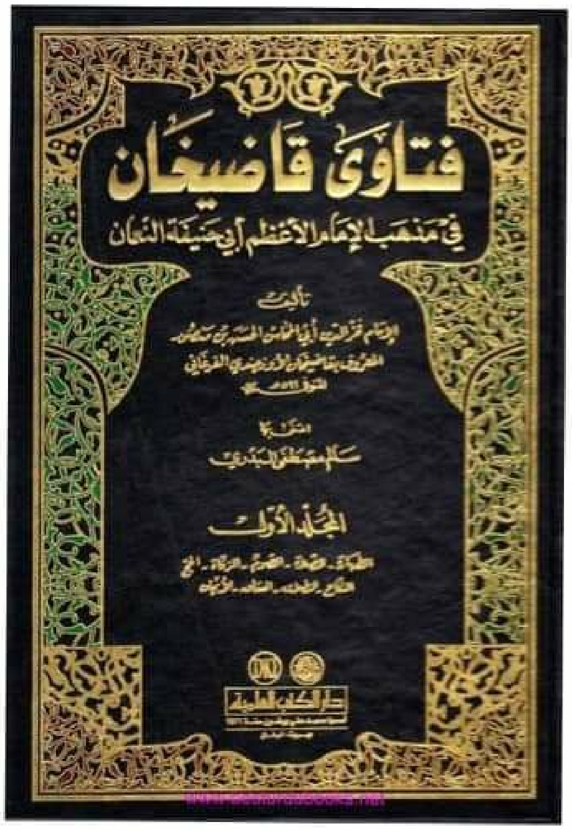

بنت ثمان سنين كانت البينة بينة المرأة، إذا زوج الرجل ابنته بشهادة السكارى وسمعوا كلام العاقدين وعرفوا جاز النكاح، وإن كانوا لا يذكرونه بعد زوال السكر. رجل تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله كان باطلاً لقوله ﷺ لا نكاح إلا بشهود وكل نكاح يكون بشهادة الله وبعضهم جعلوا ذلك كفراً لأنه يعتقد أن الرسول ﷺ يعلم الغيب وهو كفر.

رجل قال بين يدي الشهود تزوجت هذه المرأة التي في هذا البيت فقالت المرأة قبلت فسمع الشهود كلامها ولم يروا شخصها، فإن لم يكن في البيت إلا امرأة واحدة جاز وإلا فلا، وكذا لو وكلت المرأة رجلاً فسمع الشهود كلامها ولم يروا شخصها فهو على هذا الوجه، وإذا اختلف الزوجان فقال الرجل تزوجتك وأنا صغير بغير إذن الولي، وقالت المرأة تزوجتني بعد البلوغ كان القول قوله ويقول القاضي أتجيز هذا العقد فإن أجاز جاز وإن ردّ بطل، وإن دخل بها بعد البلوغ كان ذلك إجازة، الوكيل بالنكاح إذا ادعى أنه أشهد عند العقد وأنكر الموكل كان القول قول الوكيل بالنكاح وتثبت الحرمة بإقرار الموكل بنكاح الوكيل بغير شهود، إذا شهد الرجل على امرأته أنها أمة فلان المدعي فإن كانت أوفاها المهر جازت شهادته وإلا فلا.

ومن شرائط النكاح الولي وهو شرط لصحة العقد في الصغار والمجانين والمماليك واختلفوا في العاقلة البالغة إذا زوجت نفسها روى أبو سليمان عن محمد رحمه الله تعالى إن نكاحها باطل. وروى أبو حفص عنه رحمه الله تعالى إنه إن لم يكن لها ولي يجوز فإن كان لها ولي يتوقف على إجازة الولي إن أجاز جاز، وإن ردّ بطل سواء كان الزوج كفأ أو لم يكن إلا أنه إذا كان كفأ كان للقاضي أن يجدّد النكاح ولا تحل لزوجها من غير تجديد. وقال مالك والشافعي رحمهما الله تعالى لا ينعقد النكاح بعبارة النساء زوجت نفسها أو أمتها أو توكلت عن غيرها، وفي ظاهر الرواية عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى إنه يجوز النكاح بكراً كانت أو ثيباً زوجت نفسها كفأ أو غير كفء، لا إنه إذا لم يكن كفأ كان للأولياء حق الاعتراض.

وروى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى إنه يجوز النكاح إن كان كفأ وإن لم يكن كفأ لا يجوز النكاح أصلاً، واختلفت الروايات عن أبي يوسف رحمه الله تعالى والمختار في زماننا للفتوى رواية الحسن رحمه الله تعالى. قال الشيخ الإمام شمس الأئمة السرخسي رحمه الله تعالى رواية الحسن أقرب إلى الاحتياط إذ ليس كل ولي يحسن المرافعة إلى القاضي ولا كل قاض يعدل فكان الأحوط سد باب التزويج عليها من غير كفء.

وقال أبو يوسف رحمه الله تعالى الأحوط أن يجعل العقد موقوفاً على إجازة

علم غیب اللہ تبارک تعالی کے ساتھ خاص ہے :تفسیر خازن

ILME GHAIB ALLAH KE SATH KHAAS HAI.

علاء الدین علی محمد بن ابراہیمؒ بغدادی تفسیر خازن میں" قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہے کہ تنہا اللہ تبارک کی ہی ذات ہے جسے علم غیب ہے، اور وہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئیگی،

آخر ﴿إن كنتم صادقين﴾ قوله تعالى ﴿قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله﴾ نزلت في المشركين حين سألوا رسول الله ﷺ عن وقت الساعة. والمعنى أن الله هو الذي يعلم الغيب وحده ويعلم متى تقوم الساعة ﴿وما يشعرون أيان يبعثون﴾ يعني أن من في السموات وهم الملائكة ومن في الأرض وهم بنو آدم لا يعلمون متى يبعثون والله تعالى تفرد بعلم ذلك ﴿بل ادارك علمهم﴾ أي بلغ ولحق علمهم ﴿في الآخرة﴾ هو ما جهلوه في الدنيا وسقط عنهم علمه. وقيل بل علموا في الآخرة حين عاينوها ما شكوا فيه وعلموا عنه في الدنيا وهو قوله تعالى ﴿بل هم في شك منها﴾ أي هم اليوم في شك من الساعة ﴿بل هم منها عمون﴾ جمع عم وهو أعمى القلب وقيل معنى الآية أن الله أخبر عنهم إذا بعثوا يوم القيامة يستوي علمهم في الآخرة، وما وعدوا فيها من الثواب والعقاب وإن كانت علومهم مختلفة في الدنيا.

قوله تعالى ﴿وقال الذين كفروا﴾ أي مشركو مكة ﴿أإذا كنا تراباً وآباؤنا أإنا لمخرجون﴾ أي من قبورنا أحياء ﴿لقد وعدنا هذا﴾ أي هذا البعث ﴿نحن وآباؤنا من قبل﴾ أي من قبل محمد ﷺ وليس ذلك بشيء ﴿إن هذا﴾ أي ما هذا ﴿إلا أساطير الأولين﴾ أي أحاديثهم وأكاذيبهم التي كتبوها ﴿قل سيروا في الأرض فانظروا كيف كان عاقبة المجرمين ولا تحزن عليهم﴾ أي بتكذيبهم إياك وإعراضهم عنك. ﴿ولا تكن في ضيق مما يمكرون﴾ نزلت في المستهزئين الذي اقتسموا عقاب مكة ﴿ويقولون متى هذا الوعد إن كنتم صادقين قل عسى أن يكون ردف﴾ أي دنا وقرب ﴿لكم﴾ وقيل معناه ردفكم ﴿بعض الذي تستعجلون﴾ أي من العذاب فحل بهم ذلك يوم بدر. قوله عز وجل ﴿وإن ربك لذو فضل على الناس﴾ يعني على أهل مكة حيث لم يعجل لهم بالعذاب ﴿ولكن أكثرهم لا يشكرون﴾ أي ذلك ﴿وإن ربك ليعلم ما تكن صدورهم﴾ أي تخفي ﴿وما يعلنون﴾ أي من عداوة رسول الله ﷺ ﴿وما من غائبة﴾ أي من جملة غائبة من مكتوم سر وخفي أمر وشيء غائب ﴿في السماء والأرض إلا في كتاب مبين﴾ يعني في اللوح المحفوظ ﴿إن هذا القرآن يقص على بني إسرائيل﴾ أي يبين لهم ﴿أكثر الذين هم فيه يختلفون﴾ أي من أمر الدين، وذلك أن أهل الكتاب اختلفوا فيما بينهم فصاروا أحزاباً يطعن بعضهم على بعض فنزل القرآن ببيان ما اختلفوا فيه ﴿وإنه﴾ يعني القرآن ﴿لهدى ورحمة للمؤمنين إن ربك يقضي بينهم﴾ أي يفصل بينهم ويحكم بين المختلفين في الدين يوم القيامة ﴿بحكمه﴾ أي الحق ﴿وهو العزيز﴾ الممتنع الذي لا يرد له أمر ﴿العليم﴾ أي بأحوالهم فلا يخفى عليه شيء منها.

﴿فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ إِنَّكَ عَلَى ٱلْحَقِّ ٱلْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ ٱلدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا۟ مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَآ أَنتَ بِهَٰدِى ٱلْعُمْىِ عَن ضَلَٰلَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِـَٔايَٰتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ ۞ وَإِذَا وَقَعَ ٱلْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ ٱلْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ ٱلنَّاسَ كَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾﴾

﴿فتوكل على الله﴾ أي ثق به ﴿إنك على الحق المبين﴾ أي البين ﴿إنك لا تسمع الموتى﴾ يعني موتى القلوب وهم الكفار ﴿ولا تسمع الصم الدعاء، إذا ولوا مدبرين﴾ أي معرضين. فإن قلت ما معنى مدبرين والأصم لا يسمع صوتاً سواء أقبل أو أدبر؟. قلت: هو تأكيد ومبالغة وقيل: إن الأصم إذا كان حاضراً قد يسمع برفع الصوت، أو يفهم بالإشارة فإذا ولى لم يسمع ولم يفهم. ومعنى الآية إنه لفرط إعراضهم عما يدعون إليه كالميت الذي لا سبيل إلى سماعه، وكالأصم الذي لا يسمع ولا يفهم ﴿وما أنت بهادي العمي عن ضلالتهم﴾ معناه ما أنت بمرشد من أعماه الله عن الهدى وأعمى قلبه عن الإيمان ﴿إن تسمع إلا من يؤمن بآياتنا﴾ إلا من يصدق بالقرآن أنه من الله ﴿فهم مسلمون﴾ أي مخلصون. قوله تعالى: ﴿وإذا وقع القول عليهم﴾ يعني إذا وجب عليهم العذاب وقيل: إذا غضب الله عليهم وقيل إذا وجبت الحجة عليهم، وذلك أنهم لم يأمروا بالمعروف، ولم ينهوا

تفسير الخازن

المسمّى

لباب التأويل في معاني التنزيل

تأليف

علاء الدين علي بن محمد بن ابراهيم البغدادي

الشهير بالخازن

المتوفى سنة ٧٢٥ هـ

ضبطه وصححه

عبد السلام محمد علي شاهين

الجزء الثالث

المحتوى

سورة الرعد ـ سورة فاطر

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

نبی کریم کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے

فقہائے احناف کا فتویٰ

3

* تزوّجها بشهادة الله تعالى جل جلاله ورسوله عليه الصّلاة والسلام، لا ينعقدُ ويخافُ عليه الكفر، لأنه يوهمُ أنه عليه الصّلاة والسلام يعلمُ الغيبَ ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ﴾ [الأنعام: ٥٩] الآية وما أعلمَ الله تعالى لخيار عباده بالوحي أو الإلهام الحق لم يبقَ بعد الاعلام غيباً، فخرجَ عن الحصرين المستفادَين من تقديم المسند والحصر بإلا.

”اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر نکاح کیا تو نکاح سے منعقد ہی نہیں ہوا اور اس پر کفر کا خوف ہے کیونکہ اس نے یہ گمان کیا کہ نبی علم غیب جانتے ہیں حالانکہ غیب کی کنجیاں تو صرف اللہ کے پاس ہیں اور جو علم اللہ اپنے مخصوص بندوں کو وحی یا سچے الہام کے ذریعے دیتا ہے تو بتلانے کے بعد وہ غیب رہتا ہی نہیں“ [فتاویٰ بزازیہ : جلد ا۔ صفحہ ۷۹، ۸۰]

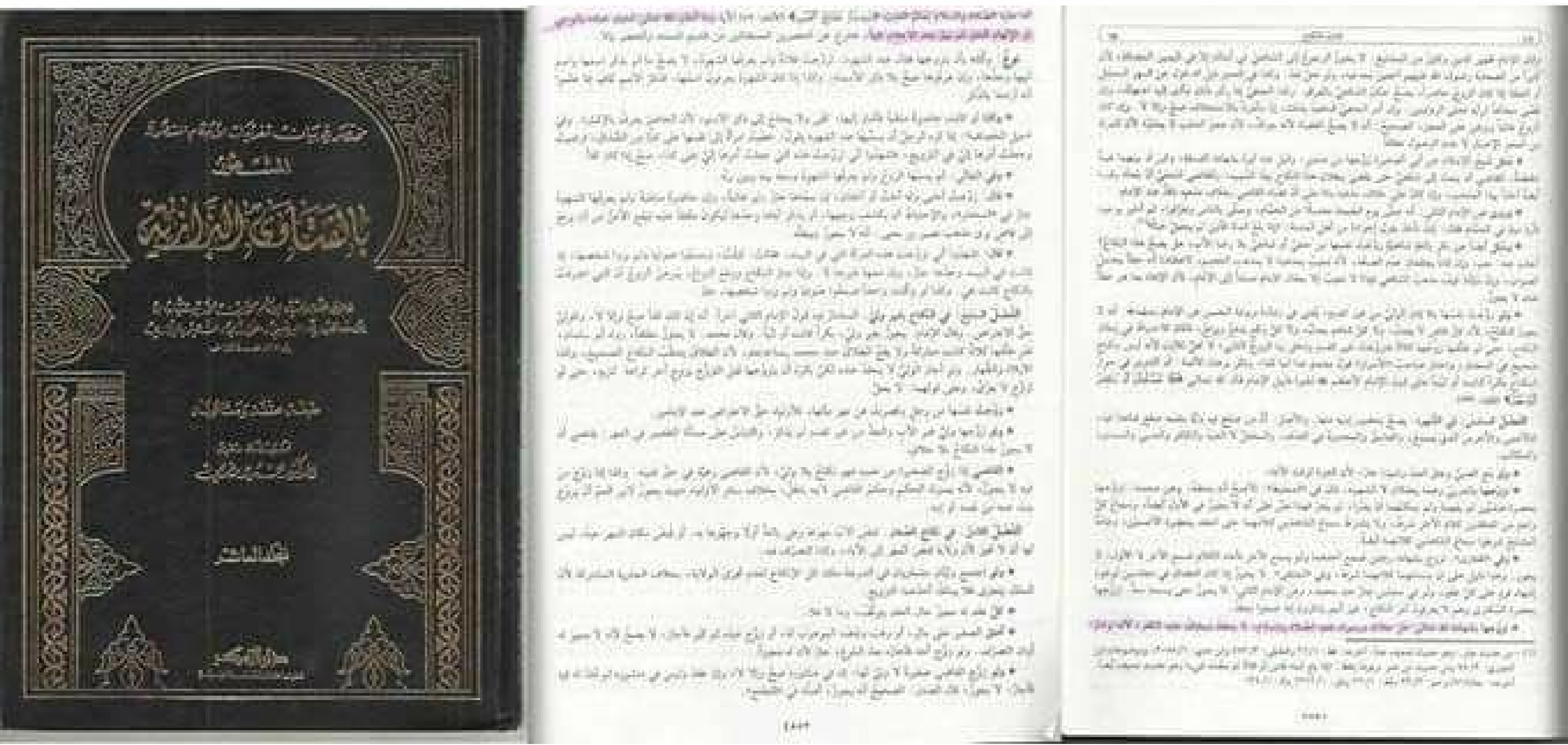

نبی کریم کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے

فقہائے احناف کا فتوی

2

• رجلٌ تزوّج امرأةً بغير شهودٍ فقال الرجلُ والمرأةُ (خدائر او بيغامبر مراكواه كرويم) قالوا: يكونُ كفراً لأنّه اعتقدَ أن رسول الله ﷺ يعلمُ الغيبَ وهو ما كان يعلمُ الغيبَ حين كان في الأحياءِ فكيفَ بعد الموت؟

"ایک شخص نے بغیر گواہوں کے ایک عورت سے نکاح کیا اور بوقت نکاح عورت کو یوں کہا ہم خدا اور اس کے پیغمبر کو گواہ بناتے ہیں تو حضرت فقہاء کرام نے فرمایا کہ اس شخص کا یہ کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہیں حالانکہ آپ اپنی زندگی میں علم غیب نہیں جانتے تھے تو وفات کے بعد بھلا علم غیب کیسے جانتے ہیں" [فتاوی قاضی خان : جلد ۳ ۔ صفحہ ۴۲۸]

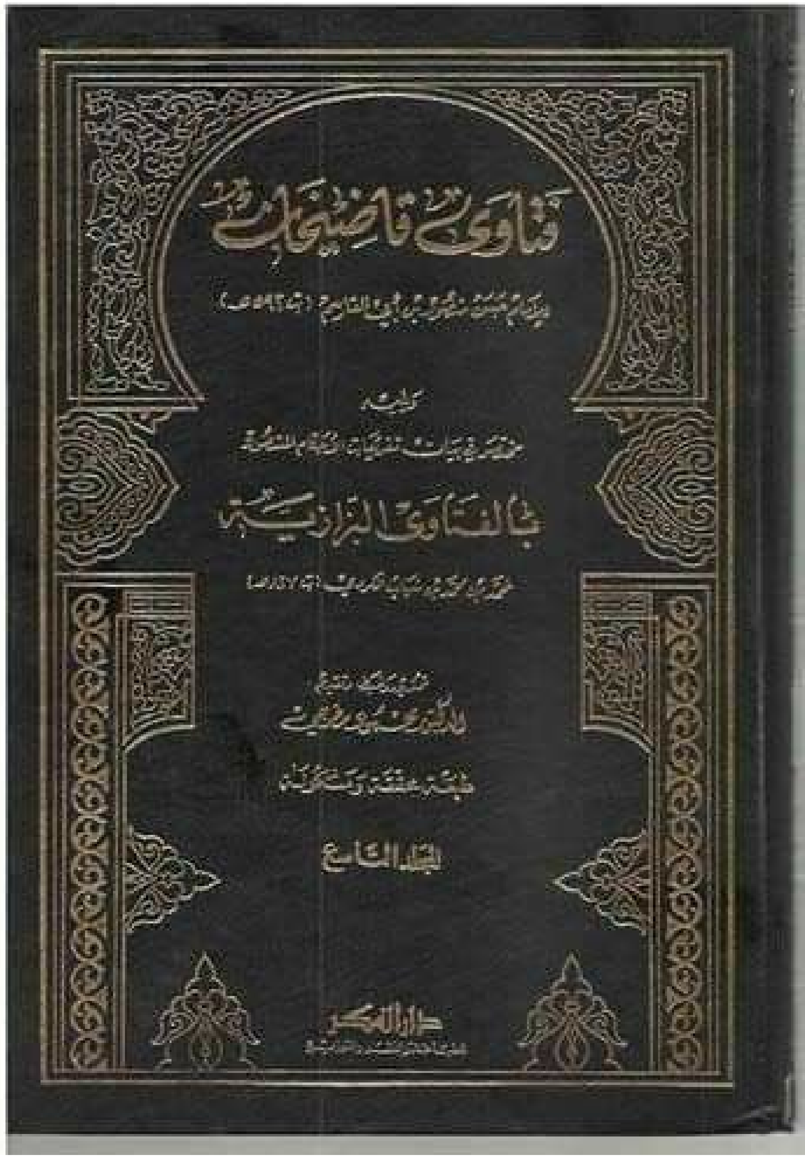

Kashf aur Hazrat Usman Radi.

وتفرَّسَني علمتُ أنه صِدِّيق(١).

وهذا عثمانُ بن عفان، دخل عليه رجل من الصحابة، وقد رأى امرأةً في الطريق، فتأمَّل محاسنها، فقال له عثمان: يدخل عليَّ أحدُكم، وأثر الزنا ظاهر على عينيه! فقلت [١٥٨ب]: أوحيٌ بعد رسول الله ﷺ؟ فقال: لا، ولكن تبصرة وبرهان وفراسة صادقة(٢).

فهذا شأن الفراسة. وهي نور يقذفه الله في القلب، فيخطر له الشيء، فيكون كما خطَر له؛ وينفُذ إلى العين، فترى ما لا يراه غيرها.

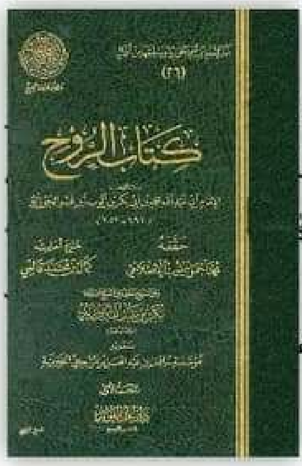

فصل

والفرق بين النصيحة والغيبة: أنَّ النصيحة ...
المسلم من مبتدع أو فتَّان أو غاشٍّ أو مفسد، فتـ...
صحبته ومعاملته والتعلُّق به. كما قال النبيُّ ﷺ ...
استشارته في نِكاح معاوية وأبي جَهْم، فقال: «أما ...
جَهم فلا يضع عصاه عن عاتقه»(٣). وقال عن بعض ...
«إذا هبطتَ بلادَ قومه فاحذَرْه(٤)»(٥).

(١) الرسالة القشيرية (٢/ ٣٩٣ _ ٣٩٤).

(٢) المصدر السابق (٢/ ٣٩٣). وانظر: مدارج السالكين (٢/ ٤٨٦).

(٣) أخرجه مسلم (١٤٨٠).

(٤) في الأصل: «فاحذروه». وكذا في (غ). والمثبت من غيرهما، وهو موافق لمصادر التخريج.

(٥) أخرجه أحمد (٢٢٤٩٢)، وأبو داود (٤٨٦١)، والبيهقي في الكبرى (١٠/ ١٢٩) وغيرهم من طريق إبراهيم بن سعد، حدثنيه ابن إسحاق، عن عيسى بن معمر، عن =

Hazrat Usmaan Rdh. Ke Paas Ek Aadmi Aaya Jiski Nigah Raste Me Kisi Aurat Par Pardgayi Thi Toh Hazrat Usmaan Rdh. Ne Farmaya: Tumme Se Koi Ek Hamaari Taraf Aata Hai Aur Uske Aankho Me Zina Ka Asar Hai , Toh Us Aadmi Ne Kaha Ke Kya Nabi SAW Ke Baad Bhi Wahi Aati Hai ,Toh Hazrat Usmaan Rdh. Ne Farmaya Nahi Lekin Basirat Aur Burhan Aur Sachi Firasat he

Kitab Rooh P-675

Kya Ab Koi Kulfi Hazrat Usman Rd ko Aalimul Gaib kahega? Ya fir Apne Imam Ibn Qayyim Rh per Fatwe Bazi karega jaisa k Fazail e Amal aur Molana Zakarriya per kiye jatey hey?

ILM-E-GAIB AUR KASHF ME FARQ

Allama Ibn Qayyim Rh Apni Kitab Rooh me Likhte hey "KASHF ILM-E-GAIB NAHI HEY" Page-670

فأخبر سبحانه أنَّ تقرُّبَ عبدِه منه يفيدهُ محبته له، فإذا أحبَّه قرُب من سمعه وبصره ويده ورجله، فسمع به، وأبصر به، وبطَش به، ومشى به. فصار قلبُه كالمرآة الصافية تبدَّى[١] فيها صوَرُ الحقائق على ما هي عليه، فلا تكاد تُخطئ له فراسة. فإن العبد إذا أبصر بالله أبصرَ الأمرَ على ما هو عليه، وإذا[٢] سمع بالله سمعه على ما هو عليه.

وليس هذا من علم الغيب، بل علَّامُ الغيوب قذَفَ الحقَّ في قلبٍ قريبٍ منه، مُستنيرٍ[٣] بنوره، غيرِ مشغولٍ بنقوس[٤] الأباطيل والخيالات والوساوس التي تمنعه من حصولِ صور[٥] الحقائق فيه. وإذا[٦] غلب على القلب النورُ فاضَ على الأركان، وبادرَ من القلب إلى العين، فيكشف بعين بصره بحسب ذلك النور.

= والمدارج (٢/ ٤١٣) وقبله شيخ الإسلام في مواضع كثيرة من كتبه. انظر مثلاً: الجواب الصحيح (٥/ ١٠٩) وجامع الرسائل (٢/ ٩٥، ٢٣٧) وجامع المسائل (١/ ٦٨، ٨٦، ٩٨)، (٢/ ٦١) ومجموع الفتاوى (٢/ ٣٤٠، ٣٧١، ٤٦٣) وغيرها؛ غير أنه صرّح في بعض المواضع بأن هذه الرواية وردت في غير الصحيح. انظر: مجموع الفتاوى (٢/ ٣٩٠) والجواب الصحيح (٣/ ٣٣٤). وقد ذكر هذه الرواية الحكيم الترمذي في نوادر الأصول (١/ ٢١٢) دون إسناد. وانظر: فتح الباري (١١/ ٣٤٤).

(١) هذا في الأصل. وفي غيره: «تبدو».

(٢) (ق، غ): «فإذا». ورسمها في الأصل محتمل.

(٣) في النسخ المطبوعة: «مستبشر»، تصحيف.

(٤) (ب، ج): «بنقوش».

(٥) (أ، غ): «صورة».

(٦) (ب، ط، ج): «فإذا».

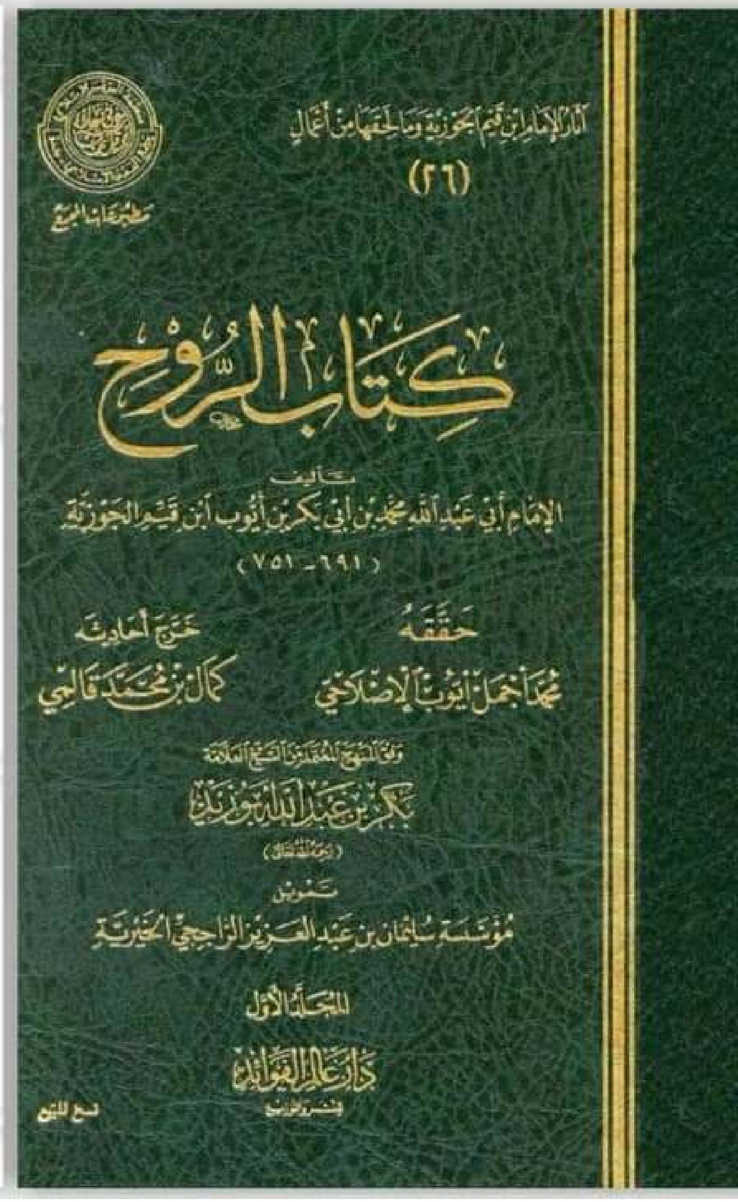

کہ اُس کے ید و عین بھی ہیں تو جسم ہی مگر نہ مثل اجسام۔ بلکہ مشابہت اجسام سے پاک و منزہ ہیں وہ گمراہ بددین کہ اللہ عزوجل کا جسم و جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد اہلسنت و جماعت سے ہے اور جو کہے کہ اللہ عزوجل کیلئے ید و عین ہیں کہ مطلقاً جسمیت سے بری و مبرّا ہیں وہ اُس کی دو صفات قدیمہ ہیں جن کی حقیقت ہم نہیں جانتے نہ اُن میں تاویل کریں وہ قطعاً مسلم سنی صحیح العقیدہ ہے اگرچہ یہ عدم تاویل کا مسئلہ اہل سنت کا خلافیہ ہے متأخرین نے تاویل اختیار کی پھر اس سے نہ یہ گمراہ ہوئے نہ وہ کہ اجرا علی المظاہر بمعنی مذکور کرتے ہیں جس کا حاصل صرف اتنا کہ اٰمنابہٖ کل من عند ربنا بعینہٖ یہی حالت **مسئلہ علم غیب** کی ہے اُس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں (۱) اللہ عزوجلّ ہی عالم بالذات ہے بے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا (۲) رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا (۳) رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں (۴) جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لئے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۂ ابلیس ہے (۵) زید و عمرو ہر بچے پاگل چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور اِن کا منکر ان میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر یہ قسم اول

بریلویوں میں کوئی سمجھدار بھی ہے یا سارے اسد گدھے کیطرح عقل سے پیدل ہیں؟؟

اسد نامی گدھے کو جب ایک حدیث پیش کی جسمیں اللہ کے نبی مبارک علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ۵ چیزوں کا علم نہیں عطا کیا گیا تو احمد رضا خان کی ذریت میں سے ایک اسد فرحان نامی گدھے نے اسکے مقابلہ میں ایک حدیث پیش کی کہ اللہ کے نبی مبارک علیہ السلام نے غزوہ میں کفار کے متعلق پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ فلاں کافر اس جگہ مریگا لہذا یہ خبر دینے والی حدیث ناسخ ہے

جواب از اہلسنت دیوبند، مشہور مفسر و محدث ابو جعفر طبریؒ فرماتے ہیں کہ اخبار نہ ناسخ ہوتی ہے نہ منسوخ تفسیر طبری ۱/۵۲۱) مشہور بریلوی غلام رسول سعیدی لکھتا ہے کہ۔جمہور علماء کے نزدیک اخبار میں نسخ کا قاعدہ نہیں چلتا (تبیان۱/۱۰۶) جب اخبار میں نسخ کا قاعدہ ہی نہیں چلتا تو اسد نامی گدھے نے اس حدیث کو جسمیں اللہ کے نبی مبارک علیہ السلام نے خبر دی تھی یہ ناسخ کس بنیاد پر بنا دی؟؟

سورة البقرة / الآية: ١٠٦ ٥٢١

إليه من خلقه، وهدايته من هدى من عباده، رحمةً منه له، ليصيِّره بها إلى رضاه ومحبته وفوزه بها بالجنة، واستحقاقه بها ثناءه. وكل ذلك رحمة من الله له.

وأما قوله: ﴿والله ذو الفضل العظيم﴾. فإنه خبرٌ من الله جل ثناؤه عن أن كل خير ناله عبادُه في دينهم ودُنياهم، فإنه من عنده ابتداءً وتفضُّلاً منه عليهم، من غير استحقاق منهم ذلك عليه.

وفي قوله: ﴿والله يختص برحمته مَنْ يشاء والله ذُو الفضْل العظيم﴾، تعريضٌ من الله تعالى ذكره بأهل الكتاب: أن الذي آتى نبيه محمداً ﷺ والمؤمنين به من الهداية، تفضُّل منه، وأنّ نعمه لا تدرك بالأماني، ولكنها مَواهبُ منه يختص بها من يشاء من خلقه.

القول في تأويل قوله تعالى: ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ ءَايَةٍ﴾.

قال أبو جعفر: يعني جل ثناؤه بقوله: ﴿ما نَنسَخْ مِنْ آيةٍ﴾: ما ننقلْ من حُكْم آية، إلى غيره فنبدِّله ونغيره. وذلك أن يحوّل الحلالَ حراماً، والحرام حلالاً، والمباح محظوراً، والمحظور مباحاً. ولا يكون ذلك إلاّ في الأمر والنهي، والحظر والإطلاق، والمنع والإباحة، فأما الأخبار، فلا يكون فيها ناسخ ولا منسوخ.

وأصل «النسخ» من «نسخ الكتاب»، وهو نقله من نُسخة إلى أخرى غيرها. فكذلك معنى «نسخ» الحكم إلى غيره، إنما هو تحويله ونقل عبارته عنه إلى غيرها. فإذا كان ذلك معنى نسخ الآية، فسواءٌ - إذا نُسخ حُكمها فغُيِّر وبُدِّل فرضها، ونُقل فرضُ العباد عن اللازم كان لهم بها - أُقِرّ خطُّها فترك، أو مُحِي أثرُها فعُفِّي ونُسي، إذْ هي حينئذٍ في كلتا حالتيها منسوخة، والحكم الحادث، المبدَل به الحكم الأول، والمنقول إليه فرضُ العباد، هو الناسخ. يقال منه: «نسخ الله آية كذا وكذا

رضاخانی بریلوی علامہ قسطلانیؒ کی عدالت میں

علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہیں کہ جنکا ایمان مضبوط نہیں ہے (یعنی منافق ہے) وہ یہ گمان کرتا ہے کہ نبوت کی صحت اس بات کو مستلزم ہے کہ نبی تمام غُیوب پر مطلع ہوجائے

(شرح البخاری قسطلانی ۱۰/۳۵۳)

الرحمن عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى يكثر الهرج قالوا وما الهرج يا رسول الله قال القتل القتل • حدثنا أبو الربيع العتكي وقتيبة بن سعيد (٣٥٣) كلاهما عن حماد بن زيد واللفظ لقتيبة حدثنا

فاذا كان في الآخر خلق الله تعالى فيهم قوة يقدرون بها على الرؤية وفي كتاب المواهب من مباحث ذلك ما يكفي (ومن حدثك انه يعلم الغيب فقد كذب) والضمير في انه يعلم للنبي صلى الله عليه وسلم لعطفه على قوله من حدثك ان محمدا وصرح به فيما أخرجه ابن خزيمة وابن حبان من طريق عبد ربه بن سعيد عن داود بن أبي هند عن الشعبي بلفظ أعظم الفرية على الله من قال ان محمدا رأى ربه وان محمدا كتم شيئا من الوحي وان محمدا يعلم ما في غد (وهو) تعالى (يقول لا يعلم الغيب الا الله) والآية قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله وجاز مثل ذلك لانه ليس الغرض القراءة ولا نقلها وقول الداودي ما أظن قوله في هذه الطريق من حدثك أن محمدا يعلم الغيب محفوظا وما أحد يدعي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلم من الغيب الا ما علمه الله متعقب بأن بعض من لم يرسخ في الايمان كان يظن ذلك حتى كان يرى أن صحة النبوة تستلزم اطلاع النبي على جميع المغيبات ففي مغازي ابن اسحق ان ناقته صلى الله عليه وسلم ضلت فقال ابن الصليت بالصاد المهملة آخره مثناة بوزن عظيم يزعم محمد أنه نبي ويخبركم عن خبر السماء وهو لا يدري أين ناقته فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان رجلا يقول كذا وكذا واني والله لا أعلم الا ما علمني الله وقد دلني الله عليها وهي في شعب كذا قد حبستها شجرة فذهبوا فجاؤا بها فأعلم صلى الله عليه وسلم أنه لا يعلم من الغيب الا ما علمه الله والغرض من الباب اثبات صفة العلم وفيه رد على المعتزلة حيث قالوا انه عالم بلا علم قال العبري وكتبهم شاهدة بتعليل عالمية الله تعالى بالعلم كما يقول به أهل السنة لكن النزاع في ان ذلك العلم المعلل به هل هو عين الذات كما يقول المعتزلة أولا كما يقول أهل السنة ثم ان علمه تعالى شامل لكل معلوم جزئيات وكليات قال تعالى أحاط بكل شيء علما أي علمه أحاط بالمعلومات كلها وقال تعالى عالم الغيب لا يعزب عنه مثقال ذرة الآية وأطبق المسلمون على انه تعالى يعلم دبيب النملة السوداء

حماد عن أيوب عن أبي قلابة عن أبي أسماء عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله زوى لي الارض فرأيت مشارقها ومغاربها وان أمتي سيبلغ ملكها ما زوي لي منها وأعطيت الكنزين الاحمر والابيض واني سألت ربي لأمتي أن لا يهلكها بسنة عامة وأن لا يسلط عليهم عدوا من سوى أنفسهم فيستبيح بيضتهم وان ربي قال يا محمد اني اذا قضيت قضاء فانه لا يرد واني أعطيتك لأمتك أن لا أهلكهم بسنة عامة ولا أسلط عليهم عدوا من سوى أنفسهم يستبيح بيضتهم ولو اجتمع عليهم من بأقطارها أو قال من بين أقطارها حتى يكون بعضهم يهلك بعضا ويسبي بعضهم بعضا • وحدثني زهير بن حرب واسحق بن ابراهيم ومحمد بن مثنى وابن بشار قال اسحق أخبرنا وقال الآخرون حدثنا معاذ بن هشام حدثني أبي عن قتادة عن أبي قلابة عن أبي أسماء

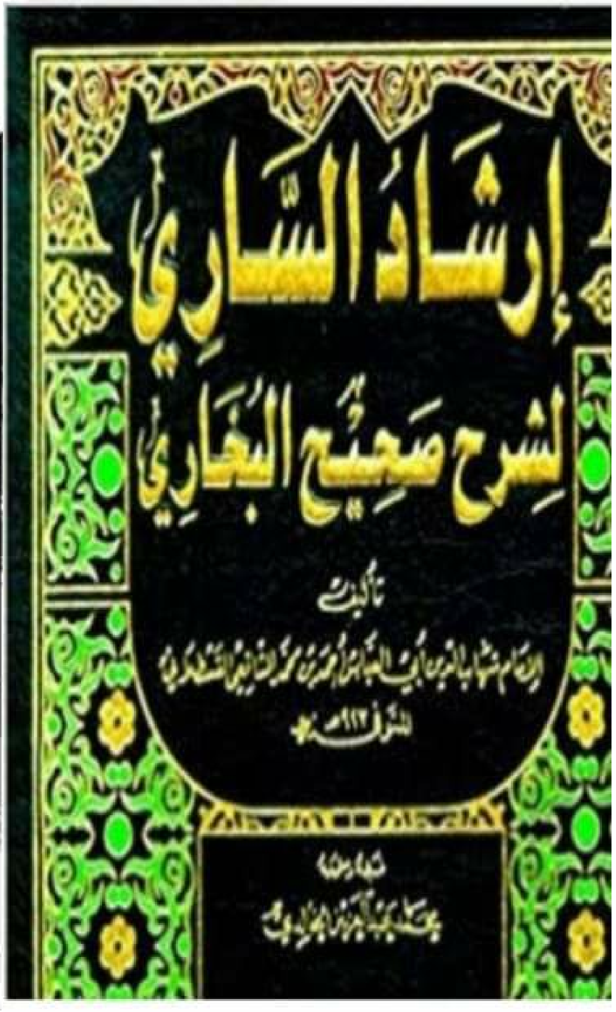

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور رسول تم کو جو احکام دیں ان کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو روکیں ان سے باز رہو

شرح صحیح مسلم

(جلد خامس)

اقضیہ، لقطہ، جہاد، امارہ

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر:

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۱۰) جمہور متکلمین اہل سنت کا یہ نظریہ ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جس کا بدن میں اس طرح حلول ہے جس طرح پانی کا پھول میں حلول ہوتا ہے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اکثر علماء اہلسنت کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روح کے علم کو مبہم رکھا ہے اور اس کو کسی پر ظاہر نہیں فرمایا حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روح کا علم نہیں ہے (علامہ عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب اور سید خلق ہیں اور آپ کا منصب اس بات سے بہت بلند ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو، آپ کو روح کا علم کیسے نہیں ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احسان فرمایا ہے وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما۔ "آپ جو کچھ بھی نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا علم دے دیا اور یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے"۔ [۱]

قاضی عیاض اور دوسرے علماء نے روح کی تعریف میں جو اقوال نقل کیے ہیں، علامہ دشتانی مالکی ان پر علامہ خطابی کا تبصرہ نقل کرتے ہیں:

یہ تمام اقوال ہیں اور لوگوں کے سنتے چلتے گمان ہیں، جن کو لوگوں نے بغیر کسی بصیرت کے بیان کیا ہے، درحقیقت روح کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قل الروح من امر ربی۔ اور تحقیق یہ ہے کہ روح ایک امر ہے جس کو جسم میں پھونک دیا جاتا ہے اور اس کو جسم سے قبض کر لیا جاتا ہے، اور یہ روح مومن بھی ہوتی ہے اور کافر بھی ہوتی ہے، عالم بھی ہوتی ہے اور جاہل بھی ہوتی ہے، خوش بھی ہوتی ہے اور غمگین بھی ہوتی ہے اس کو لذت بھی حاصل ہوتی ہے اور اذیت بھی ہوتی ہے، اور یہ تو واضح ہے کہ یہ عرض نہیں ہے کیونکہ ان معانی کا عرض کے ساتھ قیام محال ہے، اس لیے ضروری ہے کہ یہ ایک ایسا امر ہو جو قائم بنفسہ ہو اور ان اعراض اور صفات کا محل اور قابل ہو، پھر اس میں اختلاف ہے کہ یہ جواہر متحیزہ سے ہے یا غیر متحیزہ سے، لیکن عدم تحیز چونکہ اللہ تعالیٰ کا خاصا ہے اس لیے صحیح یہ ہے کہ یہ جواہر متحیزہ سے ہے نیز اہل تحقیق کا اس پر اتفاق ہے کہ روح حادث ہے کیونکہ ارواح متغیر ہوتی ہیں اور ہر متغیر حادث ہوتا ہے اور قدیم صرف اللہ عزوجل کی ذات اور صفات ہیں۔ [۲]

علامہ سید آلوسی حنفی روح کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ خفاجی نے یہ کہا ہے کہ روح کی کنہ ممکن ہے بر خلاف اللہ عزوجل کی کنہ کے، اور کشف میں ہے کہ روح کو جاننے کی سبیل یہ ہے کہ دل کی آنکھوں میں اللہ عزوجل کے کلام کا سرمہ لگا کر اس نا واقفیت کے پردے ہٹا دیے جائیں سو جن کے دلوں کی آنکھوں میں یہ سرمہ ہے ان کے لیے روح بالکل واضح ہے، اور جو اس سے محروم ہیں ان کے لیے روح مخفی ہے، لیکن اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا گیا اور آپ کو روح کا علم نہیں تھا اس کی تاویل یہ ہے کہ جو

[۱] علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۰۱ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۳۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کے متعلق علم سیکھنا فرض ہے۔
(فتاوی شامی جلد ۱ ص ۱۰۷)

کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب

اللہ عزوجل کو "اوپر والا" کہنا کیسا؟ 109
"فلاں اللہ کو پیارا ہو گیا" کہنا کیسا؟ 129
رشوت کو ھٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ کہنا کیسا؟ 180
کیا اہلِ عرب کو برا بھلا کہنا کفر ہے 290
"جھوٹ بولا تو کیا برا کیا!" کہنا کیسا؟ 390
"آج نماز کی چھٹی ہے" کہنا کیسا؟ 503
کافر کو مسلمان کرنے کا طریقہ 551
تجدید ایمان کا طریقہ 621

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

جن غیب سے بڑے (یعنی مکمل طور پر) جاہل ہیں۔ ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ جن کو علم غیب ہے یہ) **کفر** ہے۔ (فتاوی افریقہ، ص ۱۷۸) جنات کو ایک سال تک حضرت سیِّدُنا سُلیمان علیٰ نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی وفات ظاہری کا علم نہ ہو سکا۔ چنانچہ اللّٰہُ عالِمُ الْغَیب جلَّ جلالہٗ کی سچی کتاب قرانِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۱۴﴾

(پ ۲۲، سبا ۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر جب سلیمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) زمین پر آیا، جنوں کی حقیقت کھل گئی۔ اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جنات علمِ غیب نہیں جانتے۔

وفاتِ سُلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکایت

سوال: اس آیتِ کریمہ میں حضرت سیِّدُنا سُلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور جنات کے جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اگر وہ بھی

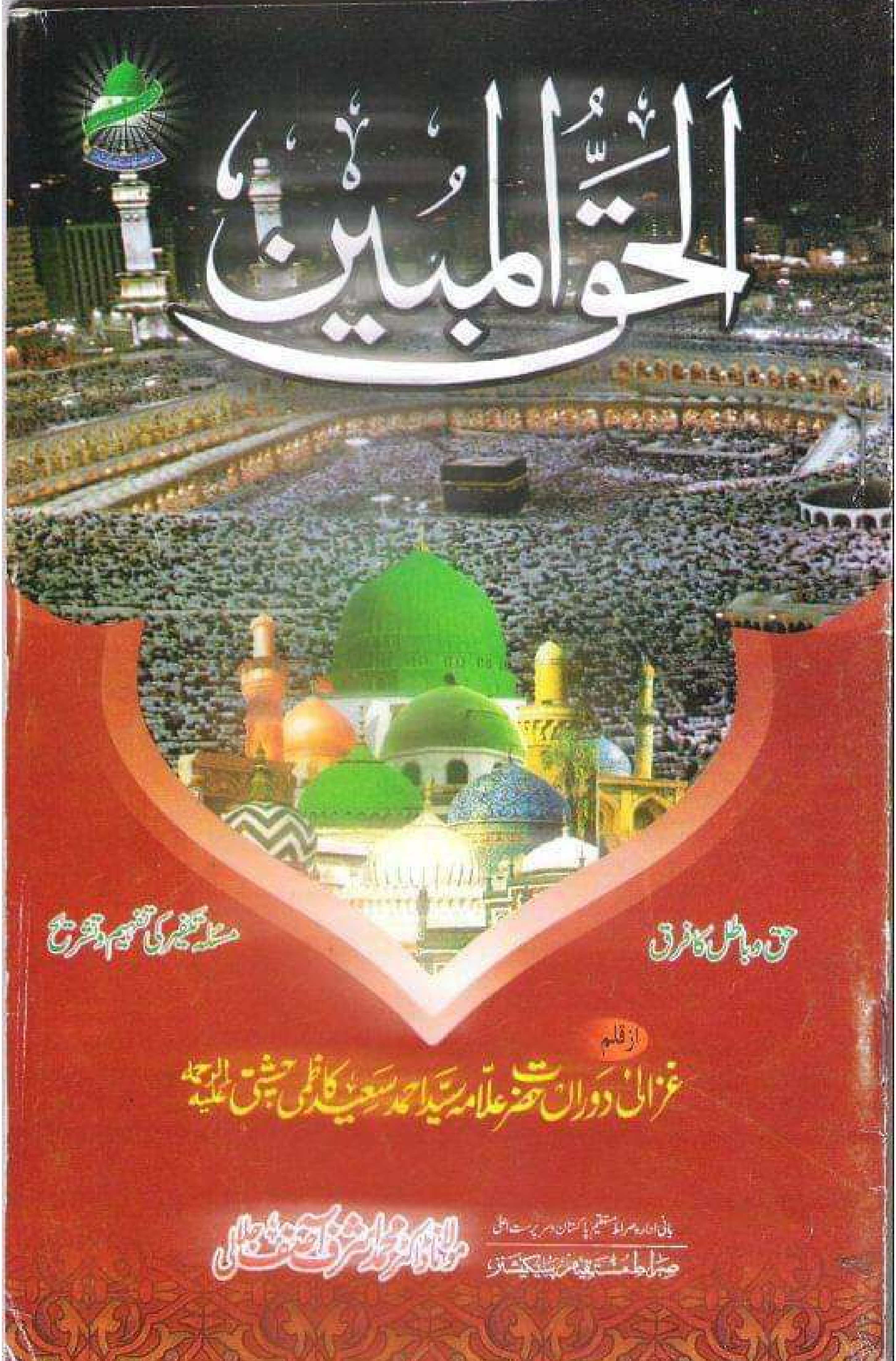
الحق المبین
مسئلہ تکفیر کی تفہیم و تشریح
حق و باطل کا فرق
از قلم
غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی چشتی علیہ الرحمہ
مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

ایک اور اعتراض کا جواب

حدیث شریف میں آیا ہے۔ ''انما الاعمال بالنیات''۔

یعنی عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ لہذا علمائے دیوبند کی عبارتوں میں اگرچہ کلمات توہین پائے جاتے ہیں مگر ان کی نیت توہین و تنقیص کی نہیں اس لیے ان پر حکم کفر عائد نہیں ہو سکتا۔

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ حدیث کا مفاد صرف اتنا ہے کہ کسی نیک عمل کا ثواب نیت ثواب کے بغیر نہیں ملتا۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر عمل میں نیت معتبر ہے اگر ایسا ہو تو کفر والحاد اور توہین و تنقیص نبوت کا دروازہ کھل جائے گا۔ ہر دریدہ دہن بے باک جو چاہے گا کہتا پھرے گا۔ جب گرفت ہوگی تو صاف کہہ دے گا کہ میری نیت توہین کی نہ تھی۔ واضح رہے کہ لفظ صریح میں جیسے تاویل نہیں ہو سکتی ایسے ہی نیت کا عذر بھی اس میں قابل قبول نہیں ہوتا۔

اکفار الملحدین ص ۷۳ پر مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں۔

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواہر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ۔

''کفر کے حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے قصد و نیت اور قرائن حال پر نہیں''

نیز اسی اکفار الملحدین کے ص ۸۶ پر ہے:

وقد ذکر العلماء ان التہور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر۔

''علما نے فرمایا ہے کہ انبیا علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ ہو''

توہین کا تعلق عرف عام اور محاورات اہل زبان سے ہوتا ہے

بعض لوگ کلمات توہین کے معنی میں قسم قسم کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اگر کسی تاویل سے معنی مستقیم بھی ہو جائیں اور اس کے باوجود عرف عام

یہ بریلویوں کی معتبر کتاب ہے-----
مولانا عبدالحی لکھنوی صاحب-----
علم غیب اور حاضر ناظر کا غیر اللہ کے
لے----- انکار کر رہے ہے

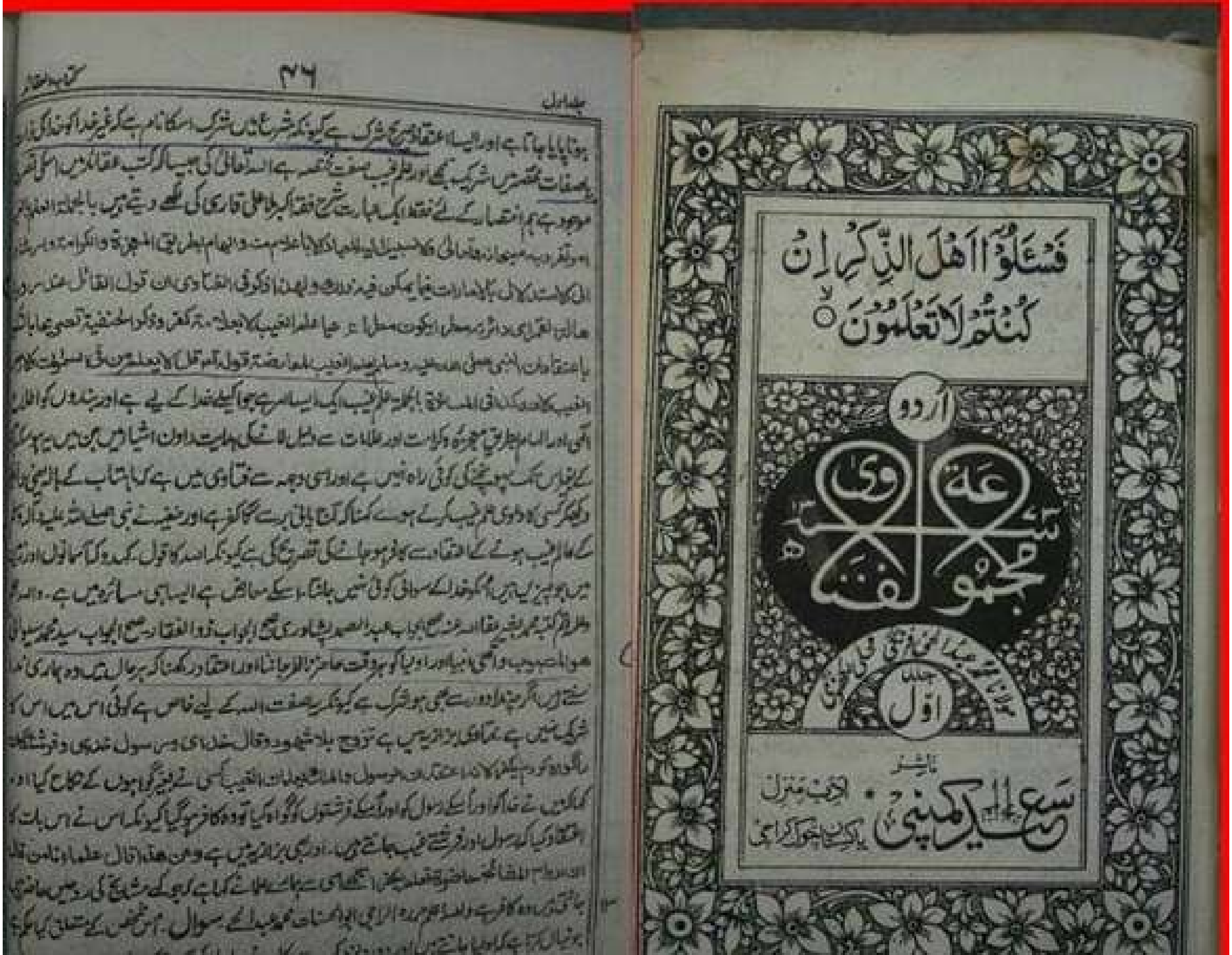

Photex

الیاس عطاری عرف بپا جانی لکھتے ہیں کہ جن کیلئے علم غیب ماننا کفر ہے۔ مفتی احمد یار اپنی تفسیر نور العرفان میں لکھتے ہیں: "رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا" اب شیطان بھی جن ہے لہٰذا بپاجانی الیاس عطاری کے فتوے سے مفتی احمد یار خان کافر ہوا

جن غیب سے بری (یعنی مکمل طور پر) **جاہل ہیں**۔ ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً **حرام** اور ان کی غیب دانی کا اِعتقاد ہو تو (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ جن کو علم غیب ہے یہ) **کفر** ہے۔ (فتاوٰی افریقہ ص ۱۷۸) جنّات کو ایک سال تک **حضرت سیّدُنا سُلیمان** علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیہِ الصّلٰوۃُ وَالسّلام کی وفاتِ ظاہری کا علم نہ ہوسکا۔ چنانچہ اللہ عالِمُ الغَیب جلّ جلالُہٗ کی سچّی کتاب قرانِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۱۴﴾

(پ ۲۲ سبا ۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر جب سلیمان (علیہ الصّلٰوۃ والسّلام) زمین پر آیا، جنّوں کی حقیقت کُھل گئی۔ اگر غیب جانتے ہوتے تو اِس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ **جنّات** علمِ غیب نہیں جانتے۔

وفاتِ سُلَیمان عَلَیہِ الصّلٰوۃ والسّلام کی حِکایت

سُوال: اِس آیتِ کریمہ میں **حضرتِ سیّدُنا** ...
... السّلام اور **جنّات** کے جس واقِ...

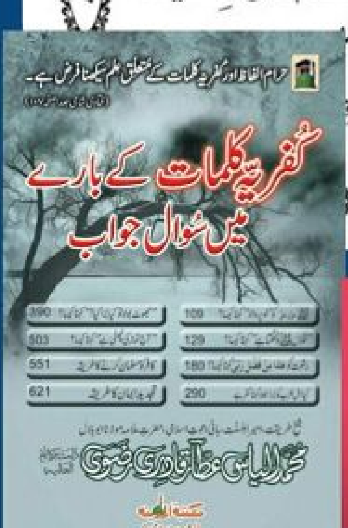

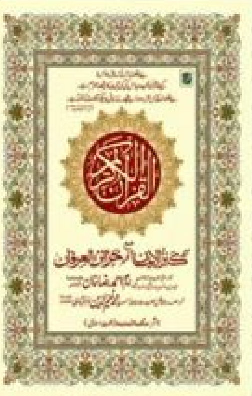

وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا
اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا
لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا
وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ
وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا
یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا
اُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا یَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِیْصًا

چاہیے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج

بریلویوں کا آپس میں کافر کافر کا ہولناک کھیل

M.Afzaal.Kaleem

تفسیر مدارک للنسفی اُردو

مدارک التنزیل وحقائق التاویل

جلد دوم

(از پارہ 11 تا 20)

تالیف:

ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی

(ت ۷۱۰ ھ)

حققہ وخرج احادیثہ
یوسف علی بدیوی

راجعہ وقدم لہ
محی الدین دیب مستو

مترجم
اُستاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدین مجلہ

فقہ حنفی کی مشہور تفسیر کا مستند اُردو ترجمہ جس میں الفاظِ قرآنی کی لغوی وشرعی تشریح کی گئی ہے۔ ہر آیت کے بارے میں قراء کرام کے اقوال عربی ضرب الامثال کا ذکر۔ ملحدین کے اعتراضات کے جوابات اور احکام قرآنی کا فقہی استنباط اور متقدمین کے اقوال سے استدلال ہے۔

مکتبۃ العلم
۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان
Ph:37211788 - 37231788

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

آپ فرما دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمینوں میں جو بھی چیزیں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور یہ لوگ علم نہیں رکھتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۣ

کہ کب زندہ کئے جائیں گے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم نیست ونابود ہو گیا، بلکہ یہ لوگ اس کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں،

بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝

بلکہ یہ اس کی طرف سے اندھے ہیں۔

۶۵: قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (آپ کہہ دیں آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے کوئی غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں جانتا)۔ نحو: مَنْ يَعْلَمُ کا فاعل ہے۔ الغیب مفعول ہے۔ اللّٰہ یہ مَن سے بدل ہے۔ الغیب۔ ھو مالم یقم علیہ دلیل اطلع علیہ مخلوق۔ وہ جس کے ثبوت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور نہ اس کی اطلاع مخلوق کو ہو۔ مطلب یہ ہے۔ لا یعلم احدٌ الغیب الا اللہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے۔ کہ وہ ان میں سے ہو جو آسمان و زمین میں ہیں۔ لیکن بنی تمیم کی لغت کے مطابق آیا ہے۔ کہ مستثنیٰ منقطع کو متصل کی جگہ لاتے ہیں اور مستثنیٰ منقطع میں نصب و بدل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ متصل میں ہوتا ہے اور وہ بولتے ہیں۔ مافی الدار احدٌ الاحمار۔

فرمان عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

جس کا یہ گمان ہو کہ وہ کل کی بات جانتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔

ایک قول یہ ہے:

یہ آیت ان مشرکین کے متعلق اتری جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کیا۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ (اور وہ نہیں جانتے)۔ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ کہ (ان کو کب اٹھایا جائے گا)۔

۶۶: بَلِ ادّٰرَكَ (بلکہ پورا ہو گیا)۔ قراءت: ادرک کی بصری یزید و مفضل نے پڑھا ہے۔ اس کا معنی پورا ہوا اور مکمل ہو الیا ہے اس صورت میں ادرکت الفاکھۃ سے لیا گیا ہے یعنی پک کر تیار ہو گیا۔ اعمش نے بل ادرک بروزن افتعل پڑھا ہے۔ دیگر قراء نے بل ادارک پڑھا جس کا معنی استحکم اور اس کی اصل تدارک ہے۔ تاء کو دال میں ادغام کیا گیا اور الف وصل کو بڑھا دیا تا کہ پڑھ سکیں۔ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (ان کا علم آخرت کے متعلق)۔ آخرت اور اس کے متعلقہ چیزوں کے متعلق۔ مطلب یہ ہے کہ

بھی ہوتا ہے۔ یہ فرمان ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا اور صاحب عوارف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
بعض آدمیوں کو خوارق عطا فرماتا ہے اور دوسروں کو نہیں دیتا۔ اور وہ صاحب خوارق سے

(۱) ولی اللہ کی ولایت کو معلوم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ولایت اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ایک نسبت ہے۔ کوئی اس پر باخبر ہو یا نہ۔ اکثر اولیاء اللہ خود اپنی ولایت سے باخبر نہیں ہوتے
دوسروں کے بارے میں کیا جانیں گے۔

...ں اور اس کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں۔ ان کا اہل عرفان
...یں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اہل اللہ ہوتے تو احوال
...وگ اس قدر خبر نہیں رکھتے تو دوسری باتیں کیسے جانیں
...ں سرکار دو عالم ﷺ کے بارے میں کہتے تھے۔ یہ نادان
...ے اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی برکات سے محروم رہتے ہیں
...ے بارے میں بہت غیرت رکھتا ہے کہ ان کو اپنے سوا کسی
...مولانا رومؒ فرماتے ہیں

...ت شعری گویم بہ از آب حیات
...ں گوید مندیش جز دیدار من

...فاعلات کیا ہیں۔ میں آب حیات سے زیادہ عمدہ شعر کہتا
...یں کوئی قافیہ سوچتا ہوں تو میرا محبوب مجھ سے کہتا ہے کہ

...مرشد سے روایت کرتے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن عربی
...رام سے بہت زیادہ کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ وفات کے
...ں ہم سے اس قدر کرامات ظاہر نہ ہوتیں۔ اگر کوئی کہے کہ
...طرح معلوم ہو کہ یہ ولی اللہ ہے؟ حضرت مجدد الف ثانیؒ

(۱) ولی اللہ کی ولایت کو معلوم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ولایت اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ایک نسبت ہے۔ کوئی اس پر باخبر ہو یا نہ۔ اکثر اولیاء اللہ خود اپنی ولایت سے باخبر نہیں ہوتے
دوسروں کے بارے میں کیا جانیں گے۔

www.maktabah.org

اللہ یجتبی الیہ من یشآء ویھدی الیہ من ینیب

بُستَانُ السَّالِکِین

ترجمہ

ارشاد الطالبین

۱۹۱۰ء

تصنیف

بیہقی زمان رموز طریقت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی مجددی نقشبندیؒ

ترجمہ: مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

ناشر
مکتبہ شیرازی محمدی سیفی
محمدیہ سیفیہ ماڈل ٹاؤن اسلام آباد

بریلیو کیا قاضی ثناء اللہ
پانی پتی کو بھی وہابی کہو گے

Photex
ض
فوراً

(۲۳۳۷۳) حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو أَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ قَالَ مُعَاوِيَةُ فِي حَدِيثِهِ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ أَنْتُمْ فَرَطُنَا وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَنَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ [صححه مسلم (۹۷۵) وابن حبان (۳۱۷۳)] [انظر: ۲۳۴۲۷]

(۲۳۳۷۳) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو یہ کہا کریں کہ مؤمنین و مسلمین کی جماعت والو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ تم سے آکر ملنے والے ہیں، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں اور ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(۲۳۳۷٤) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

(۲۳۳۷۴) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا' قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے' وہی بارش برساتا ہے' وہی جانتا ہے کہ شکم مادر میں کیا ہے؟ (خوش نصیب یا بدنصیب) کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا؟ کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس علاقے میں مرے گا؟ بیشک اللہ ہر چیز سے واقف اور باخبر ہے۔

(۲۳۳۷۵) حَدَّثَنَا زَيْدٌ هُوَ ابْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ احْتَبَسَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ مَا حَبَسَكَ قَالَ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ.

(۲۳۳۷۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کر دی' حاضر ہونے پر نبی علیہ السلام نے ان سے تاخیر کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہو۔

(۲۳۳۷٦) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي دَاوُدَ الْأَعْمَى عَنْ بُرَيْدَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

(۲۳۳۷۶) حضرت بریدہ خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کو سلام کیسے کریں' یہ بتائیے کہ آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا یوں کہا کرو، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اپنی عنایات' رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرما' جیسا کہ آل ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائیں بیشک تو قابل

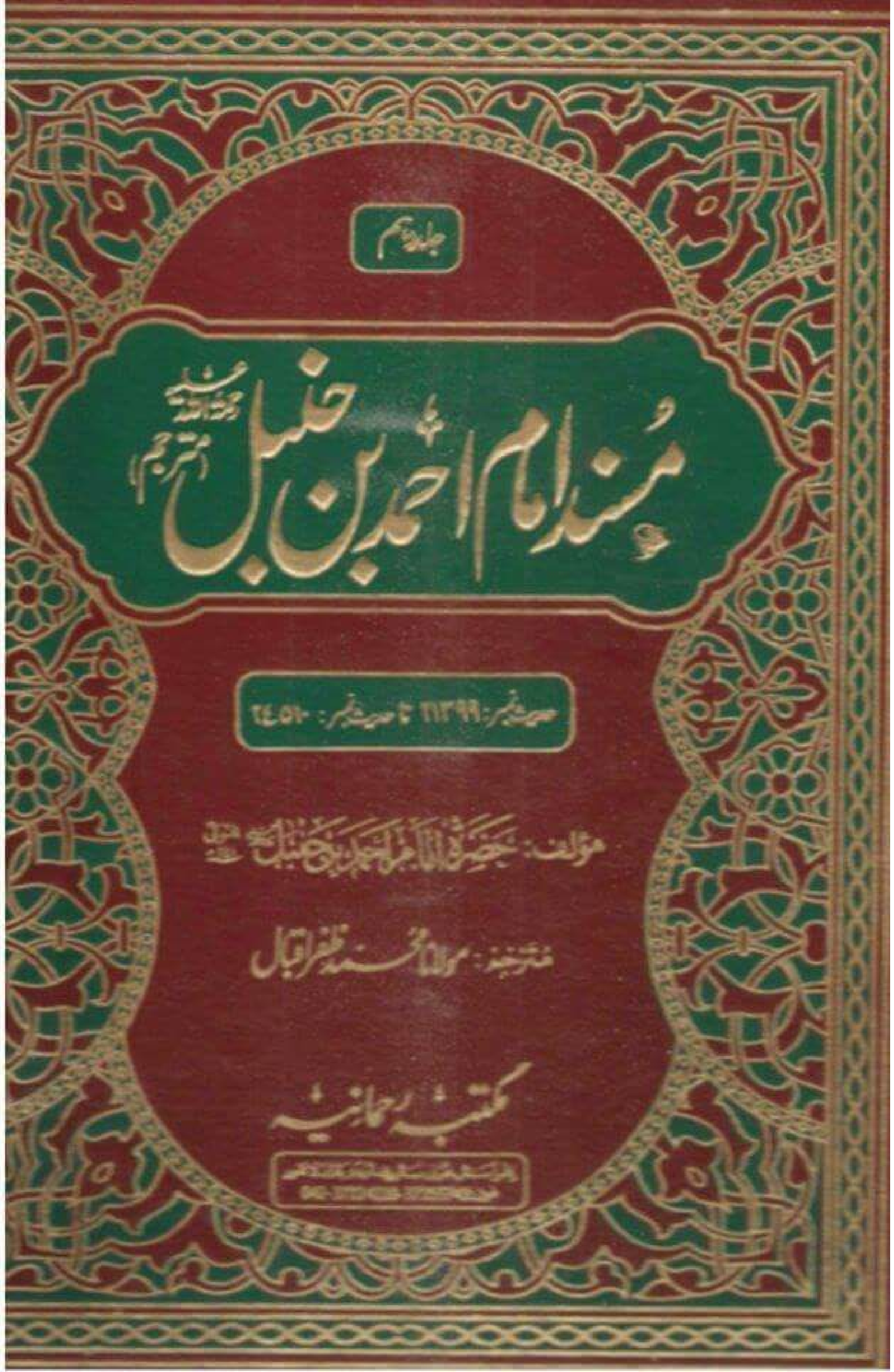

پیغمبروں کا اعتراف ہمیں غیب کا علم نہیں

۞ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا۟ لَا عِلْمَ
لَنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ الْغُيُوبِ ﴿١٠٩﴾

جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر
کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا وہ کہیں گے ہمیں
کچھ خبر نہیں تو ہی چھپی باتوں کا جاننے والا ہے
(سورہ المائدہ آیت نمبر 109)

نبی کریم کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے

فقہائے احناف کا فتویٰ

4

أحيانا وذكر الحنفية (فى فروعهم) تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبى يعلم الغيب
لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله (والله أعلم

''حضرات فقہا احناف نے صراحت کے ساتھ ایسے شخص کی تکفیر کی ہے جو نبی کریم کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا ہو کیونکہ یہ عقیدہ اللہ کے اس ارشاد کے سراسر خلاف ہے کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا'' [المسامرة شرح المسايرة: جلد ۲ ۔ صفحہ ۲۱۲]

(٢١٢)

علم بعض المسائل عدم علم المغيبات فلا يعلم النبى منها (الا ما اعلمه الله تعالى به
أحيانا وذكر الحنفية (فى فروعهم) تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبى يعلم الغيب
لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله (والله أعلم

﴿ الاصل العاشر ﴾ فى اثبات نبوة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم (نشهد أن محمدا
رسول الله أرسله الى الخلق أجمعين) بالهدى ودين الحق (خاتما النبيين وناسخا لما
قبله من الشرائع) والخلق يعنى المخلوقين لان ارساله الى من يعقل من الانس والجن
قال بعض العلماء والى الملائكة نقل ذلك الشيخ الامام أبو الحسن السبكى وصرح
الامام الرازى فى تفسير قوله تعالى تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين
نذيرا بعدم دخول الملائكة فى عموم من بعث صلى الله عليه وسلم اليهم وانا فى ذلك
بكلام أواخر الدرر اللوامع فى شرح جمع الجوامع فلراجعه من آثر الوقوف عليه
ولاثبات نبوته صلى الله عليه وسلم مسالك ذكر المصنف المشهور منها بقوله (لانه)
أى لان محمدا صلى الله عليه وسلم (ادعى النبوة) أى الرسالة عن الله (وأظهر المعجزة)

على عدم إلهية الكوكب اذ كان التغير فقد وجد قبل الافول ولا معنى
لاختصاصه به وان كان الغيبة عن البصر فيلزم فى حق الله تعالى وان كان كونه
انتقل من كمال وهو العلو الى نقصان فقد كان ناقصا عند الاشراق وأيضا
فذلك معلوم له قبل الافول أنه يافل وانه فى المشرق مسا وطالته فى المغرب
وعن قوله بل فعله كبيرهم بأنه لم يكن قاصدا لاسناد الفعل الى الصنم حتى يكون
كذبا بل قصد تنبيه على سبيل الاستهزاء بالكفار ويمكن أن يقال انه من
قبيل اسناد الفعل الى السبب لان تعظيم الكفار الصنم حمله عليه السلام
عليه وعن الاية التى فى حق يوسف عليه الصلاة والسلام انه انما كتم حريته
ولم يبينها لاستشعاره بقتل الاخوة اياه اذا أظهر ذلك وذلك جائز قبل النبوة
والله تعالى أعلم

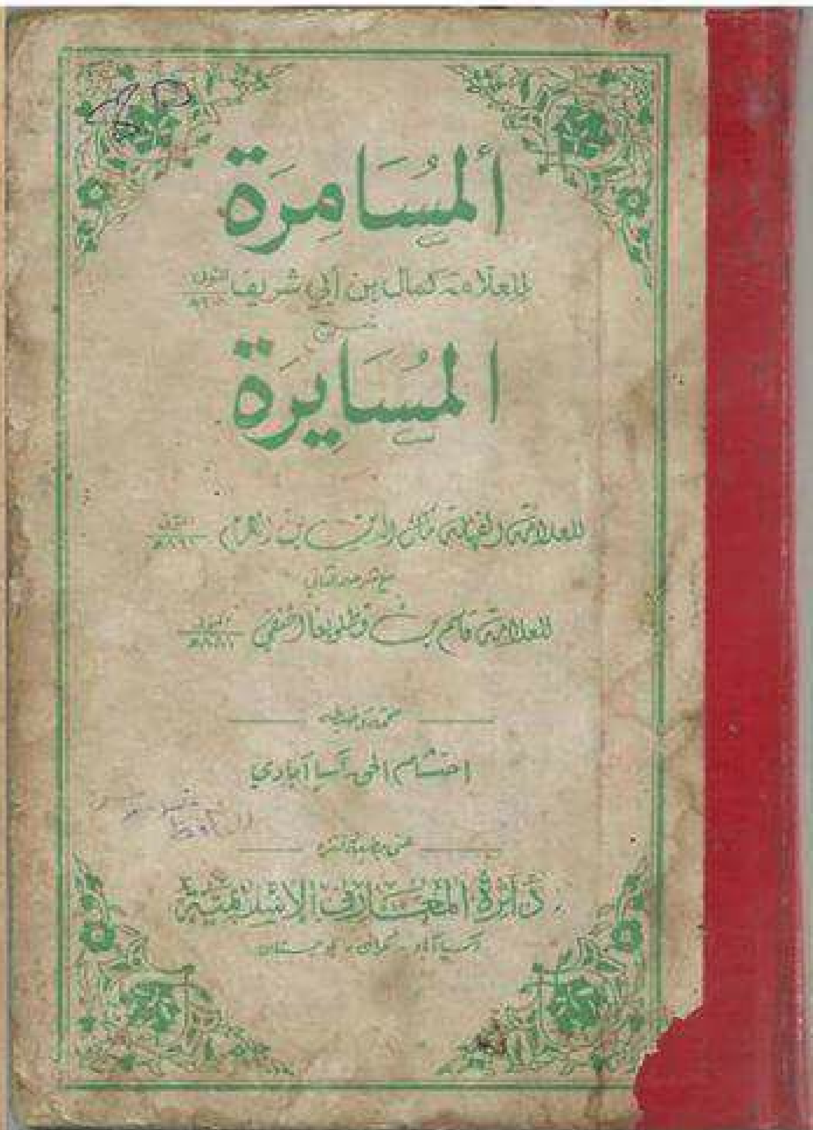

یہ کہنا درست نہیں کہ انبیاء کرام غیب جانتے ہیں بلکہ
یوں کہا جائے کے انبیا کرام کو غیب پر اطلاع ہے

(روح المعانی، ج 26، ص 10، سورۃ الاحقاف علامہ آلوسی حنفی)

روح المعاني

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتي بغداد العلامة أبي الفضل
شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء السادس والعشرون

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية بإذن من ورثة المؤلف خطا وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكري الآلوسي البغدادي ﴾
إدارة الطباعة المنيرية
دار
إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

شاكا في أنه هل هو مغفور له أم لا، ورأيه لا شك أن الأنبياء أرفع حالا من الأولياء، وقد قال الله تعالى فيهم: (ألا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون) فكيف يعتقد بقاء الرسول وهو رئيس الأنبياء وقدوة الأولياء شاكا في أنه هل هو من المغفورين أم لا، وقد يقال: المراد أيضا أنه عليه الصلاة والسلام ما يدري ذلك على التفصيل، وما ذكر لا يتعين فيه حصول العلم التفصيلي لجواز أن يكون عليه الصلاة والسلام قد أطلعه الله تعالى في مبدأ الأمر إجمالا بل في إعلامه صلى الله تعالى عليه وسلم بعد تعالى كل شخص شخص على سبيل التفصيل بأن يكون قد علم عليه الصلاة والسلام بأمر الدين ومتلاقي الآخرة على التفصيل وأمر الآخرة وكذلك ومكث لم توقف.

وفي صحيح البخاري وأخرجه الإمام أحمد. والنسائي. وابن مردويه عن أم العلاء، وكانت بايعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أنها قالت لما مات عثمان بن مظعون: رحمة الله تعالى عليك يا أبا السائب شهادتي عليك لقد أكرمك الله تعالى، فقال رسول الله عليه الصلاة والسلام: وما يدريك أن الله تعالى أكرمه؟ أما هو فقد جاءه اليقين من ربه وإني لأرجو له الخير والله ما أدري وأنا رسول الله ما يفعل بي ولا بكم، قالت أم العلاء: فوالله ما أزكي بعده أحدا، وفي رواية ابن حبان والطبراني عن زيد بن ثابت أنها قالت لما قبض طب: أبا السائب فما بك في الجنة فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: وما يدريك؟ قالت: يا رسول الله عثمان بن مظعون قال: أجل وما رأينا إلا خيرا والله ما أدري ما يصنع به، وفي رواية الطبراني: وابن مردويه عن ابن عباس أنه لما مات قالت امرأته أو امرأة: هنيئا لك ابن مظعون الجنة فنظر إليها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نظر مغضب وقال: وما يدريك؟ والله إني لرسول الله وما أدري ما يفعل الله بي فقالت: يا رسول الله صاحبك وفارسك وأنت أعلم فقال: أرجو له رحمة ربه تعالى وأخاف عليه ذنبه، لكن في هذه الرواية أن ابن عباس قال: وذلك قبل أن ينزل (ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر) وعن الضحاك المراد لا أدري ما أومر به ولا ما تؤمرون به في باب التكاليف والشرائع والجهاد ولا في الابتلاء والامتحان، والذي أختاره أن المنفي هو الدراية من غير جهة الوحي سواء كانت الدراية تفصيلية أو إجمالية وسواء كان ذلك في الأمور الدنيوية أو الأخروية وأعتقد أنه ﷺ لم ينتقل من الدنيا حتى أوتي من العلم بالله تعالى وصفاته وشئونه والعلم بأشياء يعد العلم بها كمالا ما لم يؤته أحد غيره من العالمين، ولا أعتقد فوات كمال بعدم العلم بحوادث دنيوية جزئية كعدم العلم بما يصنع زيد مثلا في بيته وما يجري عليه في يومه أو غده، ولا أرى حسنا قول القائل: إنه عليه الصلاة والسلام يعلم الغيب بل أستحسن أن يقال بدله: إنه ﷺ أطلعه الله تعالى على الغيب أو علمه سبحانه إياه أو نحو ذلك، وفي الآية رد على من ينسب لبعض الأولياء علم كل شيء من الكليات والجزئيات، وقد سمعت خطيبا على منبر المسجد الجامع المنسوب للشيخ عبد القادر الكيلاني قدس سره يوم الجمعة قال بأعلى صوت: يا باز أنت أعلم بي من نفسي، وقال لي بعض: إني لأعتقد أن الشيخ قدس سره يعلم كل شيء حتى منابت شعري، ومثل ذلك مما لا ينبغي أن يسأل رسول الله ﷺ فكيف يتسأل من سواه وقليل العبد مولاه، وفيما تقدم من الأخبار في شأن عثمان بن مظعون رد أيضا على من يقول فيمن دونه في الفضل أو من لم يبشره الصادق بالجنة والكرامة نحو ما قيل فيه، نعم ينبغي الظن الحسن في المؤمنين أحياء وأمواتا ورجاء الخير لكل منهم فالله تعالى أرحم الراحمين، هذا والظاهر أن (ما) استفهامية مرفوعة المحل بالابتداء والجملة بعدها خـ... لواحد أو اثنين، ويجوز أن تكون (ما) موصولة في مـ...

www.FaceBook.com/RazaKhaniFitna

يَعِدُهم ربُّهم مِن العذا ... نَاصِرًا وَأَقَلُّ
عَـدَدًا ﴾ ؛ أَجُنْدُ[1] اللهِ

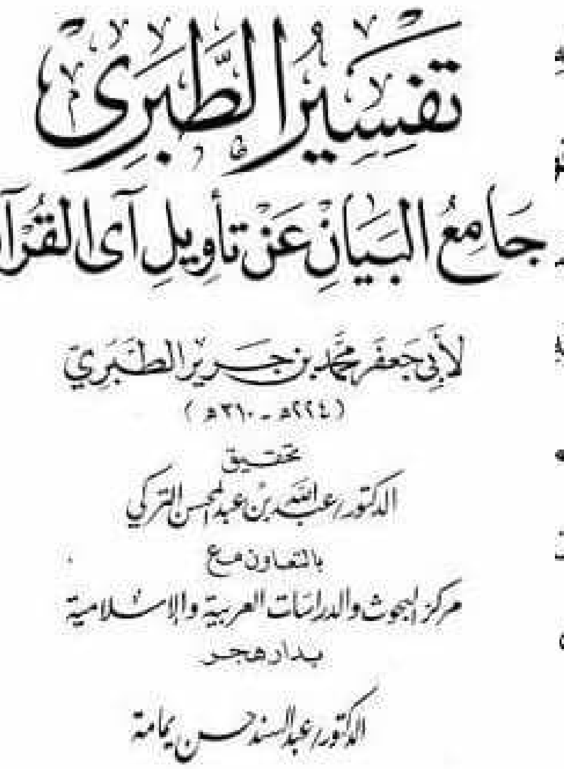

القولُ فى تأويلِ قو ... يَجْعَلُ لَهُۥ رَبِّىٓ
أَمَدًا ﴿٢٥﴾ عَـٰلِمُ ٱلْغَيْـ ... ضَىٰ مِن رَّسُولٍ
فَإِنَّهُۥ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

قال أبو جعفرٍ رحِمه ... السلامُ : قل يا
محمدُ لهؤلاء المشركين ... م به ربُّكم مِن
العذابِ وقيامِ الساعةِ ، ... معلومةٌ تَطُولُ
مدَّتُها .

وقولُه : [٤٨/٦٠و] ﴿ عَـٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ﴾ . يعنى جلَّ ذكرُه بعالمِ الغيبِ : عالمُ ما غاب عن أبصارِ خلْقِه فلم يرَوْه ، فلا يُظهِرُ على غَيْبِه أحدًا ، فيُعْلِمَه أو يُرِيَه[3] ، إلا مَن ارتضى مِن رسولٍ ، فإنه يُظهِرُه على ما شاء مِن ذلك .

وبنحوِ الذى قلنا فى ذلك قال أهلُ التأويلِ .

ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثنى عليٌّ ، قال : ثنى أبو صالحٍ ، قال : ثنى معاويةُ ، عن عليٍّ ، عن ابنِ عباسٍ قولَه : ﴿ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ﴾ . فأعلَم اللهُ سبحانَه

---

(١) فى الأصل : « جند » ، وفى ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ : « أخير » .
(٢) سقط من : ص ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ .
(٣) بعده فى ص ، م ، ت ١ : « إياه » ، وفى ت ٢ ، ت ٣ : « يراه » .

ونحوها ، حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه ، وكذلك ما ثبت من أن حذيفة ابن اليمان كان قد أخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بما يحدث من الفتن بعده حتى سأله عن ذلك أكابر الصحابة ورجعوا اليه .

وثبت في الصحيح وغيره أن عمر بن الخطاب سأله عن الفتنة التي تموج كموج البحر فقال إن بينك وبينها باباً فقال عمر هل يفتح أو يكسر؟ فقال بل يكسر ، فعلم عمر أنه الباب وأن كسره قتله كما في الحديث الصحيح المعروف أنه قيل لحذيفة هل كان عمر يعلم ذلك؟ فقال نعم كما يعلم ان دون غد الليلة .

وكذلك ما ثبت من إخباره لأبي ذر بما حدث له وإخباره لعلي بن أبي طالب بخبر ذي الثدية ونحو هذا مما يكثر تعداده ، ولو جمع لجاء منه مصنف مستقل .

واذا تقرر هذا فلا مانع من أن يختص بعض صلحاء هذه الأمة بشيء من أخبار الغيب التي أظهرها الله لرسوله صلى الله عليه وسلم وأظهرها رسوله لبعض أمته وأظهرها هذا البعض من الأمة لمن بعدهم ، فتكون كرامات الصالحين من هذا القبيل ، والكل من الفيض الرباني بواسطة الجناب النبوي ا هـ كلامه رحمة الله تعالى عليه .

قال ابن عباس « في الآية أعلم الله رسوله من الغيب الوحي وأظهر عليه مما أوحى اليهم من غيبه وما يحكم الله فإنه لا يعلم ذلك غيره » أخرجه ابن المنذر وابن مردويه .

ثم ذكر سبحانه أنه يحفظ ذلك الغيب الذي يطلع عليه الرسول فقال :

﴿ فإنه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصداً ﴾ والجملة تقرير للإظهار المستفاد من الاستثناء والمعنى أنه يجعل سبحانه بين يدي الرسول ومن خلفه حرساً من الملائكة يحرسونه من تعرض الشياطين لما أظهره عليه من الغيب ، أو يجعل بين يدي الوحي وخلفه حرساً من الملائكة يحوطونه من أن يسترقه الشياطين

فتح البيان في مقاصد القرآن

تفسير سلفي أثري خال من الإسرائيليات والجدليات المذهبية والكلامية
يغني عن جميع التفاسير ولا تغني جميعها عنه

تأليف
السيد الإمام العلامة الملك المؤيد من الله الباري
أبي الطيب صديق بن حسن بن علي الحسيني القنوجي البخاري
"١٢٤٨-١٣٠٧هـ"

عني بطبعه وقدم له وراجعه
خادم العلم
عبد الله بن إبراهيم الأنصاري

الجزء الرابع عشر

المكتبة العصرية
صيدا - بيروت

تفسير النسفي

(مدارك التنزيل وحقائق التأويل)

تأليف

أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود النسفي
« ت ٧١٠ هـ »

حققه وخرج أحاديثه
يوسف علي بديوي

راجعه وقدم له
محيي الدين ديب مستو

الجزء الثالث

دار الكلم الطيب
بيروت

قُلْ إِنْ أَدْرِيٓ أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُۥ رَبِّيٓ أَمَدًا ﴿٢٥﴾ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُۥ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا۟ رِسَٰلَٰتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَىْءٍ عَدَدًۢا ﴿٢٨﴾

---

٢٥ ـ ﴿قُلْ إِنْ أَدْرِيٓ﴾ ما أدري ﴿أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ﴾ من العذاب ﴿أَمْ يَجْعَلُ لَهُۥ رَبِّيٓ﴾ وبفتح الياء، حجازي وأبو عمرو ﴿أَمَدًا﴾ غاية بعيدة. يعني: أنكم تعذبون قطعاً، ولكن لا أدري أهو حالٌ أم مؤجل.

٢٦، ٢٧ ـ ﴿عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ﴾ خبر مبتدأ. أي: هو عالم الغيب ﴿فَلَا يُظْهِرُ﴾ فلا يطلع ﴿عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا﴾ من خلقه ﴿إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ﴾ إلا رسولاً قد ارتضاه لعلم بعض الغيب ليكون إخباره عن الغيب معجزة له. فإنه يطلعه على غيبه ما شاء. و﴿من رسول﴾ بيان لمن ارتضى. والوليّ إذا أخبر بشيء فظهر فهو غير جازم عليه، ولكنه أخبره بناءً على رؤياه أو بالفراسة. على أنّ كلّ كرامة للولي فهي معجزة للرسول. وذكر في التأويلات: قال بعضهم: في هذه الآية دلالة تكذيب المنجّمة، وليس كذلك فإنّ فيهم من يصدق خبره. وكذلك المتطبّبة يعرفون طبائع النبات، وذا لا يعرف بالتأمّل، فعلم بأنهم وقفوا على علمه من جهة رسول انقطع أثره، وبقي علمه في الخلق ﴿فَإِنَّهُۥ يَسْلُكُ﴾ يدخل ﴿مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ﴾ يدي الرسول ﴿وَمِنْ خَلْفِهِۦ رَصَدًا﴾ حفظة من الملائكة يحفظونه من الشياطين ويعصمونه من وساوسهم وتخاليطهم حتى يبلّغ الوحي.

٢٨ ـ ﴿لِّيَعْلَمَ﴾ الله ﴿أَن قَدْ أَبْلَغُوا۟﴾ أي: الرسل ﴿رِسَٰلَٰتِ رَبِّهِمْ﴾ كاملةً، بلا زيادةٍ ولا نقصان إلى المرسل إليهم. أي: ليعلم الله ذلك موجوداً حال وجوده، كما كان يعلم ذلك قبل وجوده أنه يوجد. وحّد الضمير في ﴿من بين يديه﴾ للفظ ﴿مَنِ﴾، وجمع في ﴿أبلغوا﴾ لمعناه ﴿وَأَحَاطَ﴾ الله ﴿بِمَا لَدَيْهِمْ﴾ بما عند الرسل من العلم ﴿وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَىْءٍ عَدَدًۢا﴾ من القطر، والرمل، وورق الأشجار، وزبد البحار. فكيف لا يحيط بما عند الرسل من وحيه وكلامه؟ و﴿عددا﴾ حال. أي: وعلم كلّ شيء معدوداً محصوراً. أو مصدر في معنى: إحصاء.

• • •

سے شکایت کی تھی کہ وہ گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتے۔ اس کے بعد وہ عرب کے شہسواروں اور گھوڑے پر جم کر بیٹھنے والوں میں ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سر پر آپ ﷺ نے ہاتھ پھیرا کیونکہ وہ بچپن میں چیچک زدہ تھے اور آپ ﷺ نے ان کے لئے دعائے برکت فرمائی تو وہ لوگوں میں لمبا اور خوبرو ہو گیا۔

تیسویں فصل

آپ ﷺ کو غیب پر اطلاع ہونا

انہیں معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غیوب پر مطلع فرمایا اور آئندہ ہونے والے واقعات سے باخبر کیا۔ اس باب میں احادیث کا وہ بحرِ ذخار ہے کہ کوئی اس کی گہرائی کو جان ہی نہیں سکتا اور نہ اس کا پانی ختم ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے معجزات میں سے یہ ایسا معجزہ ہے۔ جس کی قطعیت معلوم ہے اور ہم تک اس کی خبریں متواتر طریقہ سے کثرت سے پہنچی ہیں کیونکہ اس کے راوی اس کثرت سے ہیں کہ وہ اپنے معنی میں غیب پر مطلع ہونے پر متفق ہیں۔

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بالاسناد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم میں رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا تو آپ ﷺ نے کوئی چیز نہ چھوڑی جو قیامت تک اپنی جگہ ہونے والی ہو کہ اس کو آپ ﷺ نے بیان فرمایا جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ یہ میرے ساتھی ان کو جانتے ہیں بیشک اس میں سے کوئی بات ہو جاتی ہے تو میں اس کو پہچان لیتا ہوں اور یاد کر لیتا ہوں۔ جیسا کہ آدمی اس شخص کے چہرے کو جان لیتا ہے جو اس سے غائب ہو جائے۔ پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو وہ پہچان لیتا ہے۔ اس کے بعد حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نہیں جانتا کیا میرے ساتھی اسے بھول گئے ہیں یا وہ بھلا دیئے گئے ہیں۔ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک جتنے فتنہ پیدا کرنے والے قائد (لیڈر رہبر) ہوں گے کسی کو نہ چھوڑا۔ ان کی تعداد تین سو سے زائد تک پہنچتی ہے بیشک آپ ﷺ نے ان کے نام اور ان کے باپ اور ان کے قبیلہ کے نام تک بیان فرما دیئے ہیں۔

(سنن ابو داؤد جلد [illegible] صحیح بخاری کتاب القدر جلد [illegible] صحیح مسلم کتاب الفتن جلد [illegible] دلائل النبوۃ للبیہقی جلد [illegible])

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسا پرندہ تک نہ چھوڑا جو آسمان میں اپنے پر مارتا مگر آپ نے اس کو ہم سے بیان فرمایا۔ (ابو نعیم، کنز العمال، الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹)

حقوق نبی اور سیرت رسول ﷺ پر ایک مستند کتاب

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ

ترجمہ

نعیم العطاء فی حدیث المجتبیٰ

مع تخریج احادیث

جلد اول

مصنف: ابو الفضل قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم: حضرت مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ ... لاہور
Ph:7247301

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

تُحْفَةُ السَّالِكِين

ترجمہ

إِرْشَادُ الطَّالِبِين

اصل کتاب فارسی از تصنیفات [illegible] ۹۹۵ھ [illegible] بن یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ و ترجمہ اردو از مخلصے تمام

تصحیح: بندہ محمد سراج الحق مچھلی شہری غفرلہٗ

مطبع اسرار کریمی میں باہتمام عبد المجید طبع ہوا

ایک ہزار

۱۳۷۳ھ
۱۹۵۴ء

قیمت ۱۱؍

ناشر: مکتبہ جامی دراخوانہ حسن منزل الہ آباد

تاویل کرے۔ اگر ہو سکے تو عذر پر محمول کرے۔ اگر کوئی ناجائز قول اُسکے منہ سے نکل گیا ہو تو اُسکو سُکر یا مجاز[1] یا اپنے معنی نہ سمجھنے پر محمول کرے اور اگر بلا شبہ کسی گناہ ہی کا ارتکاب ہو تو بھی اُس ولی کا انکار نہ کرے گو خود اُس عمل کو ناپسند کرے۔ کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے القطب قد یزنی یعنی قطب بھی کبھی زنا کر بیٹھتا ہے۔ ماعز رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ جنسے بزور تقدیر زنا کا ارتکاب ہوگیا۔ اُن کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق بخشی۔ کہ اپنے آپ کو سنگسار کرنے کے لئے پیش کر دیا۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے جس کا شعار ہی فسق ہے۔ وہ یقیناً ولی نہیں ہے اس لئے اُس کے قول و فعل کی تاویل ضروری نہیں۔

اعتدال سے زیادہ تعظیم مذموم ہے | مسئلہ۔ جس طرح شیخ کے آداب میں کمی اور تقصیر حرام ہے۔ اسی طرح اس میں حد سے بڑھ کر زیادتی کرنا بھی بہت بُرا ہے جس سے جناب الٰہی کے آداب میں کمی لازم آتی ہے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم میں اسقدر افراط کیا ہے کہ اُنکو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے آداب میں کمی لازم آئی۔ اور رافضی لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعظیم میں افراط اختیار کی ہے چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اُن میں حلول کیا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وحی انکی طرف آئی تھی۔ اور بعض انکو اصحاب ثلٰثہ سے بہتر کہتے ہیں جس سے خداوند تعالیٰ یا رسول خدا صلعم یا اصحاب ثلاثہ کے آداب میں کمی لازم آتی۔

اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہوتا | مسئلہ۔ اولیا کو علم غیب نہیں ہوتا۔ ہاں بعض غائب چیزوں کے متعلق خرق عادات کے طور پر کشف سے یا الہام سے اُنکو علم دیا جاتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ اولیا ء کرام کو غیب کا علم ہے کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ یعنی کہہ دو اے محمد صلعم کہ میں تم کو یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں جسکو چاہوں دوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں"۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ یعنی انبیاء اور ملائکہ وغیرہم خدا کے علم کے کسی حصے کا احاطہ نہیں رکھتے۔ مگر اس کا جسقدر خدا چاہے اور اُسکا اُن کو علم بخشے۔ اور دوسری آیات اس مدعا کی شاہد ہیں۔

غیر اللہ سے مراد کا طلب کرنا کفر ہے | مسئلہ۔ اگر کوئی کہے کہ خدا اور رسول صلعم اس بات پر گواہ ہیں۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اولیاء کرام معدوم کو پیدا کرنے یا موجود کو نابود کرنے پر قادر

---

[1] مثلاً شیخ کہے کہ ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں تو اس سے حقیقی معنی مراد نہ لینے چاہئیں۔ کیونکہ اگر حقیقی معنی لئے جائیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ ایک ایسی صفت کا دعویٰ کرتا ہے جو خداوند تعالیٰ سے خاص ہے۔ بلکہ مجازی معنی لئے چاہئیں۔ اور وہ یہ کہ جن میں ایمان کی روح نہیں ہے اُن کو مجاہدہ اور ریاضت سے زندہ کر دیتے ہیں یعنی ان میں کمال ایمان اور حق الیقین کی روح ڈال دیتے ہیں۔ مترجم۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ علم غیب

خلیفہ منصور نے خواب میں ایک فرشتہ کو دیکھا اور اس سے اپنی باقی ماندہ عمر کے متعلق سوال کیا تو فرشتے نے اپنی پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا خواب کی تعبیر بتانے والوں نے خلیفہ کو تعبیر بتائی کہ آپ کی عمر یا تو پانچ سال رہ گئی، یا پانچ ماہ، یا پانچ دن، (مگر) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فرشتے کا یہ اشارہ دراصل سورہ لقمان کی ان (آخری) آیات کے متعلق ہے کہ یہ پانچ علوم ایسے ہیں کہ جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(تفسیر مدارک التنزیل: ج ۲: ص ۷۲۳)

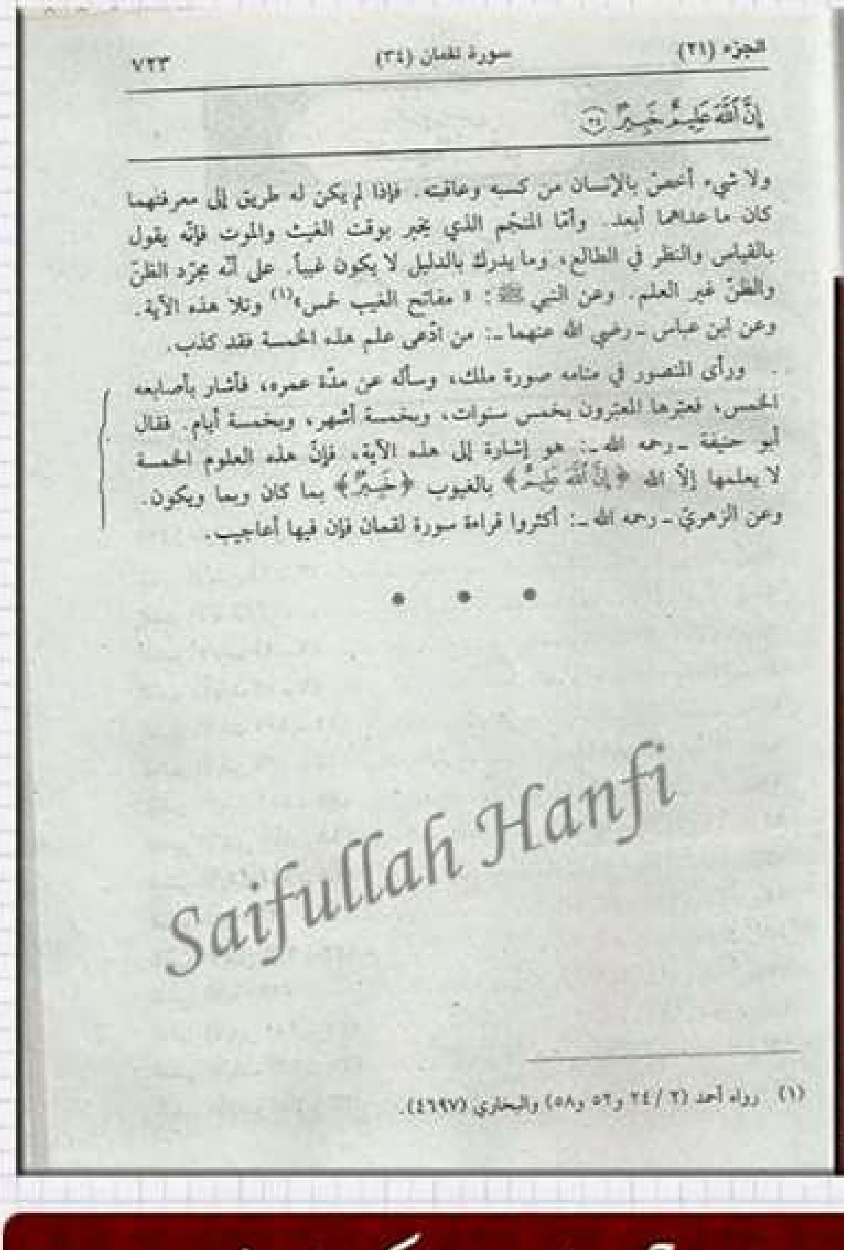

﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝﴾

ولا شيء أخص بالإنسان من كسبه وعاقبته. فإذا لم يكن له طريق إلى معرفتهما كان ما عداهما أبعد. وأما المنجم الذي يخبر بوقت الغيث والموت فإنه يقول بالقياس والنظر في الطالع، وما يدرك بالدليل لا يكون غيباً. على أنه مجرد الظن والظن غير العلم. وعن النبي ﷺ: «مفاتح الغيب خمس»[1] وتلا هذه الآية. وعن ابن عباس ـ رضي الله عنهما ـ: من ادّعى علم هذه الخمسة فقد كذب.

ورأى المنصور في منامه صورة ملك، وسأله عن مدة عمره، فأشار بأصابعه الخمس، فعبّرها المعبّرون بخمس سنوات، وبخمسة أشهر، وبخمسة أيام. فقال أبو حنيفة ـ رحمه الله ـ: هو إشارة إلى هذه الآية، فإن هذه العلوم الخمسة لا يعلمها إلا الله ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ﴾ بالغيوب ﴿خَبِيرٌ﴾ بما كان وبما يكون. وعن الزهري ـ رحمه الله ـ: أكثروا قراءة سورة لقمان فإن فيها أعاجيب.

• • •

(١) رواه أحمد (٢ / ٢٤ و٥٢ و٥٨) والبخاري (٤٦٩٧).

Saifullah Hanfi

www.RazaKhaniMazhab.com
www.HaqForum.com

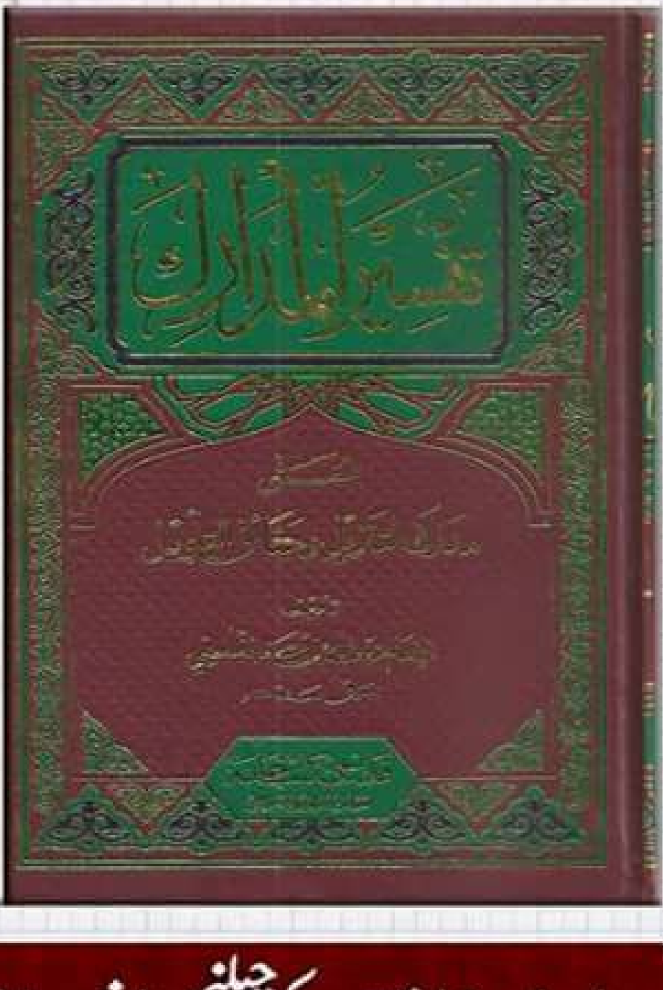

دنیائے رضا خانیت کو چیلنج اپنا خود ساختہ عقیدہ جمیع ما کان وما یکون کا اثبات امام ابو حنیفہؒ سے کر دیں اور منہ مانگا انعام وصول کریں

استمداد از عباد الرحمٰن

معہ دیگر مسائل

ملنے کا پتہ۔ غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ)

۱۳۰ سرکلر روڈ، بیرون شاہ عالمی دروازہ، لاہور

A-1
483
3002

(۸) انبیاء اور اولیاء کو عالم الغیب عطائی اور وہبی من جانب اللہ جاننا صحیح اور درست ہے۔

(یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے علم غیب عطا کیا ہے)

(۹) ندائے غیبیہ یعنی انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کو غائبانہ حاضر کرنا جائز ہے۔ مثلاً یا رسول اللہ یا علی۔ یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ۔ یا گنج بخش، یا معین الدین چشتی یا خواجہ نقشبند وغیرہم۔

(نوٹ) ہم نماز میں التحیات پڑھتے وقت [illegible] نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب حاضر کرتے ہیں۔

(السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ)

(۸) اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی مخلوق کو خواہ نبی ہو یا ولی۔ عالم الغیب جاننا کفر و شرک ہے۔ (چاہے اُسے خدا کے عطا کردہ علم سے ایسا جانا جائے)

(۹) ندائے غیبیہ یعنی غیر اللہ کو خواہ (وہ) نبی ہو یا ولی۔ لفظ یا (جو حاضر کے لئے مختص ہے) سے پکارنا شرک ہے۔

(مثلاً یا رسول اللہ۔ یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ کہنا نعوذ باللہ شرک ہے)

https://t.me/taqviyatuleemaan
https://t.me/taqviyatuleemaan

رضاخانی عقیدہ علم غیب

رضاخانی پیر مفتی محمد صادق رضوی کہتے ہیں،

اللہ تعالی سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کسی کو غیب پر مطلع نہیں کرتا،

Razakhani peer mufti Mohd sadiq razwi kahte hain.
Allah ta"ala siwaye apne pasndida rasoolon ke kisi ko ghaib par muttla nahi karta hai.

محمد طارق الندوی

اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (پ ۲۹ سورہ جن آیت ۲۶، ۲۷)

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (سورہ التکویر آیت ۲۴)

حدیث شریف: امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پھر ہم کو ابتدائے پیدائش سے لے کر جنتیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے اور دوزخیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے تک کی تمام خبریں دیں۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (بخاری شریف کتاب بدء الخلق ص ۴۵۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا	جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
اول و آخر سب کچھ جانے دیکھے بعید و قریب	غیب کی خبریں دینے والا اللہ کا وہ حبیب ﷺ

جن آیات میں علم غیب کی نفی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ ذاتی طور پر علم غیب نہیں جانتے بلکہ اللہ کی عطا سے جانتے ہیں۔ بدمذہب لوگ صرف انہی آیات (جن میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے) کا سہارا لے کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

علم غیب پر اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض نمبر ۱: علم غیب خدا کی صفت ہے اس میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔

جواب: ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر علم غیب کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ

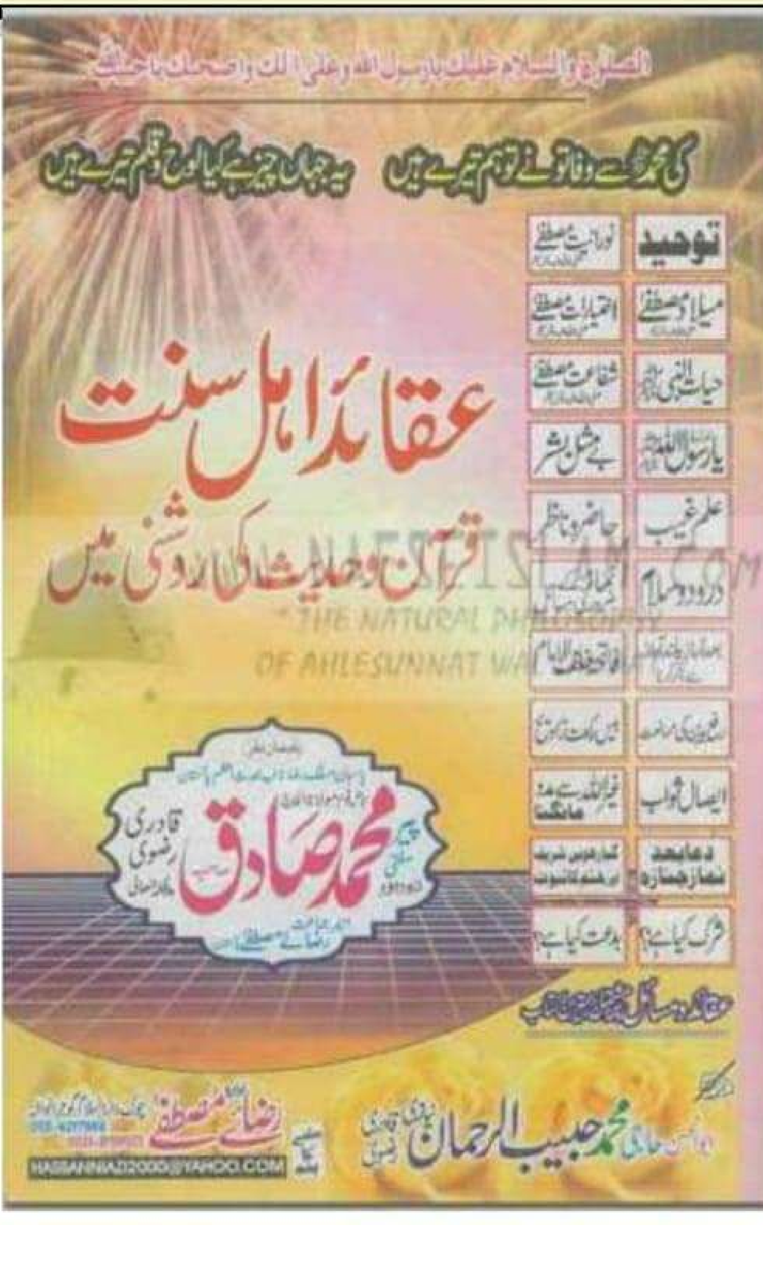

حضور علم کا ایک بحرِ ناپیدا کنار تھے اور آپؒ علمِ لدنّی کے وارث تھے۔ لہٰذا ان حقائق کی بنیاد پر بندہ کو یقین ہے کہ فتاویٰ مہریہ کا یہ فتویٰ جس میں مذکورہ بالا عربی عبارت موجود ہے، یہ حضرت اعلیٰؒ کی تحریر نہیں، بلکہ بعد کے کسی مفتی (جامع) کی تحریر ہے، جو یا تو اُس سے سہواً لکھی گئی، یا پھر اُس نے اعلیٰ حضرتؒ کو بدنام کرنے کے لیے عمداً اِس فعلِ شنیع کا ارتکاب کیا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ فتاویٰ مہریہ کا یہ فتویٰ اعلیٰ حضرتؒ کے تبرکات میں محفوظ ہے، جیسے آپؒ کے دوسرے فتوے تبرکات میں محفوظ ہیں، اِس لیے یہ اعلیٰ حضرتؒ ہی کی تحریر ہے، تو جواب یہ ہے کہ تبرکات میں تمام فتاویٰ کا محفوظ ہونا، اِس اَمر کی ہرگز دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ فتویٰ بھی آپ ہی کی تحریر ہے، اِس لیے کہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: الخطّ یشبہ الخطّ والصّوت یشبہ الصّوت یعنی خط دوسرے خط سے مماثلت رکھتا ہے اور آواز دوسری آواز کے مشابہ ہوتی ہے ہو سکتا ہے کہ کسی مفتی کا خط اعلیٰ حضرتؒ کے خط کے مشابہ ہو اور اُس مفتی نے یہ فتویٰ لکھ کر اعلیٰ حضرتؒ کی طرف منسوب کر دیا ہو۔

قارئین! غور فرمایئے کہ ایک اعلیٰ حضرتؒ قدس سرہ العزیز کی ذاتِ مقدسہ ہے جو غیر متنازعہ ہے دوسرا فتاویٰ مہریہ ہے جو آپؒ کی ذات کے برابر نہیں۔ یہ فتاویٰ آپ کے وصال کے کئی سال بعد مفتیوں نے جمع کیا، اِس میں تغیر و تبدل ہو سکتا ہے، جس کے احتمال کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ اِس فتاویٰ کی صداقت کا معیار یہ ہے کہ جو فتویٰ کتاب و سُنّت اور مستند کُتبِ احناف کے موافق ہے، وہ تسلیم کیا جائے گا کہ یہ اعلیٰ حضرتؒ کی تحریر ہے اور جو فتویٰ کتاب و سُنّت اور مستند کُتبِ احناف کے خلاف ہے، وہ تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ یہ اعلیٰ حضرتؒ کی تحریر ہے، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ کسی مفتی کی خطا یا سہواً اختیاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بندہ تمام اعتراضات فتاویٰ مہریہ کی طرف منسوب کرتا ہے، نہ کہ اعلیٰ حضرتؒ اور آپ کے فتویٰ کی طرف۔ اِس مضمون سے کسی صاحب کا رد مقصود نہیں، بلکہ حقیقی مقصد احقاقِ حق، اظہارِ حق اور اپنے پیر و مرشد قدس سرہٗ پر لگائے گئے افترا، و بہتان کو دفع کرنا ہے تو

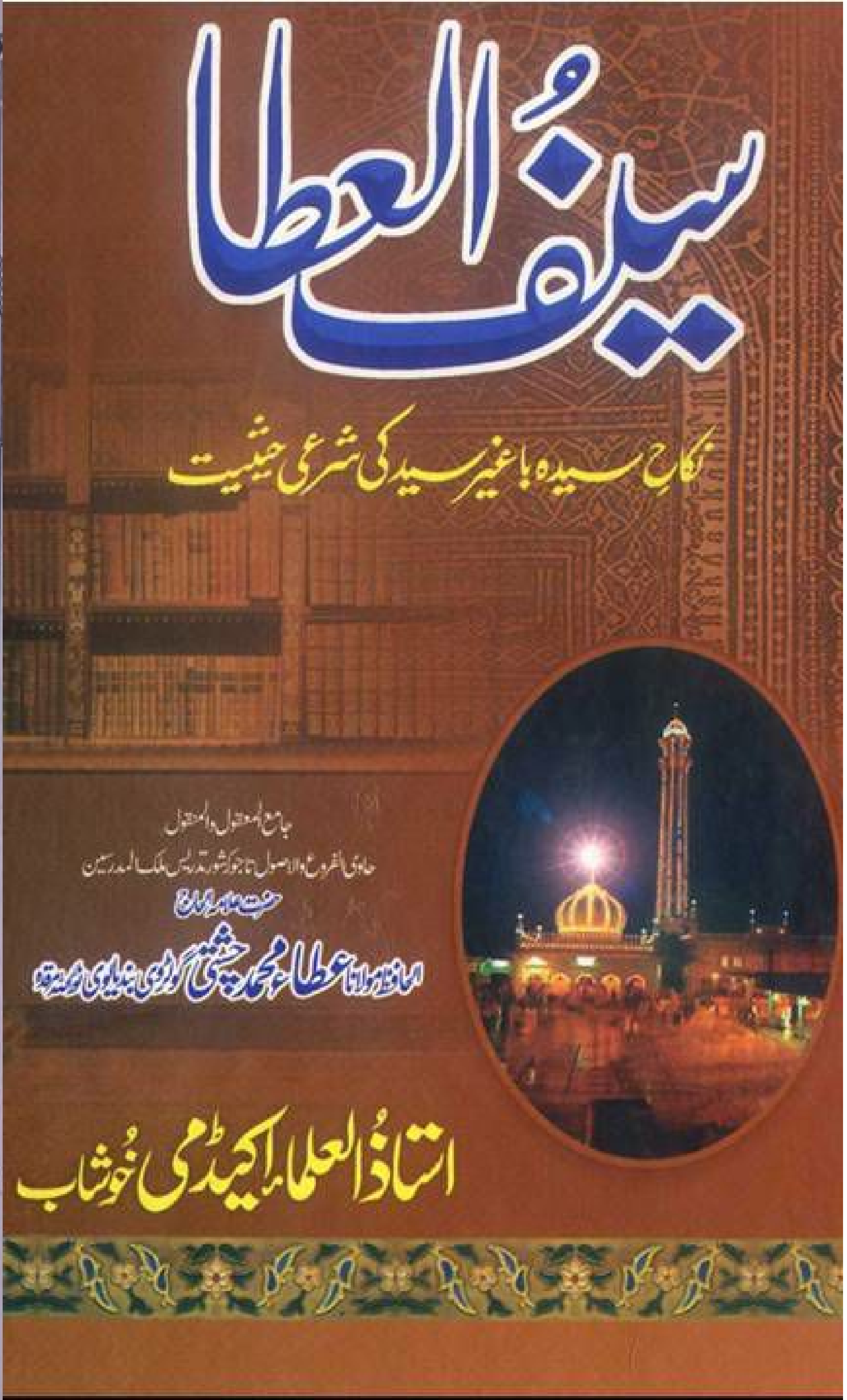

علمائے حنفیہ کا نبی ﷺ کا علم غیب ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ

ملا علی قاری الحنفی لکھتے ہیں: معلوم ہونا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی صرف انہی باتوں کو جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ان کو بتلا دے اور فقہائے حنفیہ نے اس عقیدے کو کہ "رسول اللہ ﷺ کو علم غیب تھا" صریحاً کفر قرار دیا ہے کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ کے معارض (مخالف) ہے۔ یہی بات (شیخ ابن الہمام نے) مسایرہ میں ذکر کی ہے۔

وبالجملة، فالعلم بالغيب أمر تفرّد به سبحانه ولا سبيل للعباد إليه إلّا بإعلام منه وإلهام بطريق المعجزة أو الكرامة أو إرشاد إلى الاستدلال بالأمارات فيما يمكن فيه ذلك، ولهذا ذكر في الفتاوى أن قول القائل عند رؤية هالة القمر، أي دائرته يكون مطرٌ: مدّعياً علم الغيب لا بعلامة كفر. ومن اللطائف ما حكاه بعض أرباب الظرائف أن منجّماً صلب فقيل له: هل رأيت هذا في نجمك؟ فقال: رأيت رفعة ولكن ما عرفت أنها فوق خشبة.

ثم اعلم أن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما أعلمهم الله تعالى أحياناً.

وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاده أن النبيّ عليه الصلاة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى: ﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ [النمل: ٦٥] كذا في المسايرة، [ص ٢٠٢].

٤١ ــ ومنها: ما ذكره شارح عقيدة الطحاوي عن الشيخ حافظ الدين النسفي في المنار أن القرآن اسم للنظم والمعنى جميعاً:

وكذا قال غيره من أهل الأصول. وما ينسب إلى أبي حنيفة رحمه الله: أن من قرأ في الصلاة بالفارسية أجزأه فقد رجع عنه[1] وقال: لا يجوز مع القدرة بغير العربية، وقال: لو قرأ بغير العربية؛ فإما أن يكون مجنوناً فيداوى أو زنديقاً فيقتل، لأن الله تكلم بهذه اللغة، فالإعجاز حصل بنظمه ومعناه.

---

(١) قال الإمام: لا تجوز الصلاة بالعجمية للقادر على العربية، وتجوز للعاجز عنها، قال في البحر: وهو الحق، وانظر: إعلاء السنن ٤/١٣٦، فقد ذكر أنه ﷺ أجاز للجاهل بالقرآن أن يكتفي بذكر معين ليس هو من القرآن.

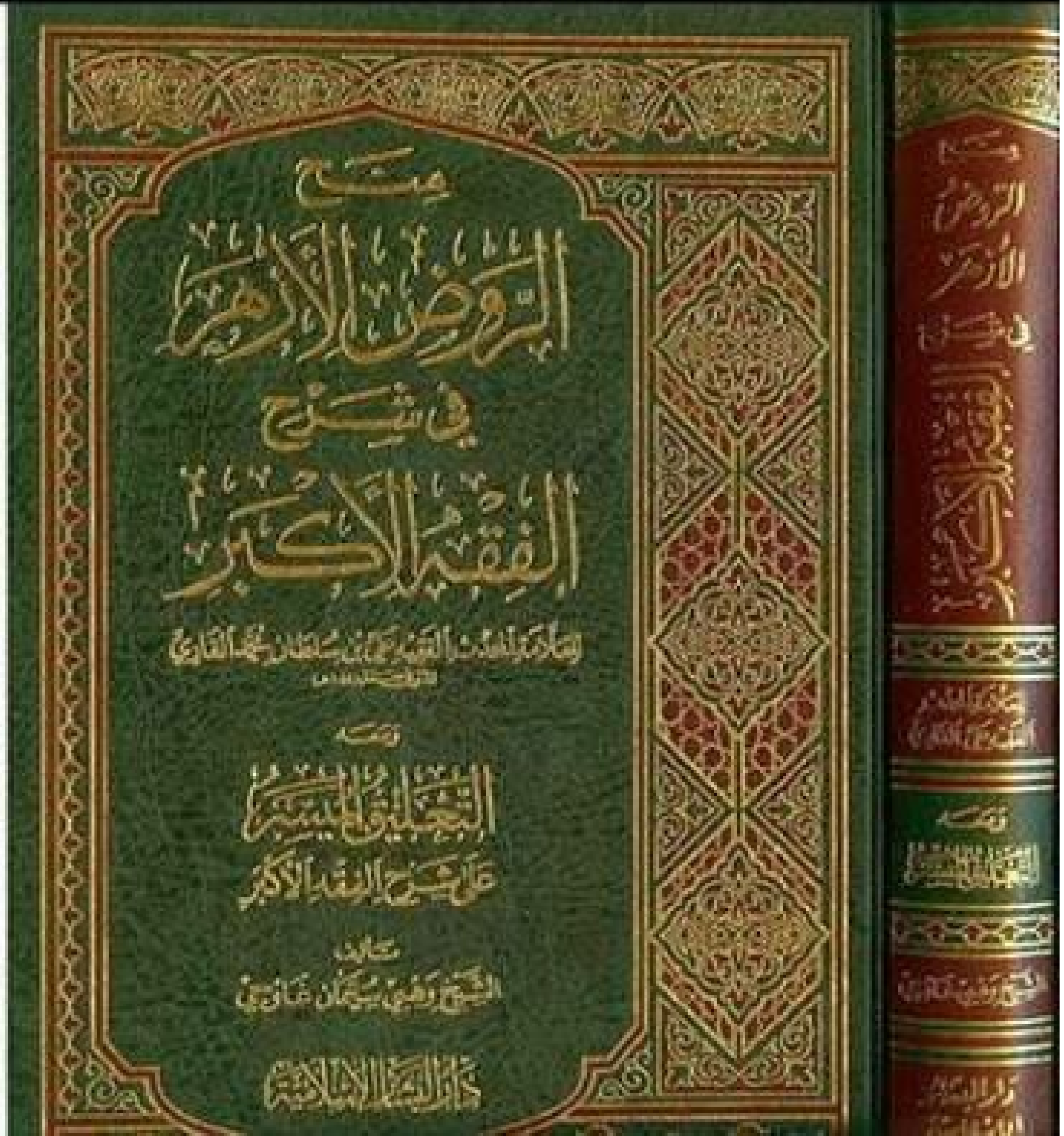

علم غیب لوازم الوہیت میں سے ہے

قارئین کرام اس سے پہلے بھی ہم متکلمین اور فقاء احناف کے کئی حوالے پیش کر چکے ہیں جس میں انہوں نے مخلوق کیلئے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہا۔ اب ہم یہاں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حوالہ پیش کر رہے ہیں جس میں وہ باطل عقائد کا ذکر کرتے ہیں ہوئے ایک عقیدہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ کسی نبی کیلئے لوازم الوہیت ثابت کرنا جیسے علم غیب۔۔

معلوم ہوا کہ اب جو مشرک لوگ انبیاء علیہم السلام کیلئے علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ ان کیلئے لوازم الوہیت ثابت کر کے ان کو اپنا "الہ" تصور کیے ہوئے ہیں

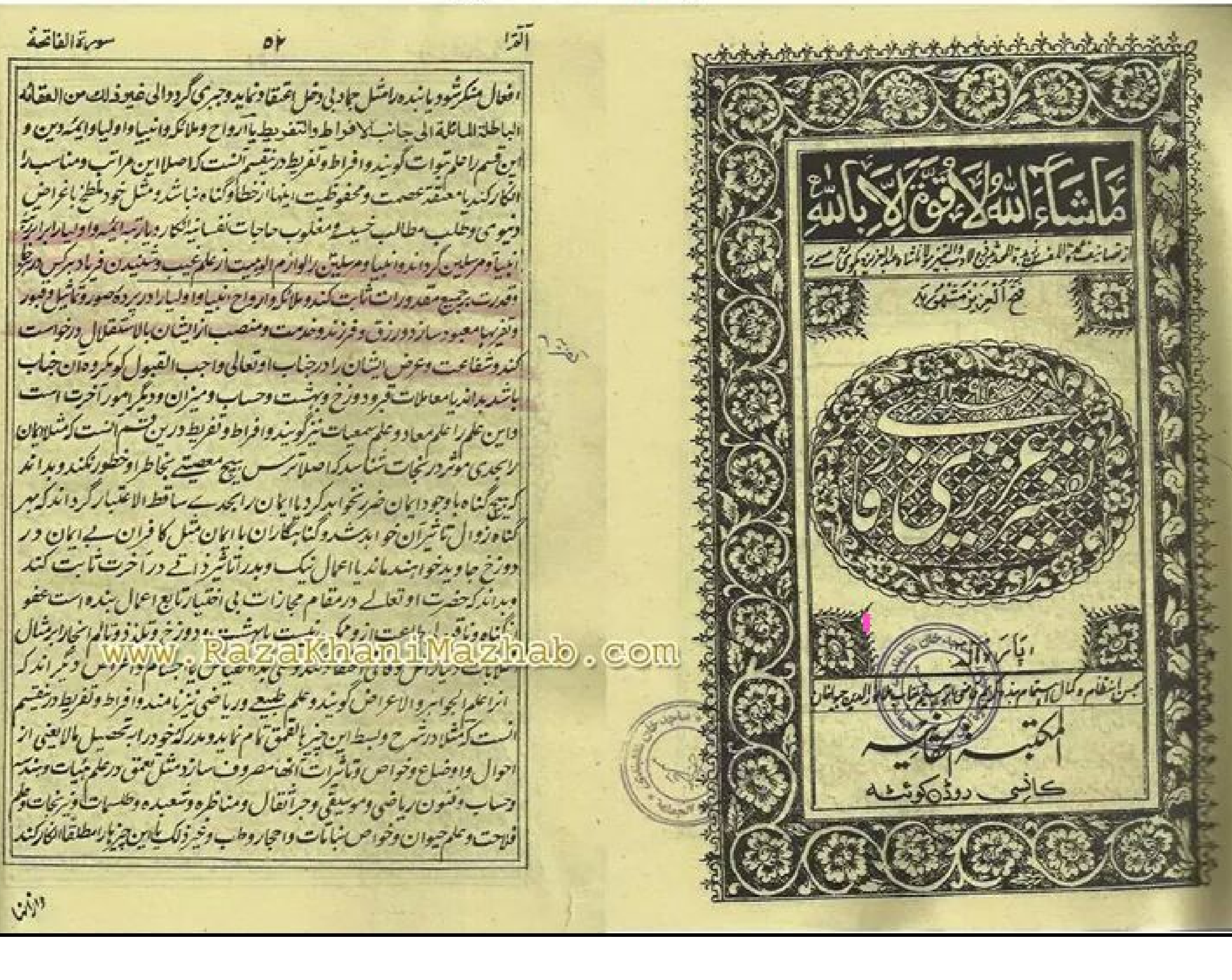

افعال منکر شود یا بنده را مثل جماد بی دخل اعتقاد نماید و جبری گردد الی غیر ذلک من العقائد
الباطلة المائلة الی جانب الافراط والتفریط یا ارواح و ملائکه و انبیاء و اولیا و ائمه دین و
این قسم را علم نبوات گویند و افراط و تفریط در تقسیم آنست که اصلا این مراتب و مناصب را
انکار کند یا معتقد عصمت و محفوظیت اینها از خطا و گناه نباشد و مثل نمود ملطخ باغراض
دنیوی و طلب مطالب خسیسه و مغلوب حاجات نفسانیه انکار رسالت ایشان کند یا رتبه ائمه و اولیاء را برابر رتبه
انبیاء و مرسلین گرداند و انبیاء و مرسلین را لوازم الوهیت از علم غیب و شنیدن فریاد هر کس در هر جا
و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کند و ملائکه و ارواح انبیاء و اولیاء را در پرده صور و تماثیل و قبور
و غیرها معبود سازد و رزق و فرزند و خدمت و منصب از ایشان بالاستقلال درخواست
کند و شفاعت و عرض ایشان را در جناب او تعالی واجب القبول و مکره دانند و جناب
باشد یا معاملات قبر و دوزخ و بهشت و حساب و میزان و دیگر امور آخرت است
و این علم را علم معاد و علم سمعیات نیز گویند و افراط و تفریط درین قسم آنست که اصلا ایمان
را بجدی موثر در نجات نشناسد که اصلا ترس هیچ معصیتے بخاطر او خطور نکند و بداند
که هیچ گناه با وجود ایمان ضرر نخواهد کرد یا ایمان را بجدے ساقط الاعتبار گرداند که بهر
گناه زوال تاثیر آن خواهد شد و گناهگاران با ایمان مثل کافران بے ایمان در
دوزخ جاوید خواهند ماند یا اعمال نیک و بد را تاثیر ذاتے در آخرت ثابت کند
و بداند که حضرت او تعالے در مقام مجازات بی اختیار تابع اعمال بنده است عفو
گناه ... بهشت ... دوزخ ... تمام ...
...
از علم الجواهر و الاعراض گویند و علم طبیعی و ریاضی نیز نامند و افراط و تفریط در تقسیم
آنست که مثلا در شرح و بسط این چیزها الحق تمام نماید و مدرکه خود در تحصیل ما لا یعنی از
احوال و اوضاع و خواص و تاثیرات آنها مصروف سازد مثل تعمق در علم هیئات و هندسه
و حساب و فنون ریاضی و موسیقی و جر اثقال و مناظره و شعبده و طلسمات و نیرنجات و علم
فلاحت و علم حیوان و خواص نباتات و احجار و طب و غیر ذلک یا این چیزها را مطلقا انکار کند

ماشاء الله لا قوة الا بالله

فتح العزیز مشهور به

تفسیر عزیزی فارسی

پاره الم

المکتبة الحقانیة

کانسی روڈ کوئٹه

www.RazaKhaniMazhab.com